حصہ سیزدہم (13)

(......مع تسہیل وتخریج......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ؕ

دعوے کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے دے دیا جایا کرے تو کتنے لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے ولیکن مدعیٰ علیہ [1] پر حلف [2] ہے'' اور بیہقی کی روایت میں ہے ''ولیکن مدعی [3] کے ذمہ بیّنہ (گواہ) ہے اور منکر پر قسم۔'' [4]

حدیث ۲: امام احمد و بیہقی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''جو شخص اُس چیز کا دعویٰ کرے جو اُس کی نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں اور وہ جہنم کو اپنا ٹھکانا بنائے۔'' [5]

حدیث ۳: طبرانی واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''بہت بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی اولاد سے انکار کردے۔'' [6]

حدیث ۴: امام احمد و طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو اپنی اولاد سے انکار کرے کہ اسے دنیا میں رُسوا کرے قیامت کے دن علی رؤس الاشھاد [7] اُس کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے گا یہ اُسکا بدلہ ہے۔'' [8]

حدیث ۵: عبدالرزاق نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میری عورت کے سیاہ بچہ پیدا ہوا ہے (یہ شخص اشارۃً اُس بچہ سے انکار کرنا چاہتا ہے) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''تیرے یہاں اونٹ ہیں۔'' عرض کی ہاں، فرمایا: ''اُن کے رنگ کیا کیا ہیں؟'' عرض کی سب سرخ

---

[1]......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔ [2]......قسم۔ [3]......دعویٰ کرنے والا۔

[4]......''صحیح مسلم''، کتاب الأقضیة، باب الیمین علی المدعیٰ علیه، الحدیث: ۱۔(۱۷۱۱)، ص ۹۴۱.

و''السنن الکبری''، للبیهقي، کتاب الدعوی و البیّنات، باب البیّنة علی المدعی...إلخ، الحدیث: ۲۱۲۰۱، ج ۱۰، ص ۴۲۷.

[5]......''المسند'' للإمام احمد بن حنبل، مسند الأنصار/حدیث أبي ذر الغفاري، الحدیث: ۲۱۵۲۱، ج ۸، ص ۱۰۷.

[6]......''المعجم الکبیر''، الحدیث: ۲۳۸، ج ۲۲، ص ۹۸.

[7]......علی الاعلان، مخلوق کے سامنے۔

[8]......''المسند'' للإمام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰه بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۴۷۹۵، ج ۲، ص ۲۵۵.

ہیں۔ فرمایا: ''اُن میں کوئی بھورے رنگ کا بھی ہے۔'' عرض کی چند اونٹ بھورے بھی ہیں۔ فرمایا: ''سرخ اونٹوں میں بھورے کہاں سے پیدا ہوگئے۔'' عرض کی مجھے معلوم نہیں شاید رگ نے کھینچ لیا ہو یعنی اُن کی اُوپر کی پشت میں کوئی بھورا ہوگا۔ اُس کا یہ اثر ہوگا۔ فرمایا: ''تیرے بیٹے کو بھی شاید رگ نے کھینچ لیا ہو''[1] یعنی تیرے آبا اجداد میں کوئی سیاہ ہو اُس کا یہ اثر ہو۔ اُس شخص کو نسب سے انکار کی اجازت نہیں دی۔

مسائل فقہیہ

دعویٰ اُس قول کو کہتے ہیں جو قاضی کے سامنے اِس لیے پیش کیا گیا جس سے مقصود دوسرے شخص سے حق طلب کرنا ہے۔[2]

مسئلہ ۱: دعویٰ میں سب سے زیادہ اہم جو چیز ہے وہ مدعی و مدعیٰ علیہ کا تعیّن ہے اس میں غلطی کرنا فیصلہ کی غلطی کا سبب ہوتا ہے عام لوگ تو اُس کو مدعی جانتے ہیں جو پہلے قاضی کے پاس جاکر دعویٰ کرتا ہے اور اس کے مقابل کو مدعیٰ علیہ۔ مگر یہ سطحی و ظاہری بات ہے بہت مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ جو صورۃً مدعی ہے وہ مدعیٰ علیہ ہے اور جو مدعیٰ علیہ ہے وہ مدعی۔ فقہا نے اس کی تعریفات میں بہت کچھ کلام ذکر کیے ہیں اس کی ایک تعریف یہ ہے کہ مدعی وہ ہے کہ اگر وہ اپنے دعوے کو ترک کردے تو اسے مجبور نہ کیا جائے اور مدعیٰ علیہ وہ ہے جو مجبور کیا جاتا ہو مثلاً ایک شخص کے دوسرے پر ہزار روپے ہیں اگر وہ دائن[3] مطالبہ نہ کرے تو قاضی کبھی اس کو دعویٰ کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا اگرچہ قاضی کو معلوم ہو اور مدیون[4] اُس کے دعوے کے بعد مجبور ہے۔ اُس کو لامحالہ[5] جواب دینا ہی پڑے گا۔ ظاہر میں مدعی اور حقیقت میں مدعیٰ علیہ کی ایک مثال یہ ہے ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ فلاں کے پاس میری امانت ہے دلادی جائے۔ امین[6] یہ کہتا ہے کہ میں نے امانت واپس کردی۔ اس کا ظاہر مطلب یہ ہوا کہ اُس کی امانت مجھ کو تسلیم ہے مگر میں دے چکا ہوں یہ امین کا ایک دعویٰ ہے مگر حقیقت میں امین ضمان سے منکر ہے۔ کیونکہ امین جب امانت سے انکار کرے تو امین نہیں رہتا بلکہ اُس پر ضمان واجب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا پہلے شخص کے دعوے کا حاصل طلبِ ضمان[7] ہے۔ اور اس کے جواب کا محصل وجوبِ ضمان سے انکار ہے اب اس صورت میں حلف[8] امین کے ذمہ ہوگا

---

[1] ......"المصنف"،لعبدالرزاق، كتاب الطلاق،باب الرجل ينتفي من ولده،الحديث:١٢٤١٩،ج٧،ص٧٤،٧٥.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ ،ج٨،ص٣٢٧.

[3] ......قرض دینے والا۔

[4] ......مقروض۔

[5] ......یعنی لازمی۔

[6] ......جس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے،امانت دار۔

[7] ......تاوان طلب کرنا۔

[8] ......قسم۔

اور حلف سے کہہ دے گا تو بات اسی کی معتبر ہوگی۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: مدعی اگر اصیل ہے یعنی خود اپنے حق کا دعویٰ کرتا ہے تو اُس کو دعوے میں یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ فلاں کے ذمّہ میرا یہ حق ہے اور اگر اصیل نہیں ہے بلکہ دوسرے شخص کا قائم مقام ہے مثلاً وکیل یا وصی ہے تو یہ بتانا ہوگا کہ فلاں شخص جس کا میں قائم مقام ہوں اُس کا فلاں کے ذمہ یہ حق ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: دعویٰ وہی کرسکتا ہے جو عاقل تمیز دار ہو مجنون یا اتنا چھوٹا بچہ جس کو کچھ تمیز نہیں ہے دعویٰ نہیں کرسکتا۔ نابالغ سمجھ وال دعویٰ کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ جانب ولی سے ماذون ہو۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴: دعوے میں مدعی کو جزم و یقین کے ساتھ بیان دینا ہوگا۔ اگر یہ کہے گا مجھے ایسا شبہہ ہوتا ہے یا میرا گمان یہ ہے تو دعویٰ قابلِ سماعت[4] نہ ہوگا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: دعوے کی صحت کے شرائط یہ ہیں:

(۱) جس چیز کا دعویٰ کرے وہ معلوم ہو۔ مجہول شے کا دعویٰ مثلاً فلاں کے ذمہ میں میرا کچھ حق ہے۔ قابلِ سماعت نہیں۔

(۲) دعویٰ ثبوت کا احتمال رکھتا ہو لہٰذا ایسا دعویٰ جس کا وجود محال[6] ہے باطل ہے مثلاً کسی ایسے کو اپنا بیٹا بتاتا ہے کہ اُس کی عمر اس سے زائد ہے یا اُس عمر کا اس کا بیٹا نہیں ہوسکتا یا معروف النسب[7] کو کہتا ہے یہ میرا بیٹا ہے قابلِ سماعت نہیں۔ جو چیز عادۃً محال ہے وہ بھی قابلِ سماعت نہیں مثلاً ایک شخص فقر و فاقہ میں مبتلا ہے سب لوگ اُسکی محتاجی سے واقف ہیں اغنیا سے زکاۃ لیتا ہے وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص کو میں نے ایک لاکھ اشرفی قرض دی ہے۔ وہ مجھے دلادی جائے۔ یا کہتا ہے فلاں امیر کبیر نے میرے لاکھوں روپے غصب کرلیے وہ مجھ کو دلادیے جائیں۔

(۳) خود مدعی اپنی زبان سے دعویٰ کرے بلا عذر اسکی طرف سے دوسرا شخص دعویٰ نہیں کرسکتا اگر مدعی زبانی دعویٰ کرنے سے عاجز ہے تو لکھ کر پیش کرے اور اگر قاضی اسکی زبان نہ سمجھتا ہو تو مترجم مقرر کرے۔

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، ج٢، ص١٥٤.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج٨، ص٣٢٩.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......سننے کے قابل یعنی مقدمہ چلانے کے قابل۔

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب الدعوىٰ، ج٨، ص٣٣٠.

[6] ......جس کا پایا جانا ممکن ہی نہیں۔

[7] ......یعنی جس کا باپ معلوم ہو۔

(۴) مدعیٰ علیہ یا اُس کے نائب کے سامنے اپنے دعوے کو بیان کرے اور اُس کے سامنے ثبوت پیش کرے۔

(۵) دعوے میں تناقض نہ ہو یعنی اس سے پہلے ایسی بات نہ کہی ہو جو اس دعوے کے مناقض ہو مثلاً پہلے مدعیٰ علیہ کی ملک کا خود اقرار کر چکا ہے اب یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اُس اقرار سے پہلے میں نے یہ چیز اُس سے خرید لی ہے۔ نسب اور حریت[1] میں تناقض مانع دعویٰ نہیں۔

(۶) دعویٰ ایسا ہو کہ بعد ثبوت خصم پر کوئی چیز لازم کی جاسکے یہ دعویٰ کہ میں اُس کا وکیل ہوں بیکار ہے۔[2] (خانیہ، بحرالرائق، منحۃ الخالق، عالمگیری)

مسئلہ ۶: جب دعویٰ صحیح ہوگیا تو مدعیٰ علیہ پر جواب دینا ہاں یا نہ کے ساتھ لازم ہے اگر سکوت کرے گا[3] تو یہ بھی انکار کے معنے میں ہے۔ اس کے مقابلے میں مدعی کو گواہ پیش کرنے کا حق ہے یا گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعیٰ علیہ پر حلف ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷: منقول شے کا دعویٰ ہو تو یہ بھی بیان کرنا ہوگا کہ وہ مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ناحق طور پر ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ چیز مدعی کی ہو اور مدعیٰ علیہ کے پاس مرہون ہو[5] یا ثمن نہ دینے کی وجہ سے اس نے روک رکھی ہو۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸: ایک چیز میں ملکِ مطلق کا دعویٰ کرتا ہے اور وہ چیز مدعیٰ علیہ کے مستاجر[7] یا مستعیر[8] یا مرتہن[9] کے قبضہ میں ہے اس صورت میں مالک و قابض[10] دونوں کو حاضر ہونا ضروری ہے ہاں اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ مالک کے اجارہ پر

---

1 ......آزاد ہونا غلام نہ ہونا۔

2 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الدعوی والبیّنات، باب الدعوی، ج ۲، ص ۴۸، ۴۹.
و"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، ج ۷، ص ۳۲۷.
و"منحة الخالق" حاشیة "البحرالرائق"، کتاب الدعوی، ج ۷، ص ۳۲۸.
و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعوی، الباب الأول، ج ٤، ص ۲، ۳.

3 ......خاموش رہے گا۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج ۸، ص ۳۳۱.

5 ......گروی رکھی ہو۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج ۸، ص ۳۳۱.

7 ......کرایہ دار۔

8 ......عارضی طور پر استعمال کے لیے کسی سے کوئی چیز لینے والا۔

9 ......جس کے پاس چیز گروی رکھی جائے۔

10 ......جس کا قبضہ ہے اس کو قابض کہتے ہیں۔

دینے سے قبل میں نے خریدی ہے تو تنہا مالک خصم ہے اسی کے حاضر ہونے کی ضرورت ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۹: زمین کے متعلق دعویٰ ہے اور زمین مزارع کے قبضہ میں ہے اگر بیج اس نے اپنے ڈالے ہیں یا زراعت اوگ چکی ہے تو مزارع[2] کا حاضر ہونا بھی ضروری ہے ورنہ نہیں۔[3] (بحر)

مسئلہ ۱۰: منقول چیز اگر ایسی ہو کہ اسکے حاضر کرنے میں دشواری نہ ہو تو مدعیٰ علیہ کے ذمہ اس کا حاضر کرنا ہے تاکہ دعویٰ اور شہادت اور حلف میں اسکی طرف اشارہ کیا جاسکے اور اگر وہ چیز ہلاک ہو چکی ہے یا غائب ہوگئی ہے تو مدعی اسکی قیمت بیان کردے اور اگر چیز موجود ہے مگر اسکے لانے میں دشواری ہو اگرچہ فقط اتنی ہی کہ اُس کے لانے میں مزدوری دینی پڑے گی تکلیف ہوگی جیسے چکی اور غلہ کی ڈھیری بکریوں کا ریوڑ تو مدعی قیمت ذکر کرے گا اور قاضی معاینہ کے لیے اپنا امین بھیجے گا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میری فلاں چیز غصب کر لی اور مدعی اُسکی قیمت نہیں بتاتا ہے جب بھی دعویٰ مسموع ہے یعنی مدعیٰ علیہ منکر ہے تو اُس پر حلف دیا جائے گا اور مقر ہے[5] یا قسم سے انکار کرتا ہے تو بیان کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: چند جنس و نوع وصفت کی چیزوں کا دعویٰ کیا اور تفصیل کے ساتھ ہر ایک کی قیمت نہیں بتاتا مجموعی قیمت بتا دینا کافی ہے۔ اِس کے ثبوت کے گواہ لیے جائیں گے اور حلف کی ضرورت ہوگی تو مجموعہ پر ایک دم حلف دیا جائے گا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: مدعیٰ علیہ نے مدعی کی کوئی چیز ہلاک کردی ہے۔ اُس کی قیمت دلا پانے کا دعوٰی ہے تو مدعی اُس کی جنس و نوع بیان کرے تاکہ قاضی کو معلوم ہو سکے کہ کیا فیصلہ دینا چاہیے کیونکہ بعض چیزیں مثلی ہیں جن کا تاوان مثل سے ہے اور بعض قیمی جن کا تاوان قیمت سے دلایا جائے گا۔[8] (درمختار، عالمگیری)

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، ج۷، ص ۳۳۱.

[2] ......کسان، کاشتکار۔

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، ج۷، ص ۳۳۱.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج۸، ص ۳۳۱.

[5] ......اقرار کرتا ہے۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج۸، ص ۳۳۲.

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج۸، ص ۳۳۲.

[8] ......المرجع السابق، ص ۳۳۳.
و"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعوی، الباب الثانی فيما تصح به الدعوی...إلخ، الفصل الثانی، ج ٤، ص ۷.

مسئلہ ۱۴: کُرتے کا دعویٰ ہو تو جنس و نوع وصفت و قیمت بیان کرنے کے علاوہ یہ بھی بیان کرنا ہوگا کہ زنانہ ہے یا مردانہ بڑا ہے یا چھوٹا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ودیعت (امانت) کا دعویٰ ہو تو یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ چیز فلاں جگہ اُس کے پاس امانت رکھی گئی تھی خواہ وہ چیز ایسی ہو جس کے لیے بار برداری صرف کرنی پڑے[2] یا نہ پڑے اور غصب کا دعویٰ ہو تو جگہ بیان کرنے کی وہاں ضرورت ہے کہ اُس چیز کے جگہ بدلنے میں بار برداری صرف کرنی پڑے ورنہ جگہ بیان کرنا ضروری نہیں۔ غیر مثلی چیز کے غصب کا دعویٰ ہو تو غصب کے دن جو اُس کی قیمت ہو وہ بیان کرے۔[3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۶: جائدادِ غیر منقولہ[4] کا دعویٰ ہو تو اُس کے حدود کا بیان کرنا ضرور ہے دعوے میں بھی اور شہادت میں بھی اگر یہ جائداد بہت مشہور ہو جب بھی اِس کے حدود کا بیان کرنا ضروری ہے گواہوں کو وہ مکان جس کے متعلق دعویٰ ہے معلوم ہے یعنی بعینہٖ اُس کو پہچانتے ہوں تو اُن کو حدود کا ذکر کرنا ضروری نہیں اور عقار (غیر منقولہ) میں یہ بھی بیان کرنا ہوگا کہ وہ کس شہر کس محلّہ کس کوچہ میں ہے۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۷: تین حدوں کا بیان کرنا کافی ہے۔ یعنی مدعی یا گواہ چوتھی حد چھوڑ گیا دعویٰ صحیح ہے اور گواہی بھی صحیح اور اگر چوتھی حد غلط بیان کی یعنی جو چیز اُس جانب ہے اُس کے سوا دوسری چیز کو بتایا تو نہ دعویٰ صحیح ہے نہ شہادت کیونکہ مدعیٰ علیہ یہ کہے گا کہ یہ چیز میرے پاس نہیں ہے پھر مجھ پر دعویٰ کیوں ہے۔ اور اگر مدعیٰ علیہ یہ کہے کہ یہ محدود میرے قبضہ میں ہے مگر تو نے حدود کے ذکر میں غلطی کی یہ بات قابل التفات نہیں یعنی مدعیٰ علیہ پر ڈگری نہ ہوگی ہاں دونوں نے بالاتفاق غلطی کا اعتراف کیا تو سرے سے مقدمہ کی سماعت ہوگی[6] (خانیہ) اور اگر صرف دو ہی حدیں ذکر کیں تو نہ دعویٰ صحیح ہے نہ شہادت۔ رہی یہ بات کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ مدعی یا شاہد نے حد کے بیان میں غلطی کی ہے اس کا بیان خود اُس کے اقرار سے ہوگا مدعیٰ علیہ

[1] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوٰی... إلخ، الفصل الثانی، ج٤، ص٧.

[2] ......یعنی چیز لانے کی مزدوری دینی پڑے۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج٨، ص٣٣٤.

و"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج٧، ص٣٣٧.

[4] ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو جیسے زمین وغیرہ۔

[5] ......"الھدایۃ"، کتاب الدعویٰ، ج٢، ص١٥٤، ١٥٥.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج٨، ص٣٣٤.

[6] ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الدعویٰ والبیّنات، فصل فی دعوی الدورِ والأراضی، ج٢، ص٦٤.

اُس کی غلطی پر گواہ نہیں پیش کرے گا۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۸: تین حدیں ذکر کر دی ہیں۔ایک باقی ہے جب یہ صحیح ہے تو چوتھی جانب کہاں تک چیز شمار ہوگی اس کی صورت یہ کی جائے گی کہ تیسری حد جہاں ختم ہوئی ہے وہاں سے پہلی حد کے کنارہ تک ایک خطِ مستقیم کھینچا جائے اور اُس کو چوتھی حد قرار دیا جائے۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۹: راستہ حد ہوسکتا ہے اس کا طول وعرض بیان کرنا ضرور نہیں نہر کو حد قرار نہیں دے سکتے۔شہر پناہ کو حد قرار دے سکتے ہیں اور خندق کو نہیں۔اگر یہ کہا کہ فلاں جانب فلاں شخص کی زمین یا مکان ہے اگرچہ اس شخص کے اس شہر یا گاؤں میں بہت مکان، بہت زمینیں ہیں جب بھی یہ دعویٰ اور شہادت صحیح ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۰: حدود میں جو چیزیں لکھی جائیں گی اُن کے مالکوں کے نام اور اُن کے باپ اور دادا کے نام لکھے جائیں یعنی فلاں بن فلاں بن فلاں اور اگر وہ شخص معروف ومشہور ہو تو فقط اُس کا ہی نام کافی ہے اگر کوئی جائدادِ موقوفہ کسی جانب میں واقع ہو تو اُس کو اِس طرح تحریر کیا جائے کہ پوری طرح ممتاز ہو جائے۔مثلاً اگر وہ واقف کے نام سے مشہور ہے تو اُسکا نام جن لوگوں پر وقف ہے اُن کے نام سے مشہور ہو تو اُن کے نام لکھے جائیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: مکان کا دعویٰ کیا قاضی نے دریافت کیا تم اُس مکان کے حدود کو پہچانتے ہو اُس نے کہا نہیں دعویٰ خارج ہوگیا اب پھر دعویٰ کرتا ہے اور حدود بیان کرتا ہے یہ دعویٰ مسموع نہ ہوگا[5] اور اگر پہلی مرتبہ کے دعوے میں اُس نے یہ کہا تھا کہ جن لوگوں کے مکان حدود میں واقع ہیں اُن کے نام مجھے نہیں معلوم ہیں اس وجہ سے خارج ہوا تھا اور اب دعوے کے ساتھ نام بتاتا ہے تو یہ دعویٰ مسموع ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: عقار[7] میں مدعی کو یہ ذکر کرنا ہوگا کہ مدعیٰ علیہ اُس پر قابض ہے کیونکہ بغیر اس کے خصم[8] نہیں ہوسکتا

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷،ص۳۳۹.
و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸،ص۳۳۵.

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷،ص۳۴۰.

[3] ......المرجع السابق،ص۳۳۸.

[4] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ، ج۸،ص۳۳۵.

[5] ......قابل قبول نہ ہوگا۔

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعویٰ،الباب الثانی فیما تصح بہ الدعویٰ...إلخ،الفصل الثالث، ج٤،ص١١.

[7] ......غیر منقولہ جائیداد جیسے زمین وغیرہ۔　[8] ......یعنی مدمقابل۔

اور دونوں کا متفق ہو کر مدعیٰ علیہ کا قبضہ ظاہر کرنا یہ کافی نہیں بلکہ گواہوں سے قبضہء مدعیٰ علیہ ثابت کرنا ہوگا یا قاضی کو ذاتی طور پر اس کا علم ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک مکان کے متعلق زید نے عمرو[1] پر دعویٰ کر دیا اور عمرو نے اقرار کرلیا زید کے موافق فیصلہ ہوگیا حالانکہ وہ مکان نہ زید کا ہے نہ عمرو کا بلکہ تیسرے کا ہے اور اُس کے قبضہ میں ہے یہ دونوں مل گئے ان میں ایک مدعی بن گیا ایک مدعیٰ علیہ تاکہ ڈگری کرا کے آپس میں بانٹ لیں۔[2] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۲۳: عقار میں اگر غصب کا دعویٰ ہو کہ میرا مکان فلاں نے غصب کرلیا یا خریداری کا دعویٰ ہو کہ میں نے وہ مکان خریدا ہے تو اس کی ضرورت نہیں کہ گواہوں سے مدعیٰ علیہ کا قابض ہونا ثابت کرے کہ فعل کا دعویٰ قابض اور غیر قابض دونوں پر ہوتا ہے۔ فرض کیا جائے کہ وہ قابض نہیں ہے تو دعوے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص کے مکان میں میرے مکان کی نالی جاتی ہے یا اُس کے مکان میں پرنالہ[4] گرتا ہے یا آبچک[5] ہے تو یہ بیان کرنا ہوگا کہ برساتی پانی جانے کا راستہ ہے یا وہاں گرتا ہے یا استعمالی پانی بھی اور نالی یا آبچک کی جگہ بھی متعین کرنی ہوگی کہ اُس مکان کے کس حصہ میں ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میری زمین میں درخت نصب کیے[7] ہیں تو زمین کو بتانا ہوگا کہ کس زمین میں درخت لگائے اور کیا درخت لگائے ہیں۔ یہ دعویٰ کیا کہ میری زمین میں مکان بنالیا ہے تو زمین کو بیان کرے اور مکان کا طول وعرض[8] بیان کرے اور یہ کہ اینٹ کا بنایا ہے یا کچا مکان ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: دوسرے کا مکان بیع کر دیا اور مشتری کو قبضہ بھی دے دیا اب مالک آیا اور اُس نے بائع پر دعویٰ کیا اُسکی چند صورتیں ہیں اگر مالک کا یہ مقصد ہے کہ مکان واپس لوں تو دعویٰ صحیح نہیں کہ بائع کے پاس مکان کب ہے جو اُس سے لے گا۔

---

[1] ......اسے عَمْرٌ پڑھتے ہیں اس میں واو صرف لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۳۶.

و"الهداية"، کتاب الدعویٰ، ج۲، ص۱۵۵.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۳۷.

[4] ......بالاخانے یا چھت کی نالی۔ [5] ......مکان کے پچھواڑے چھت کا پانی گرنے کی جگہ۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوی...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١١.

[7] ......درخت لگادیئے۔ [8] ......لمبائی، چوڑائی۔

[9] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوی...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١١.

اور اگر یہ مقصود ہے کہ اُس سے تاوان لے تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک معلوم ہے کہ عقار میں امام کے نزدیک غصب سے ضمان نہیں مگر چونکہ اس شخص نے بیع کر کے تسلیم مبیع کی ہے اس میں اصح قول یہی ہے کہ ضمان واجب ہے اور اگر مالک یہ چاہتا ہے کہ بیع جائز کر کے بائع سے ثمن وصول کرلے یہ دعویٰ صحیح ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ایک شخص نے جائداد غیر منقولہ[2] بیع کی اور بائع[3] کا بیٹا یا بی بی یا بعض دیگر قریبی رشتہ دار وہاں حاضر تھے۔ اور مشتری[4] مبیع پر قبضہ کر کے ایک زمانہ تک تصرف کرتا رہا پھر ان حاضرین میں کسی نے مشتری پر دعویٰ کیا کہ بائع مالک نہ تھا میں مالک ہوں یہ دعویٰ مسموع نہ ہوگا اور اس کا سکوت[5] ملک بائع کا اقرار متصور ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ہے یہ میرے باپ کا ہے جو مر گیا اور اس کو ترکہ[7] میں چھوڑا اور میرے باپ نے اس مکان کے علاوہ دوسری اشیا جانور وغیرہ بھی ترکہ میں چھوڑیں اور میں اور میری ایک بہن کل دو وارث چھوڑے ہم نے ترکہ کو باہم تقسیم کرلیا اور یہ مکان تنہا میرے حصہ میں پڑا میری بہن نے اپنا کل حصہ اُن اشیا سے وصول کرلیا یہ مکان خاص میری ملک ہے یہ دعویٰ مسموع ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان مجھے اپنے باپ یا ماں سے میراث میں ملا ہے اور مورث[9] کا نام و نسب کچھ نہیں بیان کیا یہ دعویٰ مسموع نہیں۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: یوں دعویٰ کیا کہ اس کے پاس جو فلاں چیز ہے وہ میری ہے کیونکہ اُس نے میرے لیے اقرار کیا ہے یا اُس پر میرے ہزار روپے ہیں اس لیے کہ اُس نے ایسا اقرار کیا ہے یعنی اقرار کو دعوے کی بنا قرار دیتا ہے یہ دعویٰ مسموع نہیں ہاں اگر ملک کا دعویٰ کرتا اور اقرار کو ثبوت میں پیش کرتا تو دعویٰ مسموع ہوتا۔[11] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوی...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١٢.

[2] ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو جیسے زمین وغیرہ۔

[3] ......بیچنے والا۔ [4] ......خریدار۔ [5] ......خاموش رہنا۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوی...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١٢.

[7] ......وہ مال و جائداد جو میت چھوڑ جائے۔

[8] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوی...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١٢.

[9] ......وارث بنانے والا یعنی میت۔

[10] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوی...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١٣.

[11] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۳۱: مدعیٰ علیہ نے اقرارِ مدعی کو دفع دعویٰ میں پیش کیا یعنی مدعی کو مجھ پر دعویٰ کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ اُس نے خود میرے لیے اقرار کیا ہے یہ مسموع ہے یعنی اس کی وجہ سے دعوے مدعی دفع ہوجائے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: دَین کا دعویٰ ہو تو وہ مکیل ہو یا موزون نقد ہو یا غیر نقد اُس کا وصف بیان کرنا ہوگا اور مثلی چیزوں میں جنس، نوع، صفت، مقدار، سببِ وجوب[2] سب ہی کو بیان کرنا ہوگا مثلاً یہ دعویٰ کیا کہ فلاں کے ذمہ میرے اتنے گیہوں[3] ہیں اور سببِ وجوب نہیں بیان کرتا کہ اُس نے قرض لیا ہے یا اُس سے میں نے سلم کیا ہے یا اُس نے غصب کیا ہے ایسا دعویٰ مسموع نہیں اور سبب بیان کردے گا تو مسموع ہوگا اور قرض کی صورت میں جہاں قرض لیا ہے وہاں دینا ہوگا اور غصب کیا ہے تو جہاں سے غصب کیا ہے وہاں اور سلم ہے تو جوجگہ تسلیم کی قرار پائی ہے وہاں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: سلم کا دعویٰ ہو تو شرائط صحت کا بیان کرنا بھی ضرور ہے اگر یہ کہہ دیا کہ اتنے من گیہوں سلم صحیح کی رو سے واجب ہیں اسکو بعض مشایخ کافی بتاتے ہیں اسے شرائط صحت کے قائم مقام کہتے ہیں۔ اور بیع کے دعوے میں بیع صحیح کہنا کافی ہے۔ شرائطِ صحت بیان کرنا ضروری نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: یہ دعویٰ کیا کہ میرا اس کے ذمہ اتنا چاہیے ہمارے مابین جو حساب تھا اُس کے سبب سے یہ صحیح نہیں کہ حساب سبب وجوب نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: یہ دعویٰ ہے کہ میت کے ذمہ اتنا دین ہے اور یہ بیان کردیا کہ وہ بغیر دین ادا کیے مرگیا اور اُس نے اتنا ترکہ چھوڑا ہے جس سے میرا دین ادا ہوسکتا ہے اور ترکہ ان وارثوں کے قبضہ میں ہے یہ دعویٰ مسموع ہے مگر وارث کو دین ادا کرنے کا اُس وقت حکم ہوگا جب اُسے ترکہ ملا ہو اور اگر وارث ترکہ ملنے سے انکار کرتا ہو تو مدعی کو ثابت کرنا ہوگا اور یہ بھی بتانا ہوگا کہ ترکہ کی فلاں فلاں چیزیں اسے ملی ہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: دائن نے دین کا دعویٰ کیا مدیون کہتا ہے کہ میں نے اتنے روپے تمھارے پاس بھیج دیے تھے یا فلاں

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوٰی...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١٣.

[2] ......یعنی حق کے لازم ہونے کا سبب۔ [3] ......گندم۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج٨، ص٣٣٨.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوٰی...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١٣.

[6] ......المرجع السابق، الفصل الأول، ص٤.

[7] ......المرجع السابق، ص٣.

شخص نے بغیر میرے کہنے کے دین ادا کردیا مدیون کی یہ بات مسموع ہوگی اور دائن پر حلف دیا جائیگا اور اگر مدیون قرض کا دعویٰ کرتا ہے کہتا ہے کہ فلاں شخص نے جو تمہیں اتنے روپے قرض دیے تھے وہ میرے روپے تھے یہ بات مسموع نہ ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: یہ دعویٰ کیا کہ مبیع کا ثمن اسکے ذمہ ہے اور مبیع پر قبضہ کرچکا ہے تو مبیع کیا چیز تھی صحتِ دعویٰ کے لیے اس کا بیان کرنا ضرور نہیں اسی طرح مکان بیچا تھا اس کے ثمن کا دعویٰ ہے تو اس دعوے میں اُس کے حدود بیان کرنا ضرور نہیں اور اگر مبیع پر مشتری کا قبضہ نہیں ہوا ہے تو مبیع کا بیان کرنا ضرور ہے بلکہ ممکن ہو تو حاضر لانا ہوگا تاکہ اُسکی بیع ثابت کی جاسکے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: دعویٰ صحیح ہوگیا تو قاضی مدعیٰ علیہ سے اس دعوے کے متعلق دریافت کرے گا کہ اس دعوے کے متعلق تم کیا کہتے ہو اور دعویٰ اگر صحیح نہ ہو تو مدعیٰ علیہ سے کچھ نہیں دریافت کرے گا کیونکہ اُس پر جواب دینا واجب نہیں۔ اب مدعیٰ علیہ اقرار کرے گا یا انکار اگر اقرار کرلیا بات ختم ہوگئی مدعی کے موافق فیصلہ ہوگا اور مدعیٰ علیہ کے انکار کی صورت میں مدعی کے ذمہ یہ ہے کہ وہ اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کرے اگر ثابت کردیا مدعی کے موافق فیصلہ کیا جائے گا اور گواہ پیش کرنے سے مدعی عاجز ہے اور مدعیٰ علیہ پر حلف دینے کو کہتا ہے تو اُس پر حلف دیا جائے گا بغیر طلب مدعی حلف نہیں دیا جائے گا کیونکہ حلف دینا مدعی کا حق ہے اُس کا طلب کرنا ضروری ہے اگر مدعیٰ علیہ نے قسم کھالی مدعی کا دعویٰ خارج اور قسم سے انکار کرتا ہے تو مدعی کا دعویٰ دلایا جائے گا۔[3] (ہدایہ، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۳۹: مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ نہ میں اقرار کرتا ہوں نہ انکار تو قاضی حلف[4] نہیں دے گا بلکہ دونوں باتوں میں سے ایک پر مجبور کرے گا اُسے قید کردیگا یہاں تک کہ اقرار کرے یا انکار۔ یوہیں اگر مدعیٰ علیہ خاموش ہے کچھ بولتا ہی نہیں اور کسی مرض کی وجہ سے بولنے سے عاجز بھی نہیں تو اُسے مجبور کیا جائے گا مگر امام ابو یوسف یہ فرماتے ہیں کہ سکوت بمنزلہ انکار کے ہے۔[5] اور اس باب میں اُنھیں کے قول پر بیشتر فتویٰ دیا جاتا ہے۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثاني فيما تصح به الدعوىٰ...إلخ، الفصل الثاني، ج٤، ص٥.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، ج٢، ص١٥٥.

و "الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج٨، ص٣٣٩، وغيرهما.

[4] ...... قسم۔

[5] ......یعنی یہ خاموشی انکار کے قائم مقام ہے۔

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج٨، ص٣٤٠.

مسئلہ ۴۰: مدعیٰ علیہ نے مدعی سے کہا اگر تم قسم کھاؤ تو میں مال کا ضامن ہوں۔ مدعی نے قسم کھالی مدعیٰ علیہ مال کا ضامن نہ ہوگا کہ یہ تغییر شرع ہے[1] شرع میں مدعی پر حلف نہیں ہے۔ یوہیں زید نے عمرو پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا عمرو نے کہا اگر تم قسم کھاؤ کہ میرے ذمہ تمہارے ہزار روپے ہیں تو ہزار روپے دے دوں گا زید نے قسم کھالی اور عمرو نے اس وجہ سے کہ قسم کھانے پر دینے کو کہا تھا دیدیے یہ دینا باطل ہے جو کچھ دیا ہے اُس سے واپس لے سکتا ہے۔[2] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۴۱: مدعی نے مدعیٰ علیہ سے قسم کھانے کو کہا اُس نے قاضی کے سامنے بغیر حکم قاضی قسم کھالی یہ قسم معتبر نہیں کہ اگرچہ قسم کا مطالبہ مدعی کا کام ہے مگر حلف دینا قاضی کا کام ہے جب تک قاضی اُس پر حلف نہ دے اُس کا قسم کھانا بے سود ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: شوہر غائب ہے عورت نے قاضی کے یہاں درخواست کی کہ میرے لیے نفقہ مقرر کر دیا جائے قاضی عورت پر حلف دے گا کہ قسم کھا کہ تیرا شوہر جب گیا تجھے نفقہ نہیں دے گیا یہ حلف بغیر طلب مدعی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: میّت پر دَین کا دعویٰ کیا اور ثبوت کے گواہ بھی رکھتا ہے مگر باوجود گواہ قاضی خود بغیر وارث یا وصی کی طلب کے اُس پر یہ قسم دے گا کہ نہ تو نے میّت سے دَین وصول پایا نہ کسی دوسرے نے اُس کی طرف سے تجھے دَین ادا کیا نہ کسی دوسرے نے تیرے حکم سے دَین پر قبضہ کیا نہ تو نے کل دَین یا اُس کا کوئی جُز معاف کیا نہ کل دَین یا جز کا کسی پر حوالہ تو نے قبول کیا نہ دَین کے بدلہ میں کوئی چیز تیرے پاس رہن ہے۔ یہاں بھی بغیر طلب خود قاضی یہ حلف دیگا بغیر حلف لیے قاضی نے دَین ادا کرنیکا حکم دیدیا یہ حکم نافذ نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: گواہ سے ثبوت ہونے کے بعد قسم نہیں دی جاتی مگر ان مسائل ذیل میں (۱) میت پر دَین کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کر دیا یا ترکہ میں حق کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کر دیا قاضی حلف دے گا کہ قسم کھا کر مدعی یہ کہے کہ میں نے اپنا دَین یا حق وصول نہیں پایا ہے۔ یہاں بغیر دعویٰ حلف دیا جائے گا جس طرح حقوق اللہ میں حلف دیا جاتا ہے۔ (۲) کسی

---

[1] ......یعنی حکمِ شرعی کو بدلنا ہے۔

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳۴۹.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۴۱.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فيما تصح به الدعوٰی...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١٣.

[4] ......المرجع السابق، ص١٤.

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳٤٠.

و"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی اليمين...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص١٤.

نے مبیع میں اپنا حق ثابت کیا کہ یہ چیز میری ہے اور گواہوں سے اپنی ملک ثابت کردی۔ مشتری مستحق پر یہ حلف دے گا کہ نہ تو نے یہ چیز بیع کی نہ ہبہ کی نہ صدقہ کی نہ یہ چیز تیری ملک سے خارج ہوئی۔ (۳) کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے بھاگ گیا ہے اور گواہوں سے ثابت کیا اُس کو قسم کھا کر بتانا ہوگا کہ وہ اب تک اسی کی ملک میں ہے نہ اسے بیچا ہے نہ ہبہ کیا ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۴۵: مدعی نے دعوے کو گواہوں سے ثابت کردیا مدعیٰ علیہ قاضی سے یہ کہتا ہے کہ مدعی پر یہ قسم دی جائے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے یا اُس کے گواہ پر قسم دی جائے کہ وہ سچے ہیں یا شہادت میں حق پر ہیں۔ قاضی اُسکی بات تسلیم نہ کرے بلکہ اگر گواہوں کو معلوم ہو کہ قاضی اُن پر حلف دیگا اور منسوخ پر عمل کرے گا تو گواہی سے باز رہ سکتے ہیں کہ ایسی حالت میں گواہی دینا اُن پر لازم نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: مغصوب منہ (جس کی چیز کسی نے غصب کی) کہتا ہے میرے کپڑے کی قیمت سو روپے ہے اور غاصب یہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں کیا قیمت ہے مگر سو روپے نہیں غاصب کو قیمت بیان کرنے پر مجبور کیا جائے گا اگر وہ نہ بیان کرے تو اُس کو یہ قسم کھانی ہوگی کہ سو روپے اُس کی قیمت نہیں ہے اس کے بعد پھر مغصوب منہ کو حلف دیا جائے گا کہ وہ قسم کھائے سو روپے قیمت ہے اگر یہ بھی قسم کھا جائے تو سو روپے دلوا دیے جائیں گے اس کے بعد اگر وہ کپڑا مل گیا تو غاصب کو اختیار ہے کہ کپڑا لے لے یا کپڑا مغصوب منہ کو دے کر اپنے سو روپے واپس لے لے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۴۷: مدعی یہ کہتا ہے میرے گواہ شہر میں موجود ہیں کچہری میں حاضر نہیں ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ مدعیٰ علیہ پر حلف دے دیا جائے قاضی حلف نہیں دے گا بلکہ کہے گا تم اپنے گواہ پیش کرو۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۸: مدعی کہتا ہے میرے گواہ شہر سے غائب ہوگئے ہیں یا بیمار ہیں کہ کچہری تک نہیں آسکتے تو مدعیٰ علیہ پر حلف دیا جائے گا مگر قاضی اپنا آدمی بھیج کر تحقیق کرلے کہ واقعی وہ نہیں ہیں یا بیمار ہیں بغیر اس کے حلف نہ دے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: ملک مطلق کا دعویٰ کیا یعنی مدعی نے اپنی ملک کا کوئی سبب نہیں بیان کیا اور اپنی ملک پر گواہ پیش کرتا ہے ذی الید یعنی مدعیٰ علیہ بھی اپنی ملک کے گواہ پیش کرتا ہے کیونکہ یہ بھی اپنی ملک کا مدعی ہے اس صورت میں ذی الید (قابض)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳٤۷.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳٤۱.

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳٤۸.

4 ......"الهداية"، کتاب الدعویٰ، باب اليمين، ج۲، ص۱۵۵.

5 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی اليمين...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص۱٤.

کے گواہ سے خارج (جسکے قبضہ میں وہ چیز نہیں ہے) اُس کے گواہ زیادہ ترجیح رکھتے ہیں یعنی خارج کے گواہ مقبول ہیں یہ اُس صورت میں ہے کہ دونوں نے ملک کی کوئی تاریخ نہیں بیان کی یا دونوں کی ایک تاریخ ہے یا خارج کی تاریخ پہلے کی ہے۔[1] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۵۰: مدعیٰ علیہ نے انکار کیا اُس پر حلف دیا گیا حلف سے بھی انکار کر دیا خواہ یوں کہ اُس نے کہہ دیا میں حلف نہیں اٹھاؤنگا یا سکوت کیا اور معلوم ہے کہ یہ سکوت کسی آفت کی وجہ سے نہیں ہے مثلاً بہرا نہیں ہے کہ سنا ہی نہیں اور یہ انکار یا سکوت مجلسِ قاضی میں ہے تو قاضی فیصلہ کر دے گا اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں تین مرتبہ اُس پر حلف پیش کیا جائے بلکہ قاضی کو چاہئے کہ اُس سے پہلے ہی کہہ دے میں تجھ پر تین مرتبہ قسم پیش کروں گا اگر تو نے قسم کھالی تو تیرے موافق فیصلہ کروں گا ورنہ تیرے خلاف فیصلہ کر دوں گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۱: حلف سے انکار پر فیصلہ کر دیا گیا اب کہتا ہے میں قسم کھاؤں گا اس کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔ فیصلہ جو ہو چکا، ہو چکا مگر جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے وہ اگر ایسی بات پر شہادت پیش کرنا چاہتا ہو جس سے فیصلہ باطل ہو جائے تو گواہ لیے جاسکتے ہیں۔[3] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۵۲: قاضی نے دو مرتبہ قسم پیش کی اُس نے کہا مجھے تین دن کی مہلت دی جائے تین دن کے بعد آکر کہتا ہے میں قسم نہیں کھاؤں گا اُس کے خلاف فیصلہ نہ کیا جائے جب تک پھر قاضی اُس پر قسم پیش نہ کرے اور وہ انکار نہ کرے اور اس وقت بھی تین مرتبہ قسم پیش کرنا اور انکار کرنا ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: مدعیٰ علیہ کا جواب نہ دینا اس وجہ سے ہے کہ وہ گونگا ہے قاضی حکم دے گا کہ اشارہ سے جواب دے اگر اقرار کا اشارہ کیا اقرار صحیح ہے انکار کا اشارہ کیا اُس پر قسم دی جائے گی۔ قسم کھالینے کا اشارہ کیا قسم ہوگئی قسم سے انکار کا اشارہ کیا نکول ہوگا[5] اور اُس کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا۔[6] (عالمگیری)

---

[1]...... "الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، ج۲، ص۱۵٦، وغيرها.

[2]...... "الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج۸، ص۳٤۲.

[3]...... "البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، ج۷، ص۳۵۰.
و "الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج۸، ص۳٤۳.

[4]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث في اليمين...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص۱۵.

[5]...... یعنی قسم سے انکار ہوگا۔

[6]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث في اليمين...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص۱۵.

مسئلہ ۵۴: ایک صورت فیصلہ کی یہ بھی ہے کہ دعویٰ قطعی قرائن سے ثابت ہو جس میں شبہہ کی گنجائش نہ ہو مثلاً ایک خالی مکان سے ایک شخص خون آلودہ چھری لیے ہوئے نکلا جس پر خوف کے آثار ظاہر ہیں لوگ اُس مکان میں فوراً گھسے اور ایک شخص کو پایا جو فوراً ذبح کیا گیا ہے اُن کی شہادت پر وہ قاتل قرار پائے گا اگرچہ اُنھوں نے قتل کرتے نہیں دیکھا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۵: مدعیٰ علیہ کو شبہہ پیدا ہو گیا کہ شاید مدعی جو کہتا ہے وہ ٹھیک ہو اس صورت میں مدعی سے مصالحت کرلے اور قسم نہ کھائے اور اگر مدعی راضی نہیں ہوتا وہ کہتا ہے میں تو حلف ہی دوں گا اگر غالب گمان یہ ہے کہ میں برسرِ حق ہوں تو حلف کرے ورنہ انکار کردے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۵۶: ایک شخص پر مال کا دعویٰ ہوا اُس نے نہ انکار کیا نہ اقرار اور کہتا ہے مجھے مدعی نے اس دعوے سے اور حلف سے بری کردیا ہے اور مدعی کہتا ہے میں نے اسے بری نہیں کیا ہے دیکھا جائے گا اگر مدعی نے گواہوں سے دعویٰ ثابت کردیا ہے تو بری نہ کرنے پر اُسے قسم دی جائے گی ورنہ مدعیٰ علیہ پر قسم دیں گے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۵۷: بعض دعوے ایسے ہیں کہ اُن میں منکر پر قسم نہیں ہے (۱) نکاح میں، مدعی مرد ہو یا عورت۔ (۲) رجعت میں، مرد نے اس سے انکار کیا یا عورت نے مگر عورت اس صورت میں منکر اُس وقت ہو سکتی ہے جب عدت گزر چکی ہو۔ (۳) ایلا میں فے۔ مدتِ ایلا گزرنے کے بعد کوئی بھی اس سے منکر ہو عورت ہو یا مرد۔ (۴) استیلا دیعنی ام ولد ہونے کا دعویٰ اس کی صورت یہ ہے کہ باندی ام ولد ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور مولے منکر ہے۔ (۵) رقیت یعنی وہ کہتا ہے میں فلاں کا غلام ہوں اور مولے[4] منکر ہے یا اس کا عکس۔ (۶) نسب ایک نسب کا مدعی ہے دوسرا منکر۔ (۷) ولا۔ (۸) حد۔ (۹) لعان۔[5] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۵۸: عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا مرد منکر ہے قسم اس صورت میں نہیں ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ لہٰذا قاضی فیصلہ بھی نہیں کرسکتا عورت قاضی سے کہتی ہے میں نکاح کر نہیں سکتی کہ میرا شوہر یہ موجود ہے اور یہ خود نکاح سے انکار کرتا ہے اب میں مجبور ہوں کیا کروں اسے یہ حکم دیا جائے کہ مجھے طلاق دیدے تاکہ میں دوسرے سے نکاح کرلوں۔ زوج کہتا ہے اگر میں طلاق دیتا ہوں تو نکاح کا اقرار ہوا جاتا ہے۔ قاضی حکم دے گا کہ تو یہ کہہ دے کہ اگر یہ میری عورت ہے تو اسے طلاق،

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج۸، ص۳۴۳.

2 ...... "البحرالرائق"، کتاب الدعوی، ج۷، ص۳۵۱.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... آقا، مالک۔

5 ...... "الهداية"، کتاب الدعوی، باب الیمین، ج۲، ص۱۵۶، وغیرها.

اور اگر مرد مدعی نکاح ہے عورت منکر ہے شوہر کہتا ہے میں اسکی بہن سے یا اس کے علاوہ چوتھی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں قاضی اس کی اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ جب یہ شخص خود مدعی نکاح ہے تو اسکی بہن سے یا چوتھی عورت سے کیونکر نکاح کر سکتا ہے بلکہ قاضی یہ کہے گا اگر تو نکاح کرنا چاہتا ہے تو اسے طلاق دیدے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۹: یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ نکاح وغیرہ فلاں فلاں چیزوں میں منکر پر حلف نہیں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جب محض انھیں چیزوں کا دعویٰ ہو اور اگر اُس سے مقصود مال ہو تو منکِر پر[2] حلف ہے مثلاً عورت نے مرد پر دعویٰ کیا کہ اتنے مہر پر میرا نکاح اس سے ہوا اور اس نے قبل دخول طلاق دیدی لہٰذا نصف مہر مجھے دلایا جائے مرد کہتا ہے میرا نکاح ہی اس سے نہیں ہوا۔ یا عورت دعویٰ کرتی ہے کہ اس سے میرا نکاح ہوا اس سے نفقہ مجھے دلایا جائے مرد کہتا ہے نکاح ہوا ہی نہیں نفقہ کیونکر دوں ان صورتوں میں منکر پر حلف ہے کہ یہاں مقصود مال کا دعویٰ ہے اگرچہ بظاہر نکاح کا دعویٰ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: چور چوری سے انکار کرتا ہے اس پر حلف دیا جائے گا مگر حلف سے انکار کریگا تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مال لازم ہو جائے گا اور اقرار کرلے گا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ چوری کے سوا اور کسی حد کے معاملہ میں حلف نہیں ہے۔ اور اگر ایک نے دوسرے کو کافر، منافق، زندیق وغیرہ الفاظ کہے یا اس کو تھپڑ مارا یا اسی قسم کی کوئی دوسری حرکت کی جس سے تعزیر واجب ہوتی ہے اور مدعی حلف دینا چاہتا ہے تو حلف دیا جائے گا۔[4] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۶۱: حلف میں نیابت نہیں ہوسکتی کہ ایک شخص کی جگہ دوسرا شخص قسم کھا جائے استحلاف میں نیابت ہوسکتی ہے۔ یعنی دوسرا شخص مدعی کے قائم مقام ہو کر حلف طلب کر سکتا ہے مثلاً وکیل مدعی اور وصی اور ولی اور متولی کہ اگر یہ مدعی ہوں حلف کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور مدعیٰ علیہ ہوں تو اُن پر حلف عائد نہیں ہوتا ہاں اگر ان پر دعویٰ ایسے عقد کے متعلق ہو جو خود ان کا کیا ہو یا انھوں نے اصیل پر کوئی اقرار کیا ہے اور اب انکار کرتے ہیں تو حلف ہوگا مثلاً ایک شخص وکیل بالبیع[5] ہے یہ موکل پر اقرار کرے صحیح ہے اور قسم سے انکار کرے یہ بھی صحیح ہے یعنی اسے نکول قرار دیا جائے گا[6] اور فیصلہ کیا جائے گا۔[7] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی الیمین...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص١٥، ١٦.

[2] ......انکار کرنے والے پر۔

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی الیمین...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص١٦.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج٨، ص٣٤٥.
و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی الیمین...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص١٦ وغیرهما.

[5] ......بیچنے کا وکیل۔

[6] ......یعنی قسم سے انکار قرار دیا جائے گا۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج٨، ص٣٤٦، ٣٤٧.

مسئلہ ۶۲: کسی شخص پر حلف دیا جائے اس کی دو صورتیں ہیں حلف خود اُسی کے فعل کے متعلق ہے یا دوسرے کے فعل کے متعلق اگر اُسی کے فعل پر قسم دی جائے تو بالکل یقینی طور پر ہو اُس سے یہ کہلوایا جائے خدا کی قسم میں نے اس کام کو نہیں کیا ہے اور دوسرے کے فعل کے متعلق ہو تو علم پر قسم کھلائی جائے یعنی واللہ میرے علم میں یہ نہیں ہے کہ اُس نے ایسا کیا ہے۔ ہاں اگر دوسرے کا فعل ایسا ہو جس کا تعلق خود اسی سے ہے تو اب علم پر قسم نہیں ہوگی بلکہ قطعی طور پر انکار کرنا ہوگا۔ مثلاً زید نے دعویٰ کیا کہ جو غلام میں نے خریدا ہے اُس نے چوری کی ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ بائع[1] کے یہاں بھی اُس نے چوری کی تھی لہٰذا اس عیب کی وجہ سے بائع پر واپس کیا جائے اور بائع منکر ہے زید بائع پر حلف دیتا ہے تو بائع کو یوں قسم کھانی ہوگی کہ واللہ اُس نے میرے یہاں نہیں چوری کی ہے اس صورت میں اگرچہ چوری کرنا غلام کا فعل ہے مگر چونکہ اس کا تعلق بائع سے ہے لہٰذا فعل کی قسم کھانی ہوگی یوں نہیں کہ میرے علم میں اُس نے چوری نہیں کی اور اگر دوسرے کے فعل سے اس کو تعلق نہ ہو تو فعل کی قسم نہیں کھلائی جائے گی بلکہ یہ قسم کھائے گا کہ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے مثلاً ایک چیز کے متعلق زید بھی کہتا ہے میں نے خریدی ہے اور عمرو بھی کہتا ہے میں نے خریدی ہے زید یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ چیز میں نے عمرو کے پہلے خریدی ہے اور گواہ موجود نہیں ہیں تو عمرو پر یہ قسم دی جائے گی خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں کہ زید نے یہ چیز مجھ سے پہلے خریدی ہے۔ زید نے وارث پر ایک چیز کا دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے وارث انکار کرتا ہے تو علم پر قسم کھائے گا اور اگر وارث نے دوسرے پر دعویٰ کیا تو وہ قطعی طور پر قسم کھائے گا۔ ایک شخص نے کوئی چیز خریدی یا کسی نے اُسے ہبہ کیا[2] اور دوسرا شخص اس چیز میں اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے مگر اُس کے پاس کوئی گواہ نہیں اس مشتری یا موہوب لہ[3] پر یمین ہے کہ منکر ہے اور یہ قطعی طور پر مدعی کی ملک سے انکار کرے گا کیونکہ جب یہ خرید چکا ہے یا اس کو ہبہ کیا گیا تو یقیناً مالک ہوگیا۔[4] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۶۳: مدعیٰ علیہ پر حلف آیا اُس نے مدعی کو کچھ دے دیا کہ یہ چیز حلف کے بدلے میں لے لو اور مجھ پر حلف نہ دو یا کسی چیز پر دونوں نے صلح کر لی یہ صحیح ہے یعنی قسم کے معاوضہ میں جو چیز لی گئی یا کوئی چیز دے کر مصالحت ہوئی جائز ہے اس کے بعد اب مدعی اُس پر حلف نہیں رکھ سکتا اور اگر مدعی نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے تجھ سے حلف ساقط کر دیا یا تو حلف سے بری ہے یا میں نے تجھے حلف ہبہ کر دیا یہ صحیح نہیں پھر اس کے بعد بھی حلف دے سکتا ہے۔[5] (کنز)

---

[1] ...... بیچنے والا۔ [2] ......تحفہ دیا۔ [3] ......جس کو تحفہ دیا۔

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص ۳۷۰.

و "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص ۳۴۷.

[5] ......"کنزالدقائق"، کتاب الدعویٰ، ص ۳۱۵.

مسئلہ ۶۴: مدعیٰ علیہ نے پہلے مدعی کے دعوے سے انکار کیا اُس کے ذمہ حلف آیا تو حلف سے بھی انکار کیا اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مدعیٰ علیہ انکار دعوے میں جھوٹا ہے کیونکہ سچا تھا تو حلف کیوں نہیں اُٹھایا بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ آدمی کبھی سچی قسم سے بھی گریز کرتا ہے اپنا اتنا نقصان ہوگیا یہ گوارا مگر قسم کھانا منظور نہیں اگرچہ سچی ہوگی لہٰذا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکول [1] کو بذل قرار دیتے ہیں کہ مال دے کر جھگڑا کاٹا یعنی تھا تو ہمارا مگر ہم نے چھوڑا اور دَین کا دعویٰ ہو تو مدعی کو لینا جائز اس وجہ سے ہے کہ مدعی اُسے اپنا حق سمجھ کر لیتا ہے نہ یہ کہ حق مدعیٰ علیہ جان کر لیتا ہے۔[2] (ہدایہ وغیرہا) یہ اُس صورت میں ہے کہ مدعی و مدعیٰ علیہ دونوں اپنے اپنے خیال میں سچے ہوں ناجائز طور پر مال لینا نہ چاہتے ہوں ورنہ جو خود اپنا ناحق پر ہونا جانتا ہو اُس کے گنہگار ہونے میں کیا شبہہ۔

حلف کا بیان

مسئلہ ۱: قسم اللہ عزوجل کی کھائی جائے غیر خدا کی قسم نہ کھائی جائے نہ کھلائی جائے اگر قسم میں تغلیظ (سختی کرنا) چاہیں تو صفات کا اضافہ کریں مثلاً واللہ العظیم۔ قسم ہے خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو عالم الغیب والشہادہ رحمٰن رحیم ہے اس شخص کا میرے ذمہ نہ یہ مال ہے جس کا دعویٰ کرتا ہے نہ اس کا کوئی جز ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: تغلیظ میں اس سے کمی بیشی بھی ہوسکتی ہے۔ الفاظِ مذکورہ پر الفاظ بڑھادے یا کم کردے قاضی کو اختیار ہے مگر یہ ضرور ہے کہ صفات کا ذکر بغیر حرف عطف ہو یہ نہ کہے واللہ والرحمٰن والرحیم کہ اس صورت میں عطف کے ساتھ جتنے اسما ذکر کیے جائیں گے اُتنی قسمیں ہوجائیں گی اور یہ خلاف شرع ہے کیونکہ شرعاً اُس پر ایک یمین کا مطالبہ ہے۔ بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ جو شخص صلاح وتقویٰ کے ساتھ معروف ہو اُس پر تغلیظ نہ کی جائے دوسروں پر کی جائے بعض یہ بھی کہتے ہیں مال حقیر میں تغلیظ نہ کی جائے اور مال کثیر میں تغلیظ کی جائے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۳: طلاق وعِتاق کی یمین نہ ہونی چاہیے یعنی مدعیٰ علیہ سے مثلاً یہ نہ کہلوایا جائے کہ اگر مدعی کا یہ حق میرے ذمہ ہو تو میری عورت کو طلاق یا میرا غلام آزاد بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ اگر مدعیٰ علیہ بے باک ہے اللہ عزوجل کی قسم کھانے میں پرواہ نہیں کرتا اور طلاق وعتاق کی قسم میں گھبراتا اور ڈرتا ہے کہ بی بی یا غلام کہیں ہاتھ سے نہ چلے جائیں ایسے

---

[1] ......قسم سے انکار۔

[2] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، ج۲، ص۱۵۷، وغيرها.

[3] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فى كيفية اليمين... إلخ، ج۲، ص۱۵۸.

[4] ......المرجع السابق.

لوگوں کو طلاق وعتاق کا حلف دیا جائے مگر اس قول پر اگر بضرورت[1] قاضی نے عمل کیا اور نکول[2] پر مدعی کو مال دِلوا دیا یہ قضا[3] نافذ نہیں ہوگی۔[4] (ہدایہ، نتائج الافکار)

مسئلہ ۴: حلف میں تغلیظ زمان یا مکان کے اعتبار سے نہ کی جائے۔ مثلاً عصر کے بعد یا جمعہ کے دن کو مخصوص کرنا یا اس سے کہنا کہ مسجد میں چل کر قسم کھاؤ، منبر پر قسم کھاؤ، فلاں بزرگ کے مزار کے سامنے چل کر قسم کھاؤ۔[5] (ہدایہ، درمختار، وغیرہما)

مسئلہ ۵: اس زمانہ میں تغلیظ یا حلف کی ایک صورت بہت زیادہ مشہور ہے کہ قرآن مجید ہاتھ میں دے کر کچھ الفاظ کہلواتے ہیں مثلاً اسی قرآن کی مار پڑے، ایمان پر خاتمہ نصیب نہ ہو، خدا کا دیدار نصیب نہ ہو، شفاعت نصیب نہ ہو، یہ سب باتیں خلافِ شرع[6] ہیں مُصحَف شریف[7] ہاتھ میں اُٹھانا حلفِ شرعی نہیں۔ غالباً حلف اُٹھانے کا محاورہ لوگوں نے یہیں سے لیا ہے۔ مدعیٰ علیہ[8] اگر اس قسم سے انکار کردے تو دعویٰ اُس پر لازم نہیں کیا جائے گا بلکہ انکار ہی کرنا چاہیے۔ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ میں مسجد میں رکھ دیتا ہوں یا فلاں بزرگ کے مزار پر رکھ دیتا ہوں تمھارا ہو تو چل کر اُٹھالو اگر حقیقت میں مدعی کا نہیں ہے اور اُٹھالیا تو مدعیٰ علیہ اُس سے واپس لے سکتا ہے کہ استحقاق کا یہ شرعی طریقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۶: یہودی کو یوں قسم دی جائے قسم ہے خدا کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی اور نصرانی کو یوں کہ قسم ہے خدا کی جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی اور دیگر کفار سے یہ کہلوایا جائے خدا کی قسم۔ ان لوگوں سے حلف لینے میں ایسی چیزیں ذکر نہ کرے جن کی یہ لوگ تعظیم کرتے ہیں۔[9] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: ان کفار سے حلف لینے میں ایسا ہرگز نہ کیا جائے کہ اُن کے عبادت خانوں میں جا کر قسم دی جائے کہ مسلمان کو ایسی لعنت کی جگہ جانا منع ہے۔[10] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۸: معاذ اللہ ہنود کو اُن کے معبودانِ باطل کی قسم دینا جیسا کہ بعض جاہلوں میں دیکھا جاتا ہے اس کا

---

[1] ......ضرورت کے وقت۔ [2] ......انکار۔ [3] ......فیصلہ۔

[4] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فى كيفية اليمين...إلخ، ج۲، ص۱۵۸.
و"نتائج الأفكار"، تكملة فتح القدير، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فى كيفية اليمين...إلخ، ج۷، ص۱۸۳، ۱۸۴.

[5] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فى كيفية اليمين...إلخ، ج۲، ص۱۵۹.
و"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج۸، ص۳۵۲ وغيرهما.

[6] ......شریعت کے خلاف۔ [7] ......قرآن مجید۔ [8] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

[9] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فى كيفية اليمين...إلخ، ج۲، ص۱۵۸.

[10] ......المرجع السابق، ص۱۵۹، وغيرها.

حکم سخت ہے توبہ کرنی چاہیے۔ اسی طرح اُن سے کہنا کہ گنگا جل ہاتھ میں لیکر کہہ دو ان کے علاوہ اور بھی ناجائز و باطل صورتیں ہیں جن سے احتراز لازم۔

مسئلہ ۹: جس چیز پر حلف[1] دیا جائے وہ کیا ہے۔ بعض صورتوں میں سبب پر قسم کھلاتے ہیں بعض میں نہیں۔ اگر سبب ایسا ہو جو مرتفع ہو جاتا ہے تو حاصل پر قسم کھلائی جائے اور اگر مرتفع نہ ہو تو سبب پر قسم کھائے۔ اسکی چند صورتیں ہیں مدعی نے دَین[2] کا دعویٰ کیا ہے یا عین میں مِلک کا دعویٰ ہے یا عین میں کسی حق کا دعویٰ ہے پھر ہر ایک میں مطلق کا دعویٰ ہے یا کسی سبب کا بیان ہے۔ اگر دین کا دعویٰ ہو اور سبب نہ ہو تو حاصل پر حلف دیں گے یعنی تمھارا میرے ذمہ میں کچھ نہیں ہے۔ عین حاضر میں ملکِ مطلق یا حقِ مطلق کا دعویٰ ہو تو حاصل پر حلف دیں گے مثلاً قسم کھائے گا کہ نہ یہ چیز فلاں کی ہے نہ اس کا کوئی جز ہے اور اگر دعوے کی بنا سبب پر ہو مثلاً کہتا ہے میرا اُس پر دَین ہے اس سبب سے کہ میں نے قرض دیا ہے یا اُس نے مجھ سے کوئی چیز خریدی ہے اُس کے دام باقی ہیں یا یہ چیز میری ملک ہے اس لیے کہ میں نے خریدی ہے یا مجھے فلاں نے ہبہ کی ہے یا اُس شخص نے غصب کرلی ہے یا اُس کے پاس امانت یا عاریت ہے ان سب صورتوں میں حاصل پر حلف دیں گے مثلاً بیع کا مدعی ہے اور وہ منکر ہے قسم یوں کھلائی جائے کہ میرے اور اُس کے درمیان میں بیع قائم نہیں یوں قسم نہ کھلائی جائے کہ میں نے بیچی نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اُس نے بیچ کر اقالہ کردیا ہو تو بیع نہ کرنے پر قسم دینا مدعیٰ علیہ کے لیے مضر[3] ہوگا۔ غصب میں یوں قسم کھائے اُس چیز کے رد کرنے کا مجھ پر حق نہیں یہ نہیں کہ میں نے غصب نہیں کی کیونکہ کبھی چیز غصب کرلیتے ہیں پھر ہبہ یا بیع کے ذریعہ سے مالک ہوجاتے ہیں۔ طلاق کے دعوے میں یہ قسم کھلائی جائے وہ میرے نکاح سے اس وقت باہر نہیں ہے۔ کیونکہ کبھی بائن طلاق دے کر پھر تجدید نکاح ہوجاتی ہے[4] لہٰذا ان سب صورتوں میں حاصل پر قسم دی جائے کیونکہ سبب پر قسم دینے میں مدعیٰ علیہ کا نقصان ہے۔ ہاں اگر حاصل پر قسم دینے میں مدعی کا ضرر ہو تو ایسی صورتوں میں سبب پر حلف دیا جائے مثلاً عورت کو تین طلاقیں دی ہیں وہ نفقۂ عدت کا دعوی کرتی ہے اور شوہر شافعی ہے[5] جس کا مذہب یہ ہے کہ ایسی عورت کا نفقہ[6] واجب نہیں ہے اگر حاصل پر قسم دی جائے گی تو بے شک وہ قسم کھالے گا کہ مجھ پر نفقۂ عدت واجب نہیں ہے۔ کیونکہ اُس کا اعتقاد و مذہب یہی ہے یا جوار[7] کی وجہ سے شفعہ کا دعویٰ کیا اور مشتری شافعی المذہب ہے اُس کا مذہب یہ ہے کہ جوار کی وجہ سے شفعہ کا حق نہیں ہے حاصل پر اگر حلف

---

[1] ......قسم۔
[2] ......قرض۔
[3] ......نقصان دہ۔
[4] ......دوبارہ نکاح کرلیا جاتا ہے۔
[5] ......یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد، پیروکار ہے۔
[6] ......نفقہ سے مراد کھانا، کپڑا، رہنے کا مکان ہے۔
[7] ......پڑوس۔

دیں گے تو وہ قسم کھالے گا کہ اس کو حق شفعہ نہیں ہے اور اس میں مدعی کا نقصان ہے لہٰذا اس کو یہ قسم دیں گے کہ خدا کی قسم جائدادِ مشفوعہ[1] کو اُس نے خریدا نہیں۔[2] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۰: مدعیٰ علیہ خریدنے کا اقرار کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ وہ مکان مدعی کے پڑوس میں ہے مگر جب اسے خریداری کی اطلاع ہوئی اُس نے طلبِ شفعہ[3] نہیں کیا لہٰذا حقِ شفعہ ساقط ہے۔ شفیع[4] کہتا ہے میں نے طلب کیا اس صورت میں شفیع کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: عورت نے رجعی طلاق کا دعویٰ کیا اس بات پر قسم کھلائی جائے کہ اس وقت مطلقہ نہیں ہے اور بائن یا تین طلاق کا دعوی ہو تو یہ قسم کھائے کہ وہ اس وقت ایک طلاق یا تین طلاق سے بائن نہیں ہے۔ یوہیں اگر عورت نے طلاق کا دعویٰ نہیں کیا مگر ایک شخص عادل یا چند اشخاص فساق نے قاضی کے پاس طلاق کی شہادت دی اور شوہر منکر ہے۔ یہاں قاضی شوہر کو قسم دے گا احتیاط کا مقتضٰی یہی ہے کہ شوہر کو قسم دے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: عورت نے دعویٰ کیا کہ میں نے شوہر سے طلاق دینے کی درخواست کی تھی شوہر نے کہا تمھارا امر تمھارے ہاتھ میں ہے یعنی اُس نے تفویض طلاق کی[7] میں نے بمقتضائے تفویض طلاق دے لی اور میں شوہر پر حرام ہوگئی۔ شوہر کہتا ہے میں نے اختیار طلاق دیا ہی نہیں اس صورت میں حاصل پر قسم نہیں کھلائی جائے گی بلکہ سبب پر قسم کھائے یوں کہے واللہ میں نے سوالِ طلاق کے بعد اُس کا امر اُس کے ہاتھ میں نہیں دیا اور نہ میرے علم میں یہ بات ہے کہ اُس نے مجلس تفویض میں اُس تفویض کی رو سے اپنے نفس کو اختیار کیا۔ اور اگر شوہر تفویضِ طلاق کا اقرار کرتا ہے اور اس سے انکار کرتا ہے کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو شوہر یوں قسم کھائے کہ واللہ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اس نے مجلس تفویض میں اپنے نفس کو اختیار کیا اور اگر شوہر تفویض سے انکار کرتا ہے اور یہ اقرار کرتا ہے کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یوں قسم کھائے واللہ عورت کے اختیار کرنے سے پہلے میں نے اُس مجلس میں اُسے تفویض طلاق نہیں کی۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......جس جائداد پر شفعہ کیا گیا۔

2 ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فى كيفية اليمين...إلخ، ج۲، ص۱۵۹ وغيرها.

3 ......یعنی شفعہ کا مطالبہ۔

4 ......شفعہ کرنے والا۔

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث فى اليمين...إلخ، الفصل الثانى، ج٤، ص۲۰.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث فى اليمين...إلخ، الفصل الثانى، ج٤، ص۱۸.

7 ......یعنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا۔

8 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث فى اليمين...إلخ، الفصل الثانى، ج٤، ص۱۸، ۱۹.

مسئلہ ۱۳: دعویٰ کیا کہ فلاں چیز میں نے فلاں شخص کے پاس ودیعت رکھی ہے مدعیٰ علیہ کہتا ہے تو نے تنہا نہیں رکھی ہے بلکہ تو اور فلاں شخص دونوں نے ودیعت رکھی ہے تو یہ چاہتا ہے کہ کل چیز تجھے دے دوں یہ نہیں کروں گا مدعیٰ علیہ پر یہ قسم دی جائے کہ واللہ اس پوری چیز کا فلاں پر واپس کرنا مجھ پر واجب نہیں قسم کھالے گا دعویٰ خارج ہوجائے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: اجارہ یا مزارعت[2] میں نزاع ہے تو منکر یوں قسم کھائے واللہ میرے اور فلاں کے مابین اس مکان کے متعلق اجارہ قائم نہیں ہے یا اس کھیت کے متعلق مزارعت قائم نہیں ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: مدعی نے اجرت کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ منکر ہے یوں قسم کھائے واللہ اس شخص کی میرے ذمہ وہ اُجرت نہیں ہے جس کا وہ مدعی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میرا کپڑا اپھاڑ دیا اور کپڑا قاضی کے پاس پیش کرتا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ مدعیٰ علیہ پر حلف دے دیا جائے۔ قاضی یہ قسم نہ دے کہ میں نے پھاڑا نہیں کیونکہ کبھی پھاڑنا ایسا ہوتا ہے جس کا حکم یہ ہے کہ پھٹنے سے جو اُس کپڑے میں کمی ہوگئی ہے وہی لے سکتا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ پھٹا ہوا کپڑا اپھاڑنے والے کو دے کر اس سے کپڑے کی قیمت کا تاوان لے مثلاً تھوڑا سا پھاڑا ہو اس صورت میں اچھے کپڑے اور پھٹے ہوئے کی قیمت معلوم کریں جو فرق ہو وہ پھاڑنے والے سے وصول کیا جائے اور یوں قسم کھائے واللہ مجھ پر اتنے روپے واجب نہیں اور اگر زیادہ پھٹا ہے تو مدعی کو اختیار ہے کپڑا لے لے اور نقصان کا تاوان لے یا کپڑا دے دے اور اُس کی قیمت کا تاوان لے اس صورت میں یہ قسم کھائے کہ میں نے اُس طرح نہیں پھاڑا ہے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: ایک شخص کے پاس ایک چیز ہے۔ دو شخصوں نے اُس پر دعویٰ کیا ہر ایک کہتا ہے چیز میری ہے اس نے غصب کرلی ہے یا میں نے اس کے پاس امانت رکھی ہے۔ اُس مدعیٰ علیہ نے ایک کے لیے اقرار کرلیا کہ اسکی ہے اور دوسرے کے لیے انکار کردیا۔ حکم ہوگا کہ چیز مقرلہ[6] کو دیدے اب دوسرا شخص مدعیٰ علیہ سے حلف لینا چاہتا ہو نہیں لے سکتا کیونکہ اُس کے قبضہ میں چیز نہیں رہی وہ مدعیٰ علیہ نہیں رہا اس کو اگر خصومت کرنی ہو مقرلہ سے کرے کہ اب وہی قابض ہے اگر یہ شخص یہ کہے

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوى، الباب الثالث في اليمين...إلخ، الفصل الثاني، ج٤، ص١٩.

[2] ......کسی کو اپنی زمین اس طور پر کاشت کے لیے دینا کہ جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں میں تقسیم ہوجائے گی مثلاً نصف نصف یا ایک تہائی دو تہائیاں۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوى، الباب الثالث في اليمين...إلخ، الفصل الثاني، ج٤، ص١٩.

[4] ......المرجع السابق، ص١٩، ٢٠.

[5] ......المرجع السابق، ص٢٠، ٢١.

[6] ......جس کے لئے اقرار کیا گیا۔

کہ اُس نے دوسرے کے لیےاس غرض سے اقرار کیا کہ اپنے سے یمین کو دفع کرے لہٰذا قسم دی جائے قاضی اس کی بات قبول نہ کرے۔اور اگر دونوں کے لیے اُس نے اقرار کیا دونوں کو تسلیم کردی جائے گی اب ان میں سے اگر کوئی یہ چاہے کہ نصف باقی کے متعلق مدعیٰ علیہ پر حلف دیا جائے یہ بات نامقبول ہے اور اگر دونوں کے مقابل میں اُس نے انکار کیا تو دونوں کے مقابل میں حلف دیا جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: ایک شخص نے اپنے باپ کے ترکے کی ایک زمین ہبہ کردی اور موہوب لہ کو[2] قبضہ بھی دے دیا اس کے بعد اُس میت کی زوجہ دعویٰ کرتی ہے کہ یہ زمین میری ہے کیونکہ اس زمین کے ہبہ کرنے کے بعد ترکہ تقسیم ہوا اور یہ زمین میرے حصہ میں آئی موہوب لہ یہ کہتا ہے کہ تقسیم کے بعد زمین کا ہبہ ہوا ہے اور یہ زمین واہب کے حصہ میں پڑی تھی اور موہوب لہ اپنی بات کو گواہوں سے ثابت نہ کرسکا اور عورت نے اپنی بات پر قسم کھالی موہوب لہ دیگر ورثہ پر حلف نہیں دے سکتا حکم یہ ہوگا کہ زمین واپس کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: اگر سبب ایسا ہے جو مرتفع نہیں ہوتا تو سبب پر حلف دیں گے مثلاً غلامِ مسلم نے مولے پر عتق کا دعویٰ کیا اور مولے منکر ہے اُسے یہ قسم دیں گے کہ خدا کی قسم اُسے آزاد نہیں کیا ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۰: مدعیٰ علیہ پر حلف دیا گیا وہ کہتا ہے اس معاملہ میں ایک مرتبہ مجھ سے قسم کھلوا چکا ہے اگر وہ پہلا حلف کسی حاکم یا پنچ کے سامنے ہوا ہے اور گواہوں سے مدعیٰ علیہ نے یہ ثابت کردیا تو قبول کرلیا جائے گا ورنہ مدعی جو اس حلف سے منکر ہے اُس کو قسم کھانی ہوگی۔اور اگر مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ مدعی نے مجھے اس دعوے سے بری کردیا ہے اور مدعی منکر ہے اور مدعیٰ علیہ اپنی اس بات پر گواہ نہیں پیش کرتا بلکہ مدعی کو حلف دینا چاہتا ہے تو اُس پر حلف نہیں دیا جائے گا کیونکہ دعوے کا جواب اقرار یا انکار ہے اور یہ جو اُس نے کہا یہ جواب نہیں اور اگر مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ مدعی نے مجھے مال سے بری کردیا ہے یعنی معاف کردیا ہے اور گواہوں سے ثابت کردیا تو بری ہوگیا مدعی کا دعویٰ ساقط ورنہ مدعی پر حلف دیا جائے گا وہ قسم کھائے کہ میں نے معاف نہیں کیا تو مطالبہ دلایا جائے گا کیونکہ معاف کرنا ثابت نہیں ہوا اور مال واجب ہونے کو خود مدعیٰ علیہ نے معافی کا دعویٰ کرکے تسلیم کرلیا اور اگر قسم سے انکار کرے تو دعویٰ خارج۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعویٰ،الباب الثالث فی الیمین...إلخ،الفصل الثالث،ج٤،ص٢٩.

[2] ......جسے ہبہ کی اس کو۔

[3] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعویٰ،الباب الثالث فی الیمین...إلخ،الفصل الثالث،ج٤،ص٣١.

[4] ......"الھدایة"، کتاب الدعویٰ،باب الیمین،فصل فی کیفیة الیمین...إلخ،ج٢،ص١٥٩.

[5] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ،ج٨،ص٣٥٦.

مسئلہ ۲۱: مدعیٰ علیہ پر حلف دیا گیا وہ کہتا ہے میں نے یہ حلف کرلیا ہے کہ کبھی قسم نہیں کھاؤں گا اگر قسم کھاؤں تو میری بی بی پر طلاق اس حلف کی وجہ سے قسم کھانے سے مجبور ہوں۔ اس بات کی طرف قاضی التفات نہ کرے گا[1] بلکہ تین مرتبہ اُس پر حلف پیش کرے گا اگر قسم نہیں کھائے گا اُس کے خلاف فیصلہ کردے گا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

تحالف کا بیان

بعض ایسی صورتیں ہیں کہ مدعی و مدعیٰ علیہ دونوں کو قسم کھانا پڑتا ہے۔ اس کو تحالف کہتے ہیں۔

مسئلہ ا: بائع[3] و مشتری[4] میں اختلاف ہوا اسکی چند صورتیں ہیں۔ مقدار ثمن میں اختلاف ہے۔ ایک کہتا ہے پانچ روپیہ ثمن ہے دوسرا کہتا ہے دس روپے ہے وصف ثمن میں اختلاف ہے۔ ایک کہتا ہے کہ اس قسم کا روپیہ ہے دوسرا کہتا ہے اُس قسم کا ہے جنس ثمن میں اختلاف ہے۔ ایک کہتا ہے روپے سے بیع ہوئی دوسرا کہتا ہے اشرفی[5] سے مقدار مبیع میں اختلاف ہے۔ ایک کہتا ہے من بھر گیہوں[6] دوسرا کہتا ہے دو من گیہوں ان تمام صورتوں میں حکم یہ ہے کہ جو اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کردے گا اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کیا تو اُس کے موافق فیصلہ ہوگا جو زیادتی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اگر فرض کیا جائے کہ بائع کہتا ہے دس روپے میں ایک من گیہوں بیچے اور مشتری کہتا ہے کہ پانچ روپے میں دو من خریدے اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو یہ فیصلہ ہوگا کہ دس روپے مشتری دے اور دو من گیہوں لے یعنی بائع نے ثمن زیادہ بتایا اس میں اُس کا بینہ[7] معتبر اور مشتری نے مبیع زیادہ بتائی اس میں اُس کے گواہ معتبر۔ اور اگر صورت یہ ہے کہ دونوں گواہ پیش کرنے سے عاجز ہیں تو مشتری سے کہا جائے گا کہ بائع نے جو ثمن بتایا ہے اُس پر راضی ہو جا ورنہ بیع کو فسخ کردیا جائے گا اور بائع سے کہا جائے گا کہ مشتری جو کچھ کہتا ہے اُسے مان لو ورنہ بیع کو فسخ کردیا جائے گا۔ اگر ان میں ایک دوسرے کی بات مان لینے پر راضی ہو جائے تو نزاع[8] ختم اور اگر دونوں میں کوئی بھی اس کے لیے طیار نہیں تو دونوں پر حلف دیا جائے گا۔[9] (ہدایہ، درمختار)

---

[1] ......یعنی اس بات کی طرف توجہ نہ کرے گا۔

[2] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الدعوی، ج ۸، ص ۳۵۶.

[3] ......بیچنے والا۔ [4] ......خریدار۔ [5] ......سونے کا سکہ۔

[6] ......گندم۔ [7] ......گواہ۔ [8] ......جھگڑا۔

[9] ......"الهداية"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۲، ص ۱۶۰.
و"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۸، ص ۳۵۷.

مسئلہ۲: اگر روپے اشرفی سے بیع ہوئی تو پہلے مشتری کو حلف دیں گے اس کے بعد بائع کو اور بیع مقایضہ ہے یعنی دونوں طرف متاع[1] ہے تو قاضی کو اختیار ہے جس سے چاہے پہلے قسم لے اور جس سے چاہے پیچھے۔ اگر قسم سے انکار کردیا تو جو قسم سے انکار کرے گا دوسرے کا دعویٰ اُس کے ذمہ لازم کردیا جائے گا اور دونوں نے قسم کھالی تو بیع فسخ کردی جائیگی کہ قطع نزاع کی[2] کوئی صورت اسکے سوانہیں۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ۳: محض تحالف سے بیع فسخ نہیں ہوگی جب تک دونوں متفق ہوکر فسخ نہ کریں یا اُن میں سے کسی کے کہنے سے قاضی فسخ نہ کردے۔[4] (درمختار)

مسئلہ۴: تحالف اُس وقت ہوگا جب مبیع موجود ہو اگر ہلاک ہوگئی ہے تو تحالف نہیں بلکہ اگر بائع کے پاس ہلاک ہوئی تو بیع ہی فسخ ہوچکی تحالف سے کیا فائدہ اور اگر مشتری کے یہاں ہلاک ہوئی تو مبیع میں کوئی اختلاف نہیں ثمن کا جھگڑا ہے گواہ نہیں ہیں تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے یوہیں اگر مبیع ملکِ مشتری سے خارج ہوچکی یا اُس میں ایسا عیب پیدا ہوا کہ اب واپس نہ ہوسکے اس صورت میں بھی صرف مشتری پر حلف ہے یا مبیع میں کوئی ایسی زیادتی ہوگئی کہ رد کے لیے مانع ہو زیادت متصلہ[5] ہو یا منفصلہ[6] تو تحالف نہیں ہاں اگر مبیع کو بائع کے پاس غیر مشتری نے ہلاک کیا ہو تو اُس کی قیمت مبیع کے قائم مقام ہے اور اس صورت میں تحالف ہے۔[7] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ۵: بیع مقایضہ میں دونوں چیزیں مبیع ہیں دونوں میں سے ایک بھی باقی ہو تحالف ہوگا اور دونوں جاتی رہیں تحالف نہیں۔[8] (ہدایہ)

مسئلہ۶: مبیع کا ایک حصہ ہلاک ہوچکا یا ملک مشتری سے خارج ہوگیا مثلاً دو چیزیں ایک عقد میں خریدی تھیں ان میں سے ایک ہلاک ہوگئی اس صورت میں تحالف نہیں ہے۔ ہاں اگر بائع اس پر طیار ہوجائے کہ جو جز مبیع کا ہلاک ہوگیا

---

[1] ......سامان۔
[2] ......جھگڑا ختم کرنے کی۔
[3] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٢، ص ١٦٠.
[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٨، ص ٣٥٨.
[5] ......یعنی ایسا اضافہ جو مبیع کے ساتھ متصل ہو جیسے کپڑا رنگ دینا۔
[6] ......یعنی ایسا اضافہ جو مبیع کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ جدا ہو جیسے جانور کا بچہ جننا۔
[7] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٨، ص ٣٦٠.
و"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٢، ص ١٦١، ١٦٢.
[8] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٢، ص ١٦١.

اُس کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ مشتری بتاتا ہے اُسے ترک کردے تو تحالف ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: اگر مبیع پر مشتری کا قبضہ نہیں ہوا ہے تو تحالف موافق قیاس ہے کہ بائع زیادت ثمن کا دعویٰ کرتا ہے اور مشتری منکر ہے۔ اور منکِر پر حلف[2] ہے اور مشتری یہ کہتا ہے کہ اِتنا ثمن لے کر تسلیمِ مبیع کرنا[3] تم پر واجب ہے اور بائع اس کا منکر ہے یعنی دونوں منکر ہیں لہٰذا دونوں پر حلف ہے اور مبیع پر جب مشتری نے قبضہ کرلیا تو اب مشتری کا کوئی دعویٰ نہیں صرف بائع مدعی[4] ہے اور مشتری منکر اس صورت میں تحالُف خلافِ قیاس ہے مگر حدیث سے تحالف اس صورت میں بھی ثابت ہے لہٰذا ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ اور قیاس کو چھوڑتے ہیں۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۸: تحالُف کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً بائع یہ قسم کھائے واللہ میں نے اسے ایک ہزار میں نہیں بیچا ہے اور مشتری قسم کھائے کہ واللہ میں نے اسے دو ہزار میں نہیں خریدا ہے اور بعض علما نفی و اِثبات دونوں کو بطورِ تاکید جمع کرتے ہیں مثلاً بائع کہے واللہ میں نے اسے ایک ہزار میں نہیں بیچا ہے بلکہ دو ہزار میں بیچا ہے اور مشتری کہے واللہ میں نے اسے دو ہزار میں نہیں خریدا ہے بلکہ ایک ہزار میں خریدا ہے۔ مگر پہلی صورت ٹھیک ہے۔ کیونکہ یمین[6] اِثبات کے لیے نہیں بلکہ نفی کے لیے ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۹: تحالف اُس وقت ہے کہ بدل میں اِختلاف مقصود ہو اور اگر ثمن میں اختلاف ضمنی طور پر ہو تو تحالف نہیں مثلاً ایک شخص نے روپیہ سیر کے حساب سے گھی بیچا اور برتن سمیت تول دیا کہ گھی خالی کرنے کے بعد پھر برتن تول لیا جائے گا جو برتن کا وزن ہوگا مُنہا کردیا جائے گا۔[8] اس وقت گھی برتن سمیت دس سیر ہوا مشتری برتن خالی کر کے لاتا ہے بائع کہتا ہے یہ برتن میرا نہیں یہ تو دو سیر وزن کا ہے۔ اور میرا برتن سیر بھر کا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بائع نو سیر گھی کے دام مانگتا ہے اور مشتری آٹھ سیر کے دام اپنے اوپر واجب بتاتا ہے۔ یہاں ثمن میں اختلاف ہوا مگر برتن کے ضمن میں ہے لہٰذا یہاں تحالف نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: ثمن یا مبیع کے سوا کسی دوسری چیز میں اختلاف ہو تو تحالف نہیں مثلاً مشتری کہتا ہے کہ ثمن کے لیے میعاد تھی اور بائع کہتا ہے نہ تھی بائع منکر ہے اسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے یا ثمن کی میعاد ہے مگر بائع کہتا ہے یہ شرط تھی کہ کوئی چیز

---

1. ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج٢، ص ١٦٢.
2. ......قسم۔
3. ......بیچی گئی چیز حوالہ کرنا۔
4. ......دعویٰ کرنے والا۔
5. ...... "الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج٢، ص ١٦٠.
6. ......قسم۔
7. ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج٢، ص ١٦١.
8. ......الگ کردیا جائے گا۔
9. ...... "الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٨، ص ٣٥٩.

مشتری رہن [1] رکھے گا مشتری انکار کرتا ہے یا ایک خیار شرط کا مدعی ہے دوسرا منکر ہے یا ثمن کے لیے ضامن کی شرط تھی یا نہ تھی یا ثمن یا مبیع کے قبضہ میں اختلاف ہے یا ثمن کے معاف کرنے یا اس کا کوئی جز کم کرنے میں اختلاف ہو یا مسلم فیہ کی جائے تسلیم [2] میں اختلاف ہے ان سب صورتوں میں، منکر پر حلف ہے اور حلف کے ساتھ اُسی کا قول معتبر۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: نفس عقد بیع میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے بیع ہوئی ہے دوسرا کہتا ہے نہیں ہوئی اس میں تحالف نہیں بلکہ جو منکر بیع ہے اُسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: جنس ثمن کا اختلاف اگرچہ مبیع کے ہلاک ہونے کے بعد ہو ایک کہتا ہے ثمن روپیہ ہے دوسرا اشرفی بتاتا ہے اس میں تحالف ہے اور دونوں قسم کھا جائیں تو مشتری پر مبیع کی واجبی قیمت لازم ہوگی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: بائع کہتا ہے یہ چیز میں نے تمھارے ہاتھ سو روپے میں بیع کی ہے جس کی میعاد دس ماہ ہے یوں کہ ہر ماہ میں دس روپے دو اور مشتری یہ کہتا ہے میں نے یہ چیز تم سے پچاس روپے میں خریدی ہے ڈھائی روپے ماہوار مجھے ادا کرنے ہیں یوں کل میعاد بیس ماہ ہے دونوں نے گواہ پیش کردیے اس صورت میں دونوں شہادتیں مقبول ہیں چھ ماہ تک بائع مشتری سے دس روپے ماہوار وصول کرے گا۔ اور ساتویں مہینے میں ساڑھے سات روپے اسکے بعد ہر ماہ میں ڈھائی روپے یہاں تک کہ سو روپے کی پوری رقم ادا ہوجائے۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۴: بیع سلم میں اقالہ کرنے کے بعد راس المال کی مقدار میں اختلاف ہوا اس میں تحالف نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں صرف رب السلم مدعی ہے اور مسلم الیہ منکر جو کچھ مسلم الیہ کہتا ہے اسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: بیع میں اقالہ کے بعد ثمن کی مقدار میں اختلاف ہوا مثلاً مشتری ایک ہزار بتاتا ہے اور بائع پانسو کہتا ہے اور دونوں کے پاس گواہ نہیں دونوں پر حلف دیا جائے اگر دونوں قسم کھا جائیں اقالہ کو فسخ کیا جائے۔ اب پہلی بیع لوٹ آئے گی۔

---

[1] ...... گروی۔ [2] ...... یعنی مال سپُرد کرنے کی جگہ۔

[3] ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ۸ ص ۳۵۹.

و "الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الرابع فی التحالف، ج ٤، ص ۳۳.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الرابع فی التحالف، ج ٤، ص ۳۳.

[5] ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ۸، ص ۳٦۰.

[6] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۷٦.

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ۸، ص ۳٦۱.

یہ حکم اُس وقت ہے کہ بیع کا اقالہ ہو چکا ہے مگر ابھی تک مبیع پر مشتری کا قبضہ ہے اب تک اُس نے واپس نہیں کی ہے اور اگر اقالہ کے بعد مشتری نے مبیع واپس کردی اس کے بعد ثمن کی کمی وبیشی میں اختلاف ہوا تو تحالف نہیں بلکہ بائع پر حلف ہوگا کہ یہی ثمن کم بتاتا ہے اور زیادتی کا منکر ہے۔[1] (بحرالرائق، ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: زوجین[2] میں مہر کی کمی بیشی میں اختلاف ہوا یا اس میں اختلاف ہوا کہ وہ کس جنس کا تھا دونوں میں جو گواہ پیش کرے اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر دونوں نے گواہوں سے ثابت کیا تو دیکھا جائے گا کہ مہر مثل کسی کی تائید کرتا ہے مرد کی یا عورت کی مثلاً مرد یہ کہتا ہے کہ مہر ایک ہزار تھا اور عورت دو ہزار بتاتی ہے تو اگر مہر مثل شوہر کی تائید میں ہے یعنی ایک ہزار یا کم تو عورت کے گواہ معتبر اور مہر مثل عورت کی تائید کرتا ہو یعنی دو ہزار یا زیادہ تو شوہر کے گواہ معتبر اور اگر مہر مثل کسی کی تائید میں نہ ہو بلکہ دونوں کے مابین ہو مثلاً ڈیڑھ ہزار تو دونوں کے گواہ بیکار اور مہر مثل دلایا جائے۔ اور اگر دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ نہیں تو تحالف ہے اور فرض کرو دونوں نے قسم کھالی تو اس کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوگا بلکہ یہ قرار پائے گا کہ نکاح میں کوئی مہر مقرر نہیں ہوا اور اسکی وجہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بخلاف بیع کہ وہاں ثمن کے نہ ہونے سے بیع نہیں رہ سکتی لہٰذا فسخ کرنا پڑتا ہے تحالف کی صورت میں پہلے کون قسم کھائے اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں بہتر یہ کہ قرعہ ڈالا جائے۔ جس کا نام نکلے وہی پہلے قسم کھائے اور بعض کہتے ہیں کہ بہتر یہ کہ پہلے شوہر پر حلف دیا جائے اور قسم سے جو نکول[3] کرے گا اُس پر دوسرے کا دعویٰ لازم اور اگر دونوں نے قسم کھالی تو مہر کا مسمّٰی ہونا[4] ثابت نہیں ہوا اور مہر مثل کو جس کے قول کی تائید میں پائیں گے اُسی کے موافق حکم دیں گے یعنی اگر مہر مثل اُتنا ہے جتنا شوہر کہتا ہے یا اُس سے بھی کم تو شوہر کے قول کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر مہر مثل اُتنا ہے جتنا عورت کہتی ہے یا اُس سے بھی زیادہ تو عورت جو کہتی ہے اُس کے موافق فیصلہ کیا جائے اور اگر مہر مثل دونوں کے درمیان میں ہو تو مہر مثل کا حکم دیا جائے۔[5] (ہدایہ، بحر، درمختار)

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۷۷.
و"الهداية"، کتاب الدعویٰ ، باب التحالف ، ج ۲، ص ۱۶۳ .

[2] ......میاں بیوی۔ [3] ......قسم سے انکار۔ [4] ......مقرر ہونا، معین ہونا۔

[5] ......"الهداية"، کتاب الدعویٰ ، باب التحالف، ج ۲، ص ۱۶۳-۱۶٤.
و"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۸۰.
و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ۸، ص ۳٦۲.

مسئلہ ۱۷: موجر[1] اور مستاجر[2] میں اُجرت کی مقدار میں اختلاف ہے یا مدتِ اجارہ کے متعلق اختلاف ہے اگر یہ اختلاف منفعت حاصل کرنے سے پہلے ہے اور کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو تحالف ہے کیونکہ اس صورت میں ہر ایک مدعی[3] اور ہر ایک منکر[4] ہے اور دونوں قسم کھا جائیں تو اجارہ کو فسخ کر دیا جائے۔ اگر اجرت کی مقدار میں اختلاف ہے تو مستاجر سے پہلے قسم کھلائی جائے اور مدت[5] میں اختلاف ہے تو موجر پہلے قسم کھائے۔ اور اگر دونوں کے پاس گواہ ہوں تو اُجرت میں موجر کے گواہ معتبر ہیں اور مدت کے متعلق مستاجر کے گواہ معتبر اور اگر مدت و اجرت دونوں میں اختلاف ہو اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو مدت کے بارے میں مستاجر کے گواہ معتبر اور اجرت کے متعلق موجر کے معتبر۔ اور اگر یہ اختلاف منفعت حاصل کرنے کے بعد ہے تو تحالف نہیں بلکہ گواہ نہ ہونے کی صورت میں مستاجر پر حلف دیا جائے اور قسم کے ساتھ اسی کا قول معتبر اور اگر کچھ تھوڑی سی منفعت حاصل کرلی ہے کچھ باقی ہے۔ مثلاً ابھی پندرہ ہی دن مکان میں رہتے ہوئے گزرے ہیں اور اختلاف ہوا کہ کرایہ کیا ہے پانچ روپے ہے یا دس روپے یا میعاد کیا ہے ایک ماہ یا دو ماہ اس صورت میں تحالف ہے اگر دونوں قسم کھا جائیں تو جو مدت باقی ہے اُس کا اجارہ فسخ کر دیا جائے اور گزشتہ کے بارے میں مستاجر کے قول کے موافق فیصلہ ہو۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۸: اجارہ میں منفعت حاصل کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اُس مدت میں مستاجر تحصیل منفعت پر قادر ہو مثلاً مکان اجارہ پر دیا اور مستاجر کو سپرد کر دیا قبضہ دے دیا تو جتنے دن گزریں گے کرایہ واجب ہوتا جائے گا اور منفعت حاصل کرنا قرار دیا جائے گا مستاجر اُس میں رہے یا نہ رہے اور اگر قبضہ نہیں دیا تو منفعت حاصل نہیں ہوئی اس طرح کتنا ہی زمانہ گزر جائے کرایہ واجب نہیں۔[7] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۹: دو شخصوں نے ایک چیز کے متعلق دعویٰ کیا ایک کہتا ہے میں نے اجارہ پر لی ہے دوسرا کہتا ہے میں نے خریدی ہے اگر مدعی علیہ[8] نے مستاجر کے موافق اقرار کیا تو خریدار اُس کو حلف[9] دے سکتا ہے اور اگر دونوں اجارہ ہی کا دعویٰ کرتے ہوں اور مدعی علیہ نے ایک کے لیے اقرار کر دیا تو دوسرا حلف نہیں دے سکتا۔[10] (بحرالرائق)

---

[1] ......اجرت پر دینے والا۔ [2] ......اُجرت پر لینے والا، کرائے دار۔ [3] ......دعویٰ کرنے والا۔ [4] ......انکار کرنے والا۔

[5] ......درمختار میں ایسا ہی ذکر ہے جیسا صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ذکر فرمایا، جبکہ ہدایہ میں "مدت" کی جگہ "منفعت" مذکور ہے۔...**عِلْمِیه**

[6] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٢، ص ١٦٤، ١٦٥.

[7] ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوى، باب التحالف، ج ٧، ص ٣٨١.

[8] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔ [9] ......قسم۔

[10] ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٧، ص ٣٨١.

مسئلہ ۲۰: میاں بی بی کے مابین سامانِ خانہ داری [1] میں اختلاف ہوا اور گواہ نہیں ہیں کہ شوہر کی ملک ثابت ہو یا زوجہ کی تو جو چیز مرد کے لیے خاص ہے جیسے عمامہ، چھڑی، اس کے متعلق قسم کے ساتھ مرد کا قول معتبر ہے۔ اور جو چیزیں عورت کے لیے مخصوص ہیں جیسے زنانے کپڑے اور وہ خاص چیزیں جو عورتوں ہی کے استعمال میں آتی ہیں ان کے متعلق قسم کے ساتھ عورت کا قول معتبر ہے اور وہ چیزیں جو دونوں کے کام کی ہیں جیسے لوٹا، کٹورا [2] اور استعمال کے دیگر ظروف [3] ان میں بھی مرد کا ہی قول معتبر ہے اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو ان چیزوں کے بارے میں عورت کے گواہ معتبر ہیں اور اگر گھر کے ہی متعلق اختلاف ہے مرد کہتا ہے میرا ہے عورت کہتی ہے میرا ہے اس کے متعلق شوہر کا قول معتبر ہے۔ ہاں اگر عورت کے پاس گواہ ہوں تو وہ عورت ہی کا مانا جائے گا۔ یہ زن وشو [4] کا اختلاف اور اُس کا یہ حکم اُس صورت میں ہے کہ دونوں زندہ ہوں، اور اگر ایک زندہ ہے اور ایک مر چکا ہے اس کے وارث نے زندہ کے ساتھ اختلاف کیا تو جو چیز دونوں کے کام کی ہے اُس کے متعلق اُس کا قول معتبر ہوگا جو زندہ ہے۔ [5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲۱: مکان میں جو سامان ایسا ہے کہ عورت کے لیے خاص ہے مگر مرد اُس کی تجارت کرتا ہے یا بناتا ہے تو وہ سامان مرد کا ہے یا چیز مرد ہی کے کام کی ہے مگر عورت اُس کی تجارت کرتی ہے یا وہ خود بناتی ہے وہ سامان عورت کا ہے۔ [6] (بحر)

مسئلہ ۲۲: زوجین کا اختلاف حالتِ بقاء نکاح [7] میں ہو یا فرقت [8] کے بعد دونوں کا ایک حکم ہے یوہیں جس مکان میں سامان ہے وہ زوج [9] کی ملک ہو یا زوجہ کی یا دونوں کی سب کا ایک ہی حکم ہے اور اختلافات کا لحاظ اُس وقت ہوگا جب عورت نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ چیز شوہر نے خریدی ہے اگر اُس کے خریدنے کا اقرار کر لے گی تو شوہر کی ملک کا اُس نے اقرار کر لیا اس کے بعد پھر عورت کی ملک ہونے کے لیے ثبوت درکار ہے۔ [10] (بحر)

مسئلہ ۲۳: ایک شخص کی چند بی بیوں میں یہی اختلاف ہوا اگر وہ سب ایک گھر میں رہتی ہوں تو سب برابر کی شریک ہیں اور اگر علیحدہ علیحدہ مکانات میں سکونت ہے تو ایک کے یہاں جو چیز ہے اُس سے دوسری کو تعلق نہیں بلکہ وہ عورت گھر والی

---

[1] ......گھریلو سامان۔ [2] ......بڑا پیالہ۔ [3] ......ظرف کی جمع برتن۔ [4] ......میاں بیوی۔

[5] ......"الهداية"، كتاب الدعوى، باب التحالف، ج۲،ص ۱٦٥.

و"الدرالمختار"، كتاب الدعوى، باب التحالف، ج۸،ص ۳٦۳-۳٦٥.

[6] ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوى۔ باب التحالف، ج ۷ ص ۳۸۱-۳۸۲.

[7] ......نکاح کے باقی ہونے کی حالت۔ [8] ......جدائی۔ [9] ......شوہر۔

[10] ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوى، باب التحالف، ج۷ ص ۳۸۲،۳۸۳.

اور خاوند کے مابین وہی حکم رکھتی ہے جو اوپر مذکور ہوا یوہیں دوسری عورتوں کے مکانات کی چیزیں اُن میں اور اُس خاوند کے مابین مذکور طریقہ پر دلائی جائیں گی۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۴: باپ اور بیٹے میں اختلاف ہوا خانہ داری کے سامان کے متعلق ہر ایک اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے اگر بیٹا باپ کے یہاں رہتا اور کھاتا پیتا ہے تو سب کچھ باپ کا ہے اور اگر باپ بیٹے کے یہاں رہتا اور کھاتا پیتا ہے تو سب چیزیں بیٹے کی ہیں۔ دو پیشے والے ایک مکان میں رہتے ہیں اور اُن آلات میں اختلاف ہوا جن پر قبضہ دونوں کا ہے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اوزار اس کے پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا اس کے ہیں بلکہ اگر ملک کا ثبوت دونوں میں سے کسی کے پاس نہ ہو تو نصف نصف دونوں کو دے دیے جائیں۔[2] (بحر)

مسئلہ ۲۵: مالک مکان اور کرایہ دار میں سامان کے متعلق اختلاف ہوا اس میں کرایہ دار کی بات معتبر ہے کہ مکان اسی کے قبضہ میں ہے جو چیزیں مکان میں ہیں اُن پر بھی اسی کا قبضہ ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۶: عورت جس رات کو رخصت ہو کر میکے سے آئی ہے مرگئی تو اُس گھر کے تمام سامان شوہر کے لیے قرار دینا مستحسن نہیں کیونکہ جب وہ آج ہی آئی ہے تو ضرور حسب حیثیت پلنگ، پیڑھی[4]، میز، کرسی، صندوق اور ظروف[5] وفروش[6] وغیرہا کچھ نہ کچھ جہیز میں لائی ہوگی جس کا تقریباً ہر شہر میں ہر قوم اور ہر خاندان میں رواج ہے۔[7] (بحر)

مسئلہ ۲۷: جاروب کش[8] ایک شخص کے مکان میں جھاڑو دے رہا ہے۔ ایک مخملی بیش قیمت چادر[9] اُس کے کندھے پر پڑی ہے مالک مکان کہتا ہے یہ چادر میری ہے مگر وہ جاروب کش کہتا ہے میری ہے۔ صاحبِ خانہ کا قول معتبر ہے۔ دو شخص ایک کشتی میں جارہے ہیں اُس کشتی میں آٹا ہے دونوں میں سے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ کشتی بھی میری ہے اور آٹا بھی میرا ہی ہے۔ مگر ان میں ایک شخص کی نسبت مشہور ہے کہ یہ آٹے کی تجارت کرتا ہے اور دوسرے کی نسبت مشہور ہے کہ یہ ملاح[10] ہے تو آٹا اُسے دیا جائے جو آٹے کی تجارت کرتا ہے۔ اور کشتی ملاح کو۔[11] (درمختار)

---

[1] ...... "البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ۸، ص ۳۸۳.

[2] ......المرجع السابق. [3] ......المرجع السابق.

[4] ......چھوٹی چوکی جس پر بیٹھتے ہیں۔ [5] ......ظرف کی جمع برتن۔ [6] ......بستر، بچھونے، چٹائیاں وغیرہ۔

[7] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۸٤.

[8] ......جھاڑو لگانے والا۔ [9] ......نہایت ملائم روئیں دار کپڑے کی قیمتی چادر۔ [10] ......کشتی چلانے والا۔

[11] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۸، ص ۳٦۷.

کس کو مدعی علیہ بنایا جاسکتا ھے اور کس کی حاضری ضروری ھے

مسئلہ ۱: عین مرہون [1] کے متعلق دعویٰ ہو تو راہن و مرتہن دونوں کا حاضر ہونا شرط ہے عاریت و اجارہ کا بھی یہی حکم ہے یعنی مستعیر [2] و معیر [3] مستاجر [4] و مواجر [5] دونوں کی حاضری ضروری ہے۔ کھیت کا دعویٰ ہے جو اجارہ میں ہے اگر اُس میں بیج مزارع [6] کے ہیں تو اس کا حاضر ہونا ضرور ہے اور بیج مالک کے ہیں اور اوگ آئے ہیں جب بھی مزارع کی حاضری ضروری ہے اور اوگے نہ ہوں تو کاشتکار کی حاضری کچھ ضروری نہیں یہ اُس صورت میں ہے کہ ملک مطلق کا دعویٰ ہو اور اگر یہ دعویٰ ہو کہ فلاں نے میری زمین غصب کرلی ہے اور وہ مزارع کو دیدی ہے تو مزارع سے کوئی تعلق نہیں۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: مکان کو بیع کردیا ہے مگر ابھی بائع ہی کے قبضہ میں ہے مستحق دعویٰ کرتا ہے کہ یہ مکان میرا ہے اس کا فیصلہ بائع و مشتری دونوں کی موجودگی میں ہونا ضروری ہے۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: بیع فاسد کے ساتھ چیز خریدی۔ اگر مشتری نے قبضہ کرلیا ہے تو مشتری [9] مدعیٰ علیہ [10] ہے اور قبضہ نہ کیا ہو تو مدعیٰ علیہ بائع ہے اگر مشتری کے لیے شرط خیار ہے تو بائع و مشتری دونوں مدعیٰ علیہ ہوں گے بیع باطل کے ساتھ خریدی ہے تو مشتری کو مدعیٰ علیہ نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ [11] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان فلاں شخص کا تھا جو غائب ہے اُس نے اس کے ہاتھ بیع کردیا جس کے قبضہ میں ہے میں اس پر شفعہ کا دعویٰ کرتا ہوں مدعیٰ علیہ یعنی جس کے قبضہ میں ہے وہ کہتا ہے کہ مکان میرا ہی ہے اِس کو میں نے کسی سے نہیں خریدا ہے جب تک بائع حاضر نہ ہو کچھ نہیں ہوسکتا۔ [12] (عالمگیری)

---

1 ...... گروی رکھی ہوئی چیز۔

2 ...... عارضی طور پر کسی سے استعمال کے لیے کوئی چیز لینے والا۔

3 ...... عارضی طور پر اپنی چیز استعمال کے لیے دینے والا۔

4 ...... کرائے دار، اُجرت پر لینے والا۔

5 ...... اجرت پر دینے والا۔

6 ...... کسان، کاشتکار۔

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوی، الباب الخامس فيمن يصلح خصماً...... إلخ، ج ٤، ص ٣٦.

8 ...... المرجع السابق

9 ...... خریدار۔

10 ...... جس پر دعوی کیا گیا ہے۔

11 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوی، الباب الخامس فيمن يصلح خصماً...... إلخ، ج ٤، ص ٣٦.

12 ...... المرجع السابق، ص ٣٧.

مسئلہ۵: وکیل نے مکان کو خرید کر اُس پر قبضہ کرلیا ابھی موکل [1] کو نہیں دیا ہے کہ شفعہ کا دعویٰ ہوا وکیل ہی کے مقابل میں فیصلہ ہوگا موکل کی ضرورت نہیں اور اگر وکیل نے قبضہ نہیں کیا ہے تو موکل کی حاضری ضروری ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۶: مکان خریدا اور ابھی تک قبضہ نہیں کیا بائع سے کسی نے چھین لیا اگر مشتری نے ثمن ادا کردیا ہے یا ثمن ادا کرنے کے لیے کوئی میعاد مقرر ہے تو دعویٰ مشتری کو کرنا ہوگا۔ ورنہ بائع کو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۷: مال مضاربت پر اِستحقاق ہوا[4] اگر اُس میں نفع ہے تو بقدرِ نفع [5] مدعیٰ علیہ [6] مضارِب ہوگا ورنہ رَبُّ المال۔[7] (عالمگیری)

دعویٰ دفع کرنے کا بیان

دفعِ دعویٰ کا مطلب یہ ہے کہ جس پر دعویٰ کیا گیا وہ ایسی صورت پیش کرتا ہے جس سے وہ مدعیٰ علیہ نہ بن سکے لہٰذا اُس پر سے دفع ہوجائے گا۔

مسئلہ۱: ذوالید (جس کے قبضہ میں وہ چیز ہے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے وہ) یہ کہتا ہے کہ یہ چیز جو میرے پاس ہے اس پر میرا قبضہ مالکانہ نہیں ہے بلکہ زید نے میرے پاس امانت رکھی ہے یا عاریت کے طور پر دی ہے، یا کرایہ پر دی ہے یا میرے پاس رہن رکھی ہے یا میں نے اُس سے غصب کی ہے اور زید جس کا نام مدعیٰ علیہ نے لیا غائب ہے یعنی اُس کا پتہ نہیں کہ کہاں گیا ہے یا اتنی دور چلا گیا ہے کہ اُس تک پہنچنا دشوار ہے یا ایسی جگہ چلا گیا جو نزدیک ہے بہرحال اگر مدعیٰ علیہ اپنی اس بات کو گواہوں سے ثابت کردے تو مدعی کا دعویٰ دفع ہوجائے گا جبکہ مدعی نے ملک **مطلق** کا دعویٰ کیا ہو، یوہیں اگر مدعیٰ علیہ اس بات کا ثبوت دیدے کہ خود مدعی نے ملک زید کا اقرار کیا ہے تو دعوے خارج ہوجائے گا۔ اور اس میں یہ شرط بھی ہے کہ جس چیز کا دعویٰ ہو وہ موجود ہو ہلاک نہ ہوئی ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ اُس شخص غائب کو نام و نسب کے ساتھ جانتے ہوں اور اُسکی شناخت بھی رکھتے ہوں یہ کہتے ہوں کہ اگر وہ ہمارے سامنے آئے تو ہم پہچان لیں گے۔[8] (ہدایہ، درمختار)

---

[1] ......وکیل بنانے والا۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الخامس فيمن يصلح خصماً... إلخ، ج٤، ص ٣٧.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......کسی کا حق ثابت ہوا۔ [5] ......نفع کے برابر۔ [6] ...... جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الخامس فيمن يصلح خصماً... إلخ، ج٤، ص ٤١.

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج ٨، ص ٣٦٨.

و"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، فصل فيمن لايكون خصماً، ج٢، ص ١٦٦.

مسئلہ۲: اگر مدعیٰ علیہ نے اُس شخصِ غائب کی تعیین نہیں کی ہے فقط یہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے میرے پاس امانت رکھی ہے جس کا نام ونسب کچھ نہیں بتاتا تو اس کہنے سے دعوے سے بری نہیں ہوگا۔[1] (درمختار) امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بھی کہتے ہیں کہ مدعیٰ علیہ دعوے سے اُس وقت بری ہوگا کہ وہ حیلہ ساز اور چال باز[2] شخص نہ ہوا ایسا ہوگا تو دعویٰ دفع نہیں ہوگا اس لیے کہ چال باز آدمی یہ کرسکتا ہے کہ کسی کی چیز غصب کر کے خفیۃً[3] کسی پردیسی آدمی کو دیدے اور یہ کہدے کہ فلاں وقت میرے پاس یہ چیز لے کر آنا اور لوگوں کے سامنے یہ کہدینا کہ یہ میری چیز امانت رکھ لو اس نے وقت معین پر معتبر آدمیوں کو کسی حیلہ سے اپنے یہاں بلالیا اُس شخص نے اُن کے سامنے امانت رکھدی اور اپنا نام ونسب بھی بتادیا اور چلا گیا اب جب کہ مالک نے دعویٰ کیا تو اس شخص نے کہدیا کہ فلاں غائب نے امانت رکھی ہے اور ان لوگوں کو گواہی میں پیش کردیا مقدمہ ختم ہوگیا اب نہ وہ پردیسی آئے گا نہ چیز کا کوئی مطالبہ کرے گا یوں پرایا مال[4] ہضم کرلیا جائے گا لہٰذا ایسے حیلہ باز آدمی کی بات قابلِ اعتبار نہیں نہ اُس سے دعویٰ دفع ہو اس قول امام ابو یوسف کو بعض فقہا نے اختیار کیا ہے۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ۳: مدعیٰ علیہ یہ بیان کرتا ہے کہ جس کی چیز ہے اُس نے اس کو میری حفاظت میں دیا ہے یا جس کا مکان ہے اُس نے مجھے اس میں رکھا ہے یا میں نے اُس سے یہ چیز چھین لی ہے یا چرالی ہے یا وہ بھول کر چلا گیا میں نے اُٹھالی ہے یا یہ کھیت اُس نے مجھے مزارعت پر دیا ہے ان صورتوں کا بھی وہی حکم ہے کہ گواہوں سے ثابت کردے تو دعویٰ دفع ہوجائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ۴: اگر وہ چیز ہلاک ہوگئی ہے یا گواہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اُس شخص کو پہچانتے نہیں یا خود ذوالید نے ایسا اقرار کیا جس کی وجہ سے وہ مدعیٰ علیہ بن سکتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے میں نے فلاں شخص سے خریدی ہے یا اُس غائب نے مجھے ہبہ کی ہے یا مدعی نے اس پر ملک مطلق کا دعویٰ ہی نہیں کیا ہے بلکہ اس کے کسی فعل کا دعویٰ ہے مثلاً اس شخص نے میری یہ چیز غصب کرلی ہے یا یہ چیز میری چوری گئی یہ نہیں کہتا کہ اس نے چرائی تاکہ پردہ پوشی رہے اگرچہ مقصود یہی ہے کہ اس نے چرائی ہے اور ان سب صورتوں میں ذوالید یہ جواب دیتا ہے کہ فلاں غائب نے میرے پاس امانت رکھی ہے وغیرہ وغیرہ تو دعوائے مدعی اس بیان

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعوی، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸ ص ۳۶۸.

[2] ......دھوکہ باز۔ [3] ......چھپا کر۔ [4] ......غیر کا مال۔

[5] ...... "الهداية"، کتاب الدعویٰ، فصل فیمن لایکون خصماً، ج۲، ص ۱۶۶.

و "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸، ص ۳۶۹.

[6] ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸، ص ۳۷۰.

سے دفع نہیں ہوگا اور اگر مدعی نے غصب میں یہ کہا کہ یہ چیز مجھ سے غصب کی گئی یہ نہیں کہتا کہ اس نے غصب کی تو دعویٰ دفع ہوگا کیونکہ اس صورت میں حد نہیں ہے کہ پردہ پوشی اور اُس پر سے حد دفع کرنے کے لیے عبارت میں یہ کنایہ اختیار کیا جائے۔[1] (درمختار)

مسئلہ۵: مدعیٰ علیہ[2] کچہری سے باہر یہ کہتا تھا کہ میری ملک ہے اور کچہری میں یہ کہتا ہے کہ میرے پاس فلاں کی امانت ہے یا اُس نے رہن رکھا ہے اور اُس پر گواہ پیش کرتا ہے دعویٰ دفع ہوجائے گا مگر جبکہ مدعی گواہوں سے یہ ثابت کردے کہ اس نے خود اپنی ملک کا اقرار کیا ہے تو دعویٰ دفع نہ ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ۶: مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے اس کو میں نے فلاں شخص غائب سے خریدا ہے مدعیٰ علیہ نے جواب میں کہا اُسی غائب نے خود میرے پاس امانت رکھی ہے تو دعویٰ دفع ہوجائے گا اگرچہ مدعیٰ علیہ اپنی بات پر گواہ بھی پیش نہ کرے اور اگر مدعیٰ علیہ نے اُس کے خود امانت رکھنے کو نہیں کہا بلکہ یہ کہا اس کے وکیل نے میرے پاس امانت رکھی ہے تو بغیر گواہوں سے ثابت کیے دعویٰ دفع نہیں ہوگا اور اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ اُس غائب سے میں نے خریدی اور اُس نے مجھے قبضہ کا وکیل کیا ہے اور اُس کو گواہ سے ثابت کردیا تو مدعی کو چیز دلا دی جائے گی اور اگر مدعیٰ علیہ نے اُس غائب سے مدعی کے خریدنے کا اقرار کیا اس نے گواہوں سے ثابت نہیں کیا تو دیدینے کا حکم نہیں دیا جائیگا۔[4] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ۷: دعویٰ کیا کہ چیز میری ہے فلاں غائب نے اس کو غصب کرلیا اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا اور مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے اُسی غائب شخص نے میرے پاس امانت رکھی ہے دعویٰ دفع ہوجائے گا اور اگر غصب کی جگہ مدعی نے چوری کہا اور مدعیٰ علیہ نے وہی جواب دیا دعویٰ دفع نہیں ہوگا۔[5] (درمختار)

مسئلہ۸: ایک شخص نے اپنی بہن کے یہاں سے کوئی چیز لے جاکر رہن رکھ دی اور غائب ہوگیا اُس کی بہن نے

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوى، فصل في دفع الدعاوى، ج ۸، ص ۳۷۱.

2 ......جس پر دعوی کیا جائے۔

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوى، فصل في دفع الدعاوى، ج ۸، ص ۳۷۲.

4 ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، فصل فيمن لايكون خصماً، ج ۲، ص ۱۶۷.

و"الدرالمختار"، كتاب الدعوى، فصل في دفع الدعاوى، ج ۸، ص ۳۷۳.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوى، فصل في دفع الدعاوى، ج ۸، ص ۳۷۳.

ذی الید پر دعویٰ کیا اُس نے جواب دیا کہ فلاں نے میرے پاس رہن [1] رکھی ہے اگر عورت نے اپنے بھائی کے غصب کا دعویٰ کیا ہے اور ذی الید نے گواہوں سے رہن ثابت کر دیا دعویٰ دفع ہے اور اگر چوری کا دعویٰ کیا ہے دفع نہیں ہوگا۔[2] (بحر)

مسئلہ ۹: مدعی [3] کہتا ہے یہ چیز فلاں شخص نے مجھے کرایہ پر دی ہے مدعیٰ علیہ [4] بھی یہی کہتا ہے مجھے کرایہ پر دی ہے پہلا شخص دوسرے پر دعویٰ نہیں کرسکتا اور اگر مدعی نے رہن یا خریدنے کا دعویٰ کیا اور مدعی علیہ کہتا ہے میرے کرایہ میں ہے جب بھی اس پر دعویٰ نہیں ہوسکتا اور اگر مدعی نے رہن یا اجارہ یا خریدنے کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ کہتا ہے میں نے خریدی ہے تو اس پر دعویٰ ہوگا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے اس دعوے کا میں مدعیٰ علیہ نہیں بن سکتا میں اس کو دفع کروں گا مجھے مہلت دی جائے اُس کو اتنی مہلت دی جائے گی کہ دوسری نشست میں اس کو ثابت کر سکے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو زید کے قبضہ میں ہے میں نے عَمْرو سے خریدا ہے۔ زید نے جواب دیا کہ میں نے خود اسی مدعی سے اس مکان کو خریدا ہے۔ مدعی کہتا ہے کہ ہمارے مابین جو بیع ہوئی تھی اُس کا اقالہ ہوگیا اس سے دعویٰ دفع ہوجائے گا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مدعیٰ علیہ نے جواب دیا کہ تو نے خود اقرار کیا ہے کہ یہ چیز مدعیٰ علیہ کے ہاتھ بیع کر دی ہے اگر اسے گواہوں سے ثابت کردے یا بصورت گواہ نہ ہونے کے مدعی پر حلف دیا اُس نے انکار کر دیا دعویٰ دفع ہوجائے گا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: عورت نے ورثۂ شوہر پر میراث و مہر کا دعویٰ کیا اُنھوں نے جواب میں کہا مورث نے اپنے مرنے سے دو سال پہلے اسے حرام کر دیا تھا۔ عورت نے اس کے دفع کرنے کے لیے ثابت کیا کہ شوہر نے مرض الموت میں میرے حلال ہونے کا اقرار کیا ہے ورثہ کی بات دفع ہوجائے گی۔[9] (عالمگیری)

---

[1] ......گروی۔

[2] ......"البحر الرائق"، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۹۶.

[3] ......دعویٰ کرنے والا۔

[4] ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸، ص ۳۷۴.

[6] ...... المرجع السابق.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب السادس فیما تدفع به... إلخ، ج ٤، ص ٥١.

[8] ......المرجع السابق.

[9] ......المرجع السابق، ص ٥٢.

مسئلہ ۱۴: عورت نے شوہر کے بیٹے پر میراث کا دعویٰ کیا بیٹے نے انکار کردیا اس کی دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ بالکل باپ کی منکوحہ[1] ہونے سے انکار کردے کبھی اس کے باپ نے نکاح کیا ہی نہ تھا۔ دوم یہ کہ مرنے کے وقت یہ اس کی منکوحہ نہ تھی۔ عورت نے گواہوں سے اپنا منکوحہ ہونا ثابت کیا اور بیٹے نے یہ گواہ پیش کیے کہ اُس کے باپ نے تین طلاقیں دیدی تھیں اور مرنے سے پہلے عدّت بھی ختم ہوچکی تھی اگر پہلی صورت میں لڑکے نے یہ جواب دیا ہے تو اس کے گواہ مقبول نہیں کہ پہلے قول سے متناقض ہے۔[2] اور دوسری صورت میں یہ گواہ پیش کئے تو لڑکے کے گواہ مقبول ہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۵: دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا تم پر اتنا چاہیے اُن کا انتقال ہوا اور تنہا مجھے وارث چھوڑا لہٰذا وہ مال مجھے دو مدعی علیہ نے کہا تمھارے باپ کا مجھ پر جو کچھ چاہیے تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ میں نے اُس کے لیے فلاں کی طرف سے کفالت کی تھی اور مکفول عنہ[4] نے تمھارے باپ کی زندگی میں اُسے دین ادا کردیا مدعی نے یہ تسلیم کیا کہ اس سے مطالبہ بحکم کفالت ہے مگر یہ کہ مکفول عنہ نے ادا کردیا تسلیم نہیں لہٰذا اس صورت میں اگر مدعیٰ علیہ اس کو گواہ سے ثابت کردے گا دعویٰ دفع ہوجائے گا یوہیں اگر مدعی علیہ نے یہ کہا کہ تمھارے والد نے مجھے کفالت سے بری کردیا تھا یا اُس کے مرنے کے بعد تم نے بری کردیا تھا اور اس کو گواہ سے ثابت کردیا دعویٰ دفع ہوگیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: یہ دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے تم پر سو روپے ہیں وہ مرگئے تنہا میں وارث ہوں مدعی علیہ نے کہا تمھارے باپ کو میں نے فلاں پر حوالہ کردیا اور محتال علیہ[6] بھی تصدیق کرتا ہے خصومت مندفع نہ ہوگی[7] جب تک حوالہ کو گواہوں سے نہ ثابت کرے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: سوتیلی ماں پر دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو تمھارے قبضہ میں ہے میرے باپ کا ترکہ ہے۔ عورت نے جواب دیا کہ ہاں تمھارے باپ کا ترکہ ہے مگر قاضی نے اس مکان کو میرے مہر کے بدلے میرے ہی ہاتھ بیع کردیا تم اُس وقت چھوٹے تھے تمھیں خبر نہیں اگر عورت یہ بات گواہوں سے ثابت کردے گی دعویٰ دفع ہوجائے گا۔[9] (عالمگیری)

---

[1] ...... بیوی۔
[2] ...... یعنی پہلے قول کے مخالف ہے۔
[3] ...... "الفتاوی الخانیة" کتاب الدعویٰ والبینات، باب ما یبطل دعوی المدعی... إلخ، ج۲، ص۱۰۲۔۱۰۳.
[4] ...... جس پر مطالبہ ہے۔
[5] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب السادس فیما تدفع ...... إلخ، ج٤، ص٥٢.
[6] ...... جس پر حوالہ کیا گیا ہے۔
[7] ...... مقدمہ ختم نہ ہوگا۔
[8] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب السادس فیما تدفع ... إلخ، ج٤، ص٥٢.
[9] ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۸: ایک بھائی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو تمھارے قبضہ میں ہے اس میں میں بھی شریک ہوں کیونکہ یہ ہمارے باپ کی میراث ہے دوسرے نے جواب دیا کہ یہ مکان میرا ہے ہمارے باپ کا اس میں کچھ نہ تھا۔ اس کے بعد مدعیٰ علیہ نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان میں نے اپنے باپ سے خریدا ہے یا میرے باپ نے اس مکان کا میرے لیے اقرار کیا تھا۔ یہ دعویٰ صحیح ہے اور اس پر گواہ پیش کرے گا مقبول ہوں گے اور اگر بھائی کے جواب میں یہ کہا تھا کہ یہ ہمارے باپ کا کبھی نہ تھا۔ یا یہ کہ اس میں باپ کا کوئی حق کبھی نہ تھا۔ پھر وہ دعویٰ کیا تو نہ دعویٰ مسموع،[1] نہ اُس پر گواہ مقبول۔[2] (عالمگیری)

جواب دعویٰ

مسئلہ ۱: ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ چیز جو تمھارے پاس ہے میری ہے مدعیٰ علیہ نے کہا میں دیکھوں گا غور کروں گا۔ یہ جواب نہیں ہے۔ جواب دینے پر مجبور کیا جائے گا۔ یوہیں اگر یہ کہا مجھے معلوم نہیں یا یہ کہا معلوم نہیں میری ہے یا نہیں یا کہا معلوم نہیں مدعی کی ملک ہے یا نہیں ان سب صورتوں میں دعوے کا جواب نہیں ہوا جواب دینے پر مجبور کیا جائے گا اور ٹھیک جواب نہ دے تو اُسے منکر قرار دیا جائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: جائداد کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے جواب دیا اس جائداد میں منجملہ تین سہام[4] دو سہام میرے ہیں جو میرے قبضہ میں ہیں اور ایک سہم فلاں غائب کی ملک ہے جو میرے ہاتھ میں امانت ہے۔ مدعی علیہ کا یہ جواب مکمل ہے مگر خصومت[5] اُس وقت دفع ہوگی کہ ایک سہم کا امانت ہونا گواہ سے ثابت کردے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: مکان کا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے مدعیٰ علیہ نے غصب کرلیا ہے۔ مدعیٰ علیہ نے کہا کہ یہ پورا مکان میرے ہاتھ میں بوجہ شرعی ہے مدعی کو ہرگز نہیں دونگا۔ یہ جواب غصب کے مقابل میں پورا ہے کہ غصب کا انکار ہے مگر ملک کے متعلق ناکافی ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مکان کا دعویٰ تھا مدعیٰ علیہ نے کہا مکان میرا ہے پھر کہا وقف ہے یا یوں کہا کہ یہ مکان وقف ہے اور

---

[1] ......یعنی دعویٰ نہ سنا جائے گا۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعویٰ، الباب السادس فيما تدفع... إلخ، ج ٤، ص ٥٣.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعویٰ، الباب السابع فيما يكون جواباً... إلخ، ج ٤، ص ٦٢.

[4] ......یعنی تین حصوں میں سے۔

[5] ......مقدمہ، جھگڑا۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعویٰ، الباب السابع، فيما يكون جواباً... إلخ، ج ٤، ص ٦٢.

[7] ......المرجع السابق.

بحیثیت متولی میرے ہاتھ میں ہے یہ مکمل جواب ہے اور مدعی علیہ کو گواہوں سے وقف ثابت کرنا ہوگا۔[1] (عالمگیری)

دو شخصوں کے دعوے کرنے کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کے دو حقدار ایک شخص (یعنی ذی الید) کے مقابل میں کھڑے ہوجاتے ہیں ہر ایک اپنا حق ثابت کرتا ہے۔ یہ بات پہلے بتائی گئی ہے کہ خارج کے گواہ کو ذوالید کے گواہ پر ترجیح ہے مگر جبکہ ذوالید کے گواہوں نے وہ وقت بیان کیا جو خارج کے وقت سے مقدم ہے تو ذوالید کے گواہ کو ترجیح ہوگی مگر بعض صورتیں بظاہر ایسی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے ذوالید کی تاریخ مقدم ہے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدم نہیں مثلاً کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے ایک مہینہ سے میرے یہاں سے غائب ہے ذوالید کہتا ہے یہ چیز ایک سال سے میری ہے مدعی کے گواہوں کو ترجیح ہوگی اور اُسی کے موافق فیصلہ ہوگا کیونکہ مدعی نے ملک کی تاریخ نہیں بیان کی ہے تاکہ ذوالید کے گواہوں کو ترجیح دی جائے بلکہ غائب ہونے کی تاریخ بتائی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ملک مدعی کی تاریخ ایک سال سے زیادہ کی ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱: ہر ایک یہ کہتا ہے کہ یہ چیز میرے قبضہ میں ہے اگر ایک نے گواہوں سے اپنا قبضہ ثابت کردیا تو وہی قابض مانا جائیگا دوسرا خارج قرار دیا جائے گا پھر وہ شخص جس کو قابض قرار دیا گیا اگر گواہوں سے اپنی ملک مطلق ثابت کرنا چاہے گا مقبول نہ ہوں گے کہ ملک مطلق میں ذوالید کے گواہ معتبر نہیں اور اگر قبضہ کے گواہ نہ پیش کرے تو حلف کسی پر نہیں۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲: ایک شخص نے دوسرے سے چیز چھین لی جب اُس سے پوچھا گیا تو کہنے لگا میں نے اس لیے لے لی کہ یہ چیز میری تھی اور گواہوں سے اپنی ملک ثابت کی یہ گواہ مقبول ہیں کہ اگرچہ اس وقت یہ ذوالید ہے مگر حقیقت میں ذوالید نہ تھا بلکہ خارج تھا اُس سے لے لینے کے بعد ذوالید ہوا۔[4] (بحر)

مسئلہ ۳: ایک شخص نے زمین چھین کر اُس میں زراعت بوئی دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ زمین میری ہے اُس نے غصب کرلی اگر گواہوں سے اُس کا غصب کرنا ثابت کرے گا ذوالید یہ ہوگا اور کھیت بونے والا خارج قرار پائے گا اور اگر اُس کا قبضۂ جدید نہیں ثابت کرے گا تو ذوالید وہی بونے والا ٹھہرے گا۔ ان مسائل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ظاہری قبضہ کے

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوی، الباب السابع فيما يكون... إلخ، ج٤، ص٦٢.

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب الدعوی، باب دعوی الرجلين، ج٨، ص٣٧٥، ٣٧٦.

[3] ...... "البحرالرائق"، كتاب الدعوی، باب دعوی الرجلين، ج٧، ص٣٩٨.

[4] ...... المرجع السابق.

اعتبار سے ذوالید نہیں ہوتا۔[1] (بحر)

مسئلہ ۴: دو شخصوں نے ایک معین چیز کے متعلق جو تیسرے کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا ہر ایک اُس شے کو اپنی ملک بتاتا ہے اور سبب ملک کچھ نہیں بیان کرتا اور نہ تاریخ بیان کرتا اور اپنے دعوے کو ہر ایک نے گواہوں سے ثابت کر دیا وہ چیز دونوں کو نصف نصف دلا دی جائے گی کیونکہ کسی کو ترجیح نہیں ہے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵: زید کے قبضہ میں مکان ہے عمرو نے پورے مکان کا دعویٰ کیا اور بکر نے آدھے کا اور دونوں نے اپنی ملک گواہوں سے ثابت کی اُس مکان کی تین چوتھائی عمرو کو دی جائے گی اور ایک چوتھائی بکر کو کیونکہ نصف مکان تو عمرو کو بغیر منازعت ملتا ہے اس میں بکر نزاع ہی نہیں کرتا نصف میں دونوں کی نزاع ہے یہ نصف دونوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور اگر مکان انھیں دونوں مدعیوں کے قبضہ میں ہے تو مدعی کل کو نصف بغیر قضا ملے گا کیونکہ اس نصف میں دوسرا نزاع ہی نہیں کرتا اور نصف دوم اسی کو بطور قضا ملے گا کیونکہ یہ خارج ہے اور خارج کے گواہ ذوالید کے مقابل میں معتبر ہوتے ہیں۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۶: مکان تین شخصوں کے قبضہ میں ہے ایک پورے مکان کا مدعی ہے دوسرا نصف کا تیسرا ثلث کا یہاں بھی مکان ان تینوں میں بطور منازعت تقسیم ہوگا[4] (درمختار) یعنی اس مکان کے چھتیس ۳۶ سہام کیے جائیں گے جو کل کا مدعی ہے اُس کو پچیس سہام ملیں گے اور مدعی نصف کو سات سہام اور مدعی ثلث کو چار سہام۔

مسئلہ ۷: جائداد موقوفہ ایک شخص کے قبضہ میں ہے اس پر دو شخصوں نے دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہوں سے ثابت کر دیا وہ جائداد دونوں پر نصف نصف کر دی جائے گی یعنی نصف کی آمدنی وہ لے اور نصف کی یہ۔ مثلاً ایک مکان کے متعلق ایک شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر وقف ہے اور متولی مسجد یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسجد پر وقف ہے اگر دونوں تاریخ بیان کر دیں تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہ حقدار ہے ورنہ نصف اُس پر وقف قرار دیا جائے اور نصف مسجد پر یعنی وقف کا دعویٰ بھی ملکِ مطلق کے حکم میں ہے یوہیں اگر ہر ایک کا یہ دعوی ہے کہ وقف کی آمدنی واقف نے میرے لیے قرار دی ہے اور گواہوں سے ثابت کر دے تو آمدنی نصف نصف تقسیم ہو جائے گی۔[5] (بحر)

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۷، ص ۳۹۸.

[2] ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۷، ص ۳۸٦، وغیرہ.

[3] ...... "الهداية"، کتاب الدعویٰ، باب مایدعیه الرجلان ، ج ۲، ص ۱۷۱۔۱۷۲.

[4] ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص ۳۸٦.

[5] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص ۳۹۷.

مسئلہ ۸: دو شخصوں نے شہادت دی کہ فلاں شخص نے اقرار کیا ہے کہ اُس کی جائداد اولادِ زید پر وقف ہے اور دوسرے دو شخصوں نے شہادت دی کہ اُس نے یہ اقرار کیا ہے کہ اُس کی جائداد اولادِ عمرو پر وقف ہے اگر دونوں میں کسی کا وقت مقدم ہے تو اُس کے لیے ہے اور اگر وقت کا بیان ہی نہ ہو یا دونوں بیانوں میں ایک ہی وقت ہو تو نصف اولادِ زید پر وقف قرار دی جائے اور نصف اولادِ عمرو پر اور ان میں سے جب کوئی مر جائے گا تو اُس کا حصہ اُسی فریق میں اُن کے لیے ہے جو باقی ہیں مثلاً زید کی اولاد میں کوئی مرا تو بقیہ اولادِ زید میں منقسم ہوگی اولادِ عمرو کو نہیں ملے گی ہاں اگر ایک کی اولاد بالکل ختم ہوگئی تو دوسرے کی اولاد میں چلی جائے گی کہ اب کوئی مزاحم [1] نہیں رہا۔[2] (بحر)

مسئلہ ۹: دعوائے عین کا یہ حکم جو بیان کیا گیا اُس وقت ہے کہ دونوں نے گواہوں سے ثابت کیا ہو اور اگر گواہ نہ ہوں تو ذوالید [3] کو حلف دیا جائے گا اگر دونوں کے مقابل میں اُس نے حلف کر لیا تو وہ چیز اُس کے ہاتھ میں چھوڑ دی جائیگی یوں نہیں کہ اُس کی ملک قرار دی جائے یعنی اگر اُن دونوں میں سے آئندہ کوئی گواہوں سے ثابت کر دے گا تو اُسے دلا دی جائے گی اور اگر ذوالید نے دونوں کے مقابل میں نکول [4] کیا تو نصف نصف تقسیم کر دی جائے گی اب اس کے بعد اگر ان میں سے کوئی گواہ پیش کرنا چاہے گا نہیں سنا جائے گا۔[5] (بحر)

مسئلہ ۱۰: خارج اور ذوالید میں نزاع ہے خارج نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا اور ذوالید نے یہ کہا میں نے اسی سے خریدی ہے یا دونوں نے سبب ملک بیان کیا اور وہ سبب ایسا ہے جو دو مرتبہ نہیں ہو سکتا مثلاً ہر ایک کہتا ہے کہ یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے یا دونوں کہتے ہیں کپڑا میرا ہے میں نے اسے بنا ہے یا دونوں کہتے ہیں سُوت میرا ہے میں نے کاتا ہے۔ دودھ میرا ہے میں نے اپنے جانور سے دوہا ہے۔ اُون میری ہے میں نے کاٹی ہے۔ غرض یہ کہ ملک کا ایسا سبب بیان کرتے ہیں جس میں تکرار نہیں ہو سکتی ہے ان میں ذوالید کے گواہوں کو ترجیح ہے مگر جب کہ ساتھ ساتھ خارج نے ذوالید پر کسی فعل کا بھی دعویٰ کیا ہو مثلاً یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے ذوالید نے اسے غصب کر لیا یا میں نے اُس کے پاس امانت رکھی ہے یا اجارہ پر دیا ہے تو خارج کے گواہ کو ترجیح ہے۔[6] (ہدایہ، درمختار) مگر ظاہری طور پر اس کو خارج کہیں گے حقیقۃً خارج نہیں بلکہ یہی ذوالید ہے جیسا کہ ہم نے بحر سے نقل کیا۔

---

[1] ......مزاحمت کرنے والا۔

[2] ......"البحر الرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۳۹۷.

[3] ......جس کے قبضہ میں چیز ہے۔ [4] ......قسم سے انکار۔

[5] ......"البحر الرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۳۹۸.

[6] ......"الهداية"، کتاب الدعویٰ، باب مایدّعیه الرجلان، ج۲، ص۱۷۰.
و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۳.

مسئلہ ۱۱: اگر خارج[1] وذوالید دونوں اپنی اپنی ملک کا ایسا سبب بتاتے ہیں جو مکرر ہوسکتا ہے[2] جیسے یہ درخت میرا ہے میں نے پودہ نصب کیا تھا[3] یا وہ سبب ایسا ہے جو اہلِ بصیرت پر مشکل ہوگیا کہ مکرر ہوتا ہے یا نہیں تو ان دونوں صورتوں میں خارج کو ترجیح ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: سبب کے مکرر ہونے نہ ہونے میں اصل کو دیکھا جائے گا تابع کو نہیں دیکھا جائے گا۔ دو بکریاں ایک شخص کے قبضہ میں ہیں ایک سفید دوسری سیاہ ایک شخص نے گواہوں سے ثابت کیا کہ یہ دونوں بکریاں میری ہیں اور اسی سفید بکری کا یہ سیاہ بکری بچہ ہے جو میرے یہاں میری ملک میں پیدا ہوا۔ ذوالید نے گواہوں سے ثابت کیا کہ یہ دونوں میری ملک ہیں اور اس سیاہ بکری کا یہ سفید بکری بچہ ہے جو میری ملک میں پیدا ہوا اس صورت میں ہر ایک کو وہ بکری دے دی جائے گی۔ جس کو ہر ایک اپنے گھر کا بچہ بتاتا ہے۔[5] (بحر)

مسئلہ ۱۳: کبوتر، مرغی، چڑیا یعنی انڈے دینے والے جانور کو خارج اور ذوالید ہر ایک اپنے گھر کا بچہ بتاتا ہے۔ ذوالید کو دلایا جائے گا۔[6] (بحر)

مسئلہ ۱۴: مرغی غصب کی اُس نے چند انڈے دیے ان میں سے کچھ اسی مرغی کے نیچے بٹھائے کچھ دوسری کے نیچے اور سب سے بچّے نکلے تو وہ مرغی مع اُن بچوں کے جو اُس کے نیچے نکلے ہیں مغصوب منہ (مالک) کو دی جائے اور یہ بچے جو غاصب نے اپنی مرغی کے نیچے نکلوائے ہیں غاصب کے ہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ایک جانور کے متعلق دو شخص مدعی ہیں کہ ہمارے یہاں کا بچہ ہے خواہ وہ جانور دونوں کے قبضہ میں ہو یا ایک کے قبضہ میں ہو یا ان میں سے کسی کے قبضہ میں نہ ہو بلکہ تیسرے کے قبضہ میں ہو، اگر دونوں نے تاریخ بیان کی ہے کہ اتنے دن ہوئے جب یہ پیدا ہوا تھا اور دونوں نے گواہوں سے ثابت کر دیا تو جانور کی عمر جس کی تاریخ سے ظاہر طور پر موافق معلوم ہوتی ہو اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر تاریخ نہیں بیان کی تو ان میں سے جس کے قبضہ میں ہو اُسے دیا جائے اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو یا تیسرے کے قبضہ میں ہو تو دونوں برابر کے شریک کر دیے جائیں گے اور اگر دونوں نے تاریخیں بیان کر دیں مگر جانور کی

---

[1] ......یعنی جس کا قبضہ نہیں۔　[2] ......دوبارہ ہوسکتا ہے یعنی دونوں کی ملک کا سبب بن سکتا ہے۔　[3] ......لگایا تھا۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۳.

[5] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۱۵.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعوی، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الثانی، ج۴، ص۸۶.

عمر کسی کے موافق نہیں معلوم ہوتی یا اشکال پیدا ہو گیا پتہ نہیں چلتا کہ عمر کس کے قول سے موافق ہے تو اگر دونوں کے قبضہ میں ہے یا ثالث کے قبضہ میں ہے[1] تو دونوں کو شریک کر دیا جائے اور اگر انھیں میں سے ایک کے قبضہ میں ہو تو اُسی کے لیے ہے جس کے قبضہ میں ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: ایک شخص کے قبضہ میں بکری ہے اُس پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بکری ہے میری ملک میں پیدا ہوئی ہے اور اسے گواہوں سے ثابت کیا جس کے قبضہ میں ہے اُس نے یہ ثابت کیا کہ بکری میری ہے فلاں شخص سے مجھے اُس کی ملک حاصل ہوئی اور یہ اُسی کے گھر کا بچہ ہے اسی قابض[3] کے موافق فیصلہ ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: خارج نے گواہ سے ثابت کیا کہ جس نے میرے ہاتھ بیچا ہے اُس کے گھر کا بچہ ہے اور ذوالید نے ثابت کیا کہ خود میرے گھر کا بچہ ہے ذوالید کے گواہوں کو ترجیح ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: دو شخصوں نے ایک عورت کے متعلق دعویٰ کیا ہر ایک اُس کو اپنی منکوحہ بتاتا ہے اور دونوں نے نکاح کو گواہوں سے ثابت کیا تو دونوں جانب کے گواہ متعارض ہو کر ساقط ہو گئے نہ اس کا نکاح ثابت ہوا، نہ اُس کا اور عورت کو وہ لے جائے گا جس کے نکاح کی وہ تصدیق کرتی ہو بشرطیکہ اُس کے قبضہ میں نہ ہو جس کے نکاح کی تکذیب کرتی ہو یا اُس نے دخول نہ کیا ہو اور اگر اُس کے قبضہ میں ہو جس کی عورت نے تکذیب کی یا اس نے دخول کیا ہو دوسرے نے نہیں تو اسی کی عورت قرار دی جائے گی۔ یہ تمام باتیں اُس وقت ہیں جب کہ دونوں نے نکاح کی تاریخ نہ بیان کی ہو اور اگر نکاح کی تاریخ بیان کی ہو تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہ حقدار ہے اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی دوسرے نے نہیں تو جس کے قبضہ میں ہے یا جس کی تصدیق وہ عورت کرتی ہو وہ حقدار ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: دو شخص نکاح کے مدعی ہیں اور گواہ ان میں سے کسی کے پاس نہ تھے۔ عورت اُس کو ملی جس کی اُس نے تصدیق کی اس کے بعد دوسرے نے گواہ سے اپنا نکاح ثابت کیا تو اس کو ملے گی کیونکہ گواہ کے ہوتے ہوئے عورت کی تصدیق

---

[1] ......کسی تیسرے شخص کے قبضہ میں ہے۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۶.

[3] ......یعنی جس کا قبضہ ہے۔

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعوی، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الثانی، ج٤، ص۸۳.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷٦.

کوئی چیز نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: ایک نے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ سے ثابت کیا اس کے لیے فیصلہ ہوگیا اس کے بعد دوسرا دعویٰ کرتا ہے اور گواہ پیش کرتا ہے اس کو رد کر دیا جائے گا ہاں اگر اس نے گواہوں سے اپنے نکاح کی تاریخ مقدم[2] ثابت کر دی تو اس کے موافق فیصلہ ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: عورت مرچکی ہے اُس کے متعلق دو شخصوں نے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کیا چونکہ اس دعوے کا محصل[4] طلبِ مال[5] ہے دونوں کو اُس کا وارث قرار دیا جائے گا اور شوہر کا جو حصہ ہوتا ہے اُس میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے اور دونوں پر نصف نصف مہر لازم۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: ایک شخص نے نکاح کیا دوسرا شخص دعویٰ کرتا ہے کہ یہ عورت میری زوجہ ہے مدعیٰ علیہ[7] کہتا ہے تیری زوجہ تھی مگر تو نے طلاق دیدی اور عدّت پوری ہوگئی اب اس سے میں نے نکاح کیا مدعی[8] طلاق سے انکار کرتا ہے اور طلاق کے گواہ نہیں ہیں۔ عورت مدعی کو دلائی جائے گی اور اگر مدعی کہتا ہے کہ میں نے طلاق دی تھی مگر اُس سے پھر نکاح کر لیا اور مدعیٰ علیہ دوبارہ نکاح کرنے کا انکار کرتا ہے تو مدعیٰ علیہ کو دلائی جائے گی۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مرد کہتا ہے تیری نابالغی میں تیرے باپ نے مجھ سے نکاح کر دیا عورت کہتی ہے میرے باپ نے جب نکاح کیا تھا میں بالغہ تھی اور نکاح سے میں نے ناراضی ظاہر کر دی تھی اس صورت میں قول عورت کا معتبر ہے اور گواہ مرد کے۔[10] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴: مرد نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے اور عورت کی بہن نے دعویٰ کیا کہ

---

[1] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷۶، ۳۷۷.

[2] ......پہلے۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷۶، ۳۷۷.

[4] ......یعنی اس دعویٰ کا حاصل۔

[5] ......مال طلب کرنا۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷۶، ۳۷۷.

[7] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

[8] ......دعویدار، دعویٰ کرنے والا۔

[9] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الثانی، ج٤، ص٨٠.

[10] ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الدعویٰ و البيّنات، باب الدعوی، فصل فی دعوی النکاح، ج٢، ص٧٨.

میں نے اس مرد سے نکاح کیا ہے مرد کے گواہ معتبر ہوں گے عورت کے گواہ نامقبول ہیں۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۲۵: مرد نے نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے انکار کر دیا مگر اس نے دوسرے کی زوجہ ہونے کا اقرار نہیں کیا ہے پھر قاضی کے پاس اُس مدعی کی زوجہ ہونے کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: مرد نے دعویٰ کیا کہ اس عورت سے ایک ہزار مہر پر میں نے نکاح کیا ہے عورت نے انکار کر دیا مرد نے دو ہزار مہر پر نکاح ہونے کا ثبوت دیا گواہ مقبول ہیں دو ہزار مہر پر نکاح ہونا قرار پائے گا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۷: مرد نے نکاح کا دعویٰ کیا۔ عورت کہتی ہے میں اُس کی زوجہ تھی مگر مجھے اُس کی وفات کی اطلاع ملی میں نے عدّت پوری کر کے اس دوسرے شخص سے نکاح کر لیا وہ عورت مدعی کی زوجہ ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: ایک شخص کے پاس چیز ہے دو شخص مدعی ہیں ہر ایک یہ کہتا ہے کہ میں نے اس سے خریدی ہے اور اس کا ثبوت بھی دیتا ہے ہر ایک کو نصف نصف ثمن پر نصف نصف چیز کا حکم دیا جائے گا اور ہر ایک کو یہ بھی اختیار دیا جائے گا کہ آدھا ثمن دے کر آدھی چیز لے یا بالکل چھوڑ دے۔ فیصلہ کے بعد ایک نے کہا کہ آدھی لے کر کیا کروں گا چھوڑتا ہوں تو دوسرے کو پوری اب بھی نہیں مل سکتی کہ اُس کی نصف بیع فسخ ہو چکی اور فیصلہ سے قبل اُس نے چھوڑ دی تو یہ کل لے سکتا ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۹: صورت مذکورہ میں اگر ہر ایک نے گواہوں سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ پورا ثمن ادا کر دیا ہے تو نصف ثمن بائع یعنی ذوالید سے واپس لے گا اور اگر صورتِ مذکورہ میں ذوالید ان دونوں میں سے ایک کی تصدیق کرتا ہے کہ میں نے اس کے ہاتھ بیچی ہے اس کا اعتبار نہیں۔ یوہیں بائع اگر مشتری کے حق میں یہ کہتا ہے کہ یہ چیز میری تھی میں نے اس کے ہاتھ بیع کی ہے اور وہ چیز مشتری کے سوا کسی دوسرے کے قبضہ میں ہے تو بائع کی تصدیق بیکار ہے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۳۰: دو شخصوں نے خریدنے کا دعویٰ کیا اور دونوں نے خریداری کی تاریخ بھی بیان کی تو جس کی تاریخ مقدم ہے اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی دوسرے نے نہیں تو تاریخ والا اولےٰ ہے۔ اور اگر ذوالید اور خارج

---

[1] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الدعوىٰ و البيّنات، باب الدعوى، فصل فی دعوى النكاح، ج۲، ص۷۸.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب التاسع فی دعوى الرجلين، الفصل الثانی، ج٤، ص۸۲.

[3] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الدعوىٰ و البيّنات، باب الدعوى، فصل فی دعوى النكاح، ج۲، ص۷۷.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب التاسع فی دعوى الرجلين، الفصل الثانی، ج٤، ص۸۲.

[5] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب مايدّعيه الرجلان، ج۲، ص۱٦۷.

[6] ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج۷، ص٤۰٤.

میں نزاع[1] ہو دونوں ایک شخص ثالث[2] سے خریدنا بتاتے ہوں اور دونوں نے تاریخ نہیں بیان کی یا دونوں کی ایک تاریخ ہے یا ایک ہی نے تاریخ بیان کی ان سب صورتوں میں ذوالید اولےٰ ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۳۱: دونوں نے دو شخصوں سے خریدنے کا دعویٰ کیا زید کہتا ہے میں نے بکر سے خریدی اور عمرو کہتا ہے میں نے خالد سے خریدی ان دونوں نے اگرچہ تاریخ بیان کی ہو اور اگرچہ ایک کی تاریخ دوسرے سے مقدم ہو ان میں کوئی دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں بلکہ دونوں نصف نصف لے سکتے ہیں۔[4] (بحر)

مسئلہ ۳۲: کچی اینٹ اس کے قبضہ میں ہے۔ دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ اینٹ میری ملک میں بنائی گئی ہے اور ذوالید ثابت کرتا ہے کہ میری ملک میں بنائی گئی ہے خارج کو ترجیح ہے اور اگر پکی اینٹ یا چونا یا گچ کرنے کے مسالے[5] کے متعلق یہی صورت پیش آجائے تو ذوالید کو ترجیح ہے۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۳۳: ہر ایک دوسرے کا نام لے کر کہتا ہے میں نے اُس سے خریدی ہے مثلاً زید کہتا ہے میں نے عمرو سے خریدی ہے اور عمرو کہتا ہے میں نے زید سے خریدی ہے چاہے یہ دونوں خارج ہوں یا ان میں ایک خارج ہو اور ایک ذوالید اور تاریخ کوئی بیان نہیں کرتا تو دونوں جانب کے گواہ ساقط اور چیز جس کے قبضہ میں ہے اُسی کے پاس چھوڑ دی جائے گی۔ پھر اگر دونوں جانب کے گواہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ چیز خریدی اور ثمن ادا کر دیا تو ادلا بدلا ہو گیا یعنی کوئی دوسرے سے ثمن واپس نہیں پائے گا۔ دونوں فریقوں نے صرف خریدنا ہی بیان کیا ہو یا خریدنا اور قبضہ کرنا دونوں باتوں کو ثابت کیا ہو دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم ہے یعنی دونوں جانب کے گواہ ساقط اور اگر دونوں جانب کے گواہوں نے وقت بیان کیا ہے اور جائدادِ مُتنازَع فیہا[7] غیر منقولہ[8] ہے اور بیع کے ساتھ قبضہ کو ذکر نہیں کیا ہے اور خارج کا وقت مقدم ہے تو ذوالید مستحق قرار پائے گا یعنی خارج نے ذوالید سے خرید کر قبل قبضہ ذوالید کے ہاتھ بیع کر دی اور قبضہ سے قبل بیع کر دینا غیر منقول میں درست ہے اور اگر ہر ایک کے گواہ نے قبضہ بھی بیان کر دیا ہو جب بھی ذوالید کے لیے فیصلہ ہوگا کیونکہ قبضہ کے بعد خارج نے ذوالید کے ہاتھ بیع کر دی اور یہ بالاجماع جائز ہے اور اگر گواہوں

---

[1] ......جھگڑا، اختلاف۔ [2] ......تیسرا شخص۔

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۰۹، ۴۱۱.

[4] ......المرجع السابق، ص۴۰۹.

[5] ......سفیدی اور دریا کی ریت سے تیار کیا ہوا چونا جو پلاستر میں استعمال کیا جاتا ہے۔

[6] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۱۵.

[7] ......وہ جائداد جس میں اختلاف ہے۔ [8] ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو۔

نے تاریخ بیان کی اور ذوالید کی تاریخ مقدم ہے تو خارج کے موافق فیصلہ ہوگا یعنی ذوالید نے اُسے خرید کر پھر خارج کے ہاتھ بیع کر دیا۔[1] (ہدایہ، بحر)

مسئلہ ۳۴: بکر نے دعویٰ کیا کہ میں نے عمرو سے یہ مکان ہزار روپے میں خریدا ہے اور عمرو کہتا ہے میں نے بکر سے ہزار روپے میں خریدا ہے اور وہ مکان زید کے قبضہ میں ہے زید کہتا ہے مکان میرا ہے میں نے عمرو سے ہزار روپے میں خریدا ہے اور سب نے اپنے اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کیا مکان زید ہی کو دیا جائے گا ان دونوں کو ساقط کر دیا جائے گا۔[2] (بحر)

مسئلہ ۳۵: دو شخصوں نے دعویٰ کیا ایک کہتا ہے میں نے یہ چیز فلاں سے خریدی ہے دوسرا کہتا ہے کہ اُسی نے مجھے ہبہ کی ہے یا صدقہ کی ہے یا میرے پاس رہن رکھی ہے اگرچہ ساتھ ساتھ قبضہ دلانے کا بھی ذکر کرتا ہو اور دونوں نے اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کر دیا ان سب صورتوں میں خریدنے کو سب پر ترجیح ہے یہ اُس صورت میں ہے کہ تاریخ کسی جانب نہ ہو یا دونوں کی ایک تاریخ ہو اور اگر ان چیزوں کی تاریخ مقدم ہے تو یہی زیادہ حقدار ہیں اور اگر ایک ہی جانب تاریخ ہے تو جدھر تاریخ ہے وہ اولےٰ ہے یہ اُس وقت ہے کہ ایسی چیز میں نزاع ہو جو قابلِ قسمت[3] نہ ہو جیسے غلام، گھوڑا وغیرہ اور اگر وہ چیز قابلِ قسمت ہے جیسے مکان تو اگر مشتری کے لیے اس میں حصہ قرار دیا جائے گا تو ہبہ باطل ہو جائے گا یعنی جس صورت میں دونوں کو چیز دلائی جاتی ہے ہبہ باطل ہے کہ مشاع قابلِ قسمت کا ہبہ صحیح نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: خریداری کو ہبہ وغیرہ پر اُس وقت ترجیح ہے کہ ایک ہی شخص سے دونوں نے اُس چیز کا ملنا بتایا اور اگر زید کہتا ہے میں نے بکر سے خریدی ہے اور عمرو کہتا ہے مجھے خالد نے ہبہ کی تو کسی کو ترجیح نہیں دونوں برابر کے حقدار ہیں۔[5] (بحر)

مسئلہ ۳۷: ہبہ میں عوض ہے تو یہ بیع کے حکم میں ہے یعنی اگر ایک خریدنے کا مدعی ہے دوسرا ہبہ بالعوض[6] کا، دونوں برابر ہیں نصف نصف دونوں کو ملے گی ہبۂ مقبوضہ[7] اور صدقۂ مقبوضہ دونوں مساوی ہیں۔[8] (بحر)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب ما يدّعيه الرجلان، ج٢، ص١٧١.
و"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٧، ص٤١٧.

2 ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٧، ص٤١٧.

3 ......تقسیم کے قابل۔

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص٣٧٩، ٣٨٠.

5 ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٧، ص٤٠٦.

6 ......ایسا ہبہ جس میں عوض مشروط ہو۔ 7 ......وہ ہبہ جس پر قبضہ ہو چکا ہو۔

8 ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٧، ص٤٠٧.

مسئلہ ۳۸: ایک شخص نے ذوالید پر دعویٰ کیا کہ اس چیز کو میں نے فلاں سے خریدا ہے اور ایک عورت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اُس نے اس چیز کو میرے نکاح کا مہر قرار دیا ہے اس صورت میں دونوں برابر ہیں۔ مہر کو رہن و ہبہ وصدقہ سب پر ترجیح ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۳۹: رہن مع القبض [2] ہبہ بغیر عوض سے قوی ہے اور اگر ہبہ میں عوض ہے تو رہن سے اولیٰ ہے۔[3] (بحر، در)

مسئلہ ۴۰: زید کے پاس ایک چیز ہے۔ عمرو [4] دعویٰ کرتا ہے کہ اُس نے مجھ سے غصب کرلی ہے اور بکر دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اس کے پاس امانت رکھی ہے یہ دیتا نہیں اور دونوں نے ثابت کردیا دونوں برابر کے شریک کردیے جائیں کیونکہ امانت کو دینے سے امین انکار کردے تو وہ بھی غصب ہی ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۱: دو خارج نے مِلک مورخ کا دعویٰ کیا یعنی ہر ایک اپنی ملک کہتا ہے اور اس کے ساتھ تاریخ بھی ذکر کرتا ہے یا دونوں ذوالید کے سوا ایک شخص ثالث سے خریدنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور تاریخ بھی بتاتے ہیں ان دونوں صورتوں میں جس کی تاریخ مقدم ہے وہی حقدار ہے خارج اور ذوالید میں نزاع ہے ہر ایک ملک مورخ کا مدعی ہے تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہی حقدار ہے اور اگر دونوں مدعیوں نے دو بائع سے خریدنا بتایا تو چاہے وقت بتائیں یا نہ بتائیں تقدُّم تاخر ہو یا نہ ہو بہر حال دونوں برابر ہیں ترجیح کسی کو نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۲: ایک طرف گواہ زیادہ ہوں اور دوسری طرف کم مگر اُدھر بھی دو ہوں تو جس طرف زیادہ ہوں اُس کے لیے ترجیح نہیں یعنی نصابِ شہادت کے بعد کمی زیادتی کا لحاظ نہیں ہوگا مثلاً ایک طرف دو گواہ ہوں دوسری طرف چار تو چار والے کو ترجیح نہیں دونوں برابر قرار دیے جائیں گے اس لیے کہ کثرتِ دلیل کا اعتبار نہیں بلکہ قوت کا لحاظ ہے یو ہیں ایک

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۰۷.

[2] ......وہ رہن جس پر قبضہ ہو۔

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۰۸.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۰.

[4] ......اسے عَمْرُ پڑھتے ہیں اس میں واو پڑھا نہیں جاتا صرف لکھا جاتا ہے۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۷.

[6] ......المرجع السابق، ص۳۸۱، ۳۸۲.

طرف زیادہ عادل ہوں مگر دوسری طرف والے بھی عادل ہیں ان میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔ [1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۴۳: انسان جتنے ہیں سب آزاد ہیں جب تک غلام ہونے کا ثبوت نہ ہو آزاد ہی تصور کیے جائیں گے کہ یہی اصلی حالت ہے مگر چار مواقع ایسے ہیں کہ اُن میں آزادی کا ثبوت دینا پڑے گا۔ شہادت حدود قصاص قتل۔ مثلاً ایک شخص نے گواہی دی فریق مقابل اُس پر طعن کرتا ہے کہ یہ غلام ہے اس وقت اُس کا فقط کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ میں آزاد ہوں جب تک ثبوت نہ دے یا ایک شخص پر زنا کی تہمت لگائی اُس نے دعویٰ کر دیا یہ کہتا ہے کہ وہ غلام ہے تو حدِ قذف قائم کرنے کے لیے یہ ضرور ہے کہ وہ اپنی آزادی ثابت کرے۔ اسی طرح کسی کا ہاتھ کاٹ دیا ہے یا خطاءً قتل واقع ہوا تو اُس دست بریدہ [2] یا مقتول کے آزاد ہونے کا ثبوت دینے پر قصاص یا دیت کا حکم ہوگا۔ ان چار جگہوں کے علاوہ اُس کا کہہ دینا کافی ہوگا کہ میں آزاد ہوں اسی کا قول معتبر ہوگا۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

قبضہ کی بنا پر فیصلہ

مسئلہ ۱: کسی کی زمین میں بغیر بوئے ہوئے غلّہ جم آیا جیسا کہ اکثر دھان [4] کے کھیتوں میں دیکھا جاتا ہے کہ فصل کاٹنے کے وقت کچھ دھان گر جاتے ہیں پھر دوسرے سال یہ اُگ جاتے ہیں یہ پیداوار مالک زمین کی ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: ایک شخص کی نہر ہے جس کے کنارہ پر بندا [6] ہے اور بندے کے بعد کی زمین جو اُس سے متصل ہے دوسرے کی ہے اس بندے کے متعلق دونوں دعویٰ کرتے ہیں ہر ایک اپنی ملک بتاتا ہے۔ مگر نہ تو زمین جسکی ہے اُس کا ہی قبضہ ثابت ہے کہ اس کے اُس پر درخت ہوتے اور مالک نہر کا بھی قبضہ ثابت نہیں ہے کہ نہر کی مٹی اُس پر پھینکی گئی ہوتی۔ صورتِ مذکورہ میں بند زمین والے کا قرار پائے گا۔ [7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب ما يدّعيه الرجلان، ج٢، ص ١٧١.
و"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص ٣٨٢.

[2] ......جس کا ہاتھ کاٹ دیا ہے۔

[3] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص ٣٨٧.

[4] ......چاول۔

[5] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب التاسع في دعوى الرجلين، الفصل الرابع، ج٤، ص ٩٥.

[6] ......**"بند"** جو پانی وغیرہ روکنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب التاسع في دعوى الرجلين، الفصل الرابع، ج٤، ص ٩٥.

مسئلہ ۳: سیلاب میں مٹی ڈھل کر کسی کی زمین میں جمع ہوگئی۔ اس کا مالک مالکِ زمین ہے۔[1] (عالمگیری) یوہیں برسات میں پانی کے ساتھ مٹی ڈھل کر بہتی ہے اور گڑھوں میں جب پانی ٹھہر جاتا ہے تہ نشین ہو جاتی ہے۔ یہ مٹی اُسی کی مِلک ہے جس کی مِلک میں جمع ہوئی۔

مسئلہ ۴: پن چکی میں جب آٹا پِستا ہے کچھ اُڑ جاتا ہے پھر وہ زمین پر جمع ہو جاتا ہے صحیح یہ ہے کہ یہ آٹا جو اُٹھالے اُسی کا ہے۔[2] (عالمگیری) آجکل عموماً چکی والوں نے قاعدہ مقرر کر رکھا ہے کہ جو آٹا پسوانے آتا ہے اُسے فی من آدھ سیر یا سیر بھر کم دیتے ہیں کہتے ہیں یہ چھیج[3] ہے اکثر اس سے بہت کم اڑتا ہے اور یہ چھیج کی مقدار بہت زیادہ روزانہ جمع ہو جاتی ہے جس کو وہ بیچتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ ملکِ غیر پر[4] بلاوجہ[5] قبضہ وتصرُّف ہے صرف اُتنا ہی کم ہونا چاہیے جو اُڑ گیا اور کچھ دیر کے بعد دیوار و زمین پر جمع ہو جاتا ہے جس کو جھاڑ کر اکٹھا کر لیتے ہیں۔

مسئلہ ۵: ڈلاؤ جہاں کوڑا پھینکا جاتا ہے راکھ اور گوبر بھی وہاں پھینکتے ہیں جو یہاں سے اُس کو اُٹھالے وہی مالک ہے۔ مالکِ زمین کی یہ مِلک نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ایک شخص کپڑا پہنے ہوئے ہے۔ دوسرا اُس کا دامن یا آستین پکڑے ہوئے ہے قبضہ پہننے والے کا ہے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے دوسرا لگام پکڑے ہوئے ہے سوار کا قبضہ ہے۔ ایک شخص زین پر سوار ہے دوسرا اس کے پیچھے سوار ہے زین والا قابض ہے۔ ایک شخص کا اونٹ پر سامان لدا ہوا ہے دوسرے کی صرف صراحی اُس پر لٹکی ہوئی ہے سامان والا زیادہ حقدار ہے۔ بچھونے پر ایک شخص بیٹھا ہے دوسرا اُسے پکڑے ہوئے ہے دونوں برابر ہیں۔ جس طرح دونوں اُس پر بیٹھے ہوں یا دونوں زین پر سوار ہوں تو دونوں برابر قابض مانے جاتے ہیں اسی طرح ایک شخص کپڑے کو لیے ہوئے ہے دوسرے کے ہاتھ میں کپڑے کا تھوڑا حصہ ہے دونوں یکساں قابض ہیں اور ایک مکان میں دو شخص بیٹھے ہوئے ہیں تو محض بیٹھا ہونا قبضہ نہیں دونوں یکساں ہیں۔[7] (ہدایہ، درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الرابع، ج٤، ص٩٥.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......کمی، نقصان۔ [4] ......غیر کی ملکیت پر۔ [5] ......بغیر کسی وجہ کے۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الرابع، ج٤، ص٩٥.

[7] ......"الهدایة"، کتاب الدعویٰ، باب مایدّعیه الرجلان، فصل فی التنازع بالأیدی، ج٢، ص١٧٢.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج٨، ص٣٨٧.

مسئلہ ۷: اونٹوں کی قطار کو ایک شخص کھینچے لیے جارہا ہے اور اس قطار میں سے ایک شخص ایک اونٹ پر سوار ہے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ یہ سب اونٹ میرے ہیں اگر یہ اونٹ سوار کے بار برداری کے[1] ہوں تو سب سوار کے ہیں اور کھینچنے والا اجیر[2] ہے اور اگر وہ سب ننگی پیٹھ ہوں تو جس پر وہ سوار ہے وہ سوار کا ہے۔ باقی سب دوسرے کے ہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: لوگوں نے دیکھا کہ مکان میں سے ایک شخص نکلا جسکی پیٹھ پر گٹھری بندھی ہے صاحب خانہ کہتا ہے گٹھری میری ہے وہ کہتا ہے میری ہے اگر معلوم ہے کہ یہ اس چیز کا تاجر ہے جو گٹھری میں ہے مثلاً پھیری کرکے کپڑے بیچتا ہے اور گٹھری میں کپڑے ہیں تو گٹھری اسکی ہے ورنہ صاحبِ خانہ کی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: دیوار اُسکی ہے جس کی کڑیاں[5] اُس پر ہوں یا وہ دیوار اسکی دیوار سے اس طرح متصل ہو کہ اسکی اینٹیں اُس میں اور اُسکی اس میں متداخل ہوں اس کو اتصال تربیع کہتے ہیں اور اگر اسکی دیوار سے متصل ہو مگر اُسطرح نہیں تو اُسکی نہیں یو ہیں اگر اس نے دیوار پر ٹھار رکھ لیا تو اس سے قبضہ ثابت نہ ہوگا یعنی دو پروسیوں میں دیوار کے متعلق نزاع[6] ہے ایک نے اُس پر ٹھار رکھ لیا ہے دوسرے نے کچھ نہیں تو دیوار میں دونوں برابر کے شریک قرار پائیں گے۔ اور اگر ان میں ایک کی کڑیاں ہوں بلکہ ایک ہی کڑی دیوار پر ہو تو اُسی کا قبضہ تصور کیا جائے گا۔[7] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۰: دیوار پر ایک شخص کی کڑیاں ہیں اور دوسرے کی دیوار سے اتصال تربیع ہے تو اتصال والے کی قرار دی جائے گی مگر جس کی کڑیاں ہیں اُس کو کڑیاں رکھنے کا حق حاصل رہے گا وہ شخص اس سے نہیں روک سکتا۔ دیوار کے متعلق نزاع ہے دونوں کی اس پر کڑیاں ہیں مگر ایک کی ہاتھ دو ہاتھ نیچے ہیں دوسرے کی اوپر ہیں تو دیوار اسکی ہے جس کی کڑیاں نیچے ہیں مگر اوپر والے کو کڑی رکھنے سے منع نہیں کرسکتا۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: دیوار متنازع فیہ[9] ایک شخص کی دیوار سے متصل ہے اگرچہ اِتصال تربیع نہیں بلکہ محض ملی ہوئی ہے

---

[1] ......بوجھ لادنے کے۔ [2] ......اجرت پر کام کرنے والا، ملازم، نوکر، مزدور۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوى، الباب التاسع في دعوى الرجلين، الفصل الرابع، ج٤، ص٩٦.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......کڑی کی جمع شہتیر۔ [6] ......جھگڑا، اختلاف۔

[7] ......"الهداية"، كتاب الدعوى، باب مايدّعيه الرجلان، فصل في التنازع بالأيدي، ج٢، ص١٧٢، ١٧٣.
و"الدرالمختار"، كتاب الدعوى، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص٣٨٩.

[8] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الدعوى، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص٣٩٠.

[9] ......جس دیوار کے متعلق جھگڑا ہے۔

اور دوسرے کی دیوار سے اتنا بھی لگاؤ نہیں تو جس کی دیوار سے اتصال ہے وہ حقدار ہے۔[1] (نتائج)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے اپنے مکان کی کڑیاں دوسرے کی دیوار پر رکھنے کی اجازت مانگی اُس نے اجازت دے دی اس کے بعد مالک دیوار نے اپنا مکان بیچ ڈالا خریدار اُس سے کہتا ہے کہ تم میری دیوار سے کڑیاں اُٹھالو اُس کو اُٹھانی ہوں گی یوہیں مکان کے نیچے تہ خانہ بنالیا ہے اور مشتری اُسے بند کرنے کو کہتا ہے تو بند کراسکتا ہے۔ ہاں اگر بائع نے فروخت کرنے کے وقت یہ شرط کردی تھی کہ اوس کی کڑیاں یا تہ خانہ رہے گا تو اب مشتری کو منع کرنے کا حق نہیں رہا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: دوسرے کی دیوار پر بطورِ ظلم وتعدی کڑیاں رکھ لی ہیں۔ اوس نے مکان بیع کیا یا کرایہ پر دیا یا اس سے مصالحت کرلی یا اس کے اس فعل کو معاف کردیا پھر بھی ہٹانے کا مطالبہ کرسکتا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: دیوار پر دو شخصوں کی کڑیاں ہیں ہر ایک اپنی اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے اگر گواہوں سے ملک ثابت نہ ہو صرف اس علامت سے ملک ثابت کرنا چاہتے ہیں تو اگر دونوں کی کم از کم تین تین کڑیاں ہیں تو دیوار دونوں میں مشترک ہے اور اگر ایک کی تین سے کم ہوں تو دیوار اُس کی قرار دی جائے جسکی زیادہ کڑیاں ہوں اور اس کو کڑی رکھنے کا حق ہے اس سے نہیں منع کرسکتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۵: دو مکانوں کے درمیان دیوار ہے جس کا ہر ایک مدعی ہے اوس دیوار کا رخ ایک طرف ہے دوسری طرف پچھیت[5] ہے وہ دیوار دونوں کی قرار پائیگی یہ نہیں کہ جس کی طرف اسکا رخ ہے اُسی کی ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: دیوار دو شخصوں میں مشترک ہے اوس کا ایک کنارہ گر گیا جس سے معلوم ہوا کہ دو دیواریں ہیں ایک دیوار دوسری کے ساتھ چپکی ہوئی ہے ایک طرف والا یہ چاہتا ہے کہ اپنی طرف کی دیوار ہٹادے اگر وہ دونوں یہ کہہ چکے ہوں کہ دیوار مشترک ہے تو دونوں دیواریں مشترک مانی جائیں گی کسی کو دیوار ہٹانے کا اختیار نہیں۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"نتائج الأفکار"تکملة "فتح القدیر"، کتاب الدعویٰ،باب مایدّعیه الرجلان،فصل فی التنازع بالأیدی، ج۷،ص۲٦۷،۲٦۸.

[2] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ،باب دعوی الرجلین، ج۸،ص۳۹۰.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ،باب دعوی الرجلین، ج۸،ص۳۹۰.

[4] ......"الهدایة"، کتاب الدعویٰ،باب مایدّعیه الرجلان،فصل فی التنازع بالأیدی، ج۲،ص۱۷۳.

[5] ......پچھلاحصہ۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ،الباب العاشرفی دعوی الحائط، ج٤،ص۹۹.

[7] ......المرجع السابق،ص۱۰۰.

مسئلہ ۱۷: دیوار مشترک ہے اُس پر ایک کی کڑیاں وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جس کا بوجھ ہے وہ دیوار اُس کی جانب کو جھکی جس کا دیوار پر کوئی سامان نہیں ہے اُس نے لوگوں کو گواہ کرکے دوسرے سے کہا کہ اپنا سامان اوتار لو ورنہ دیوار گرنے سے نقصان ہوگا اُس نے باوجود قدرت سامان نہیں اوتارا دیوار گرگئی اور اس کا نقصان ہوا اگر اوس وقت جب اس نے کہا تھا دیوار خطرناک حالت میں تھی اُس پر ان چیزوں کا نصف تاوان[1] لازم ہوگا جو نقصان ہوئیں۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۱۸: دیوار مشترک گرگئی ایک کے بال بچے ہیں پردہ کی ضرورت ہے وہ چاہتا ہے دیوار بنائی جائے تاکہ بے پردگی نہ ہو دوسرا انکار کرتا ہے اگر دیوار اتنی چوڑی ہے کہ تقسیم ہوسکتی ہے یعنی ہر ایک کے حصہ میں اتنی چوڑی زمین آسکتی ہے جس میں پردہ کی دیوار بن جائے تو زمین تقسیم کردیجائے یہ اپنی زمین میں پردہ کی دیوار بنالے اور اتنی چوڑی نہ ہو تو دوسرا دیوار بنانے پر مجبور کیا جائے گا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۹: دیوار مشترک کو دونوں شریکوں نے متفق ہوکر گرایا ایک شریک پھر سے بنانا چاہتا ہے دوسرا صرفہ دینے سے انکار کرتا ہے کہتا ہے مجھے اس دیوار پر کچھ رکھنا نہیں ہے لہٰذا میں صرفہ نہیں دوں گا پہلا شخص دیوار بنانے میں جو کچھ خرچ کریگا اوس کا نصف دوسرے کو دینا ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: ایک وسیع مکان ہے جو بہت سے دالان اور کمروں پر مشتمل ہے ان میں سے ایک کمرہ ایک کا ہے باقی تمام کمرے دوسرے کے ہیں صحن مکان کے متعلق دونوں میں نزاع ہے صحن دونوں کو برابر دیا جائیگا۔ کیونکہ صحن کے استعمال میں دونوں برابر ہیں مثلاً آنا جانا اور دھوون وضو وغیرہ کا پانی گرانا ایندھن ڈالنا خانہ داری کے سامان[5] رکھنا۔[6] (ہدایہ) یہ اُس صورت میں ہے جب یہ معلوم نہ ہو کہ صحن میں کس کی کتنی ملک ہے اور اگر معلوم ہو کہ ہر ایک کی ملک اتنی ہے تو تقسیم بقدر ملک ہوگی مثلاً مکان ایک شخص کا ہے وہ مرگیا اور وہ مکان ورثہ میں تقسیم ہوا کسی کو کم ملا کسی کو زیادہ تو صحن کی تقسیم بھی اسی طرح ہوگی مثلاً ایک کو ایک کمرہ ملا دوسرے کو دو تو صحن میں بھی ایک کو ثلث دوسرے کو دو ثلث۔[7] (ردالمحتار)

---

[1] ...... بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر صرف ''تاوان'' لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل میں ''نصف تاوان'' مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں درستگی کی ہے۔... **علمیہ**

[2] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب فی الحیطان...إلخ، ج۲، ص۱۹۳.

[3] ......المرجع السابق، ص۱۹۲.

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعوی، الباب العاشر فی دعوی الحائط، ج٤، ص۱۰۲.

[5] ......گھریلو سامان۔

[6] ......"الھدایة"، کتاب الدعویٰ، باب مایدّعیه الرجلان، فصل فی التنازع بالأیدی، ج۲، ص۱۷۳.

[7] ......"ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۰.

مسئلہ ۲۱: گھاٹ اور پانی میں نزاع ہوا ایک کے کھیت زیادہ ہیں اور ایک کے کم تو اس کی تقسیم کھیتوں کے لحاظ سے ہوگی جس کے کھیت زیادہ ہیں وہ زیادہ کا مستحق ہے اور جس کے کم ہیں کم کا مستحق۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: غیر منقول[2] میں قبضہ کا ثبوت گواہوں سے ہوگا یا مالکانہ تصرف سے ہوگا مثلاً زمین میں اینٹ تھاپنا، گڑھا کھودنا یا عمارت بنانا تصرّف ہے جس کا یہ تصرف ہے وہی قابض ہے۔ اس میں قبضہ کا ثبوت تصادق سے نہیں ہوگا نہ قسم سے انکار پر ہوگا۔[3] (درر، غرر، شرنبلالی)

مسئلہ ۲۳: ایک چیز کے متعلق فی الحال ملک کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے زمانہ گزشتہ میں اسکی ملک ہونا بیان کیا گواہی معتبر ہے یعنی دعویٰ اور شہادت میں مخالفت نہیں ہے بلکہ زمانہ گزشتہ کی ملک اس وقت بھی ثابت مانی جائیگی جب تک اُس کا زائل ہونا ثابت نہ ہو۔[4] (درمختار)

دعوائے نسب کا بیان

مسئلہ ۱: ایک بچہ کی نسبت عمرو نے بیان کیا کہ یہ زید کا بیٹا ہے پھر کچھ دنوں کے بعد کہتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے یہ لڑکا عمرو کا بیٹا کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا اگرچہ زید بھی اسکے بیٹے ہونے سے انکار کرتا ہو یعنی دوسرے کی طرف منسوب کردینے کے بعد اپنی طرف منسوب کرنے کا حق ہی نہیں باقی رہتا۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: ایک لڑکے کی نسبت کہا یہ میرا لڑکا ہے پھر کہا میرا نہیں ہے یہ دوسرا قول باطل ہے یعنی نسب کا اقرار کرلینے کے بعد نسب ثابت ہوجاتا ہے لہٰذا اب انکار نہیں کرسکتا یہ اُس وقت ہے کہ لڑکے نے اس کی تصدیق کرلی ہے اور اگر اُس نے تصدیق نہیں کی ہے تو نسب ثابت نہیں ہاں اگر لڑکے نے پھر اُس کی تصدیق کرلی تو نسب ثابت ہوگیا کیونکہ وہ تو اقرار کرچکا ہے اُس کے بعد انکار کرنے کی گنجائش ہی نہیں۔[6] (درر، غرر)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۰.

[2] ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہوسکے۔

[3] ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، الجزء الثانی، ص۳۵۰.
و"غنیۃ ذوی الأحکام" ھامش علی "دررالحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، الجزء الثانی، ص۳۵۰.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۱.

[5] ......"الھدایۃ"، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، ج۲ ص۱۷۵.

[6] ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص۳۵۲.

مسئلہ ۳: باپ نے نسب کا اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ یہ لڑکا میرا بیٹا ہے پھر اپنے اس اقرار ہی سے منکر ہے کہتا ہے میں نے اقرار نہیں کیا ہے بیٹا گواہوں سے ثابت کرسکتا ہے اس بارہ میں شہادت مقبول ہے اور ایک شخص نے یہ اقرار کیا تھا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے یہ اقرار بیکار ہے۔[1] (درر، غرر)

مسئلہ ۴: دو توام بچے (جوڑواں) پیدا ہوئے یعنی دونوں ایک حمل سے پیدا ہوئے، دونوں کے مابین چھ ماہ سے کم کا فاصلہ ہے ان میں سے ایک کے نسب کا اقرار دوسرے کا بھی اقرار ہے ایک کا نسب جس سے ثابت ہوگا دوسرے کا بھی اُسی سے ثابت ہوگا۔[2] (درر)

مسئلہ ۵: ایک شخص نے کہا میں فلاں کا وارث نہیں ہوں پھر کہتا ہے میں اُسکا وارث ہوں اور میراث پانے کی وجہ بھی بیان کرتا ہے یہ دعویٰ صحیح ہے اور یہاں تناقض مانع دعویٰ نہیں کہ نسب میں تناقض معاف ہے اور اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ لوگ میرے چچازاد بھائی ہیں یہ دعویٰ صحیح نہیں جب تک دادا کا نام نہ بتائے اور بھائی کا دعویٰ کیا تو اس کے لیے دادا کا نام ذکر کرنا ضرور نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶: یہ دعویٰ کیا کہ فلاں میرا بھائی ہے یا اس کے علاوہ اُس قسم کے دعوے کہ مدعیٰ علیہ اقرار بھی کرے تو لازم نہیں، یہ دعوے مسموع نہ ہونگے[4] جب تک مال کا تعلق نہ ہو مثلاً اس نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے اُس نے انکار کردیا کہ اُس کا بھائی نہیں ہوں قاضی دریافت کرے گا کیا اُس کے پاس تیرے باپ کا ترکہ ہے جس کا تو دعویٰ کرنا چاہتا ہے یا نفقہ یا اور کوئی حق ہے کہ بغیر بھائی بنائے ہوئے اُس حق کو نہیں لے سکتا اگر کہے گا کہ ہاں میرا مطلب یہی ہے تو ثبوت نسب پر گواہ لیے جائیں گے اور مقدمہ چلے گا ورنہ مقدمہ کی سماعت نہ ہوگی۔ اور اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں میرا باپ ہے وہ انکار کرتا ہے تو مال یا حق کا تعلق ہو یا نہ ہو بہر حال دعوے کی سماعت ہوگی اور گواہوں سے نسب ثابت کیا جائے گا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: نسب و وراثت کا دعویٰ ہے گواہوں سے نسب ثابت کرنا چاہتا ہے اس کے لیے خصم[6] ہونا ضروری ہے

---

[1] ......"دررالحکام" و "غررا لأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص۳۵۲.

[2] ......"دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص۳۵۲.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، ج۸، ص۳۹۷.

[4] ......یعنی محض ان دعووں کی وجہ سے مقدمہ نہیں چلے گا۔

[5] ......"ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، ج۸، ص۳۹۸.

[6] ......مدمقابل۔

وارث یا دائن یا مدیون یا موصیٰ لہ یا وصی کے مقابل میں ثبوت پیش کرنا ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸: مدعی نے ایک شخص کو حاضر کر کے یہ دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا اس پر فلاں حق ہے وہ اقرار کرے یا انکار بہرحال اس کو گواہوں سے نسب ثابت کرنا ہوگا اور اگر اپنے باپ کی میراث کا اُس پر دعویٰ کیا اور اُس نے اقرار کرلیا حکم دیا جائے گا کہ مدعی کو دیدے اور یہ فیصلہ اسی تک محدود ہے اس کے باپ سے تعلق نہیں اُس کا باپ فرض کرو زندہ تھا اور آگیا تو جس نے اُس کا مال دیا ہے اُس سے وصول کرے گا اور وہ بیٹے سے لے گا اور اگر وہ شخص جس کو لایا ہے منکر ہے تو اس سے کہا جائے گا تو گواہوں سے اپنے باپ کا مرنا ثابت کرا اور یہ کہ تو اُس کا وارث ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۹: ایک بچہ کے متعلق ایک مسلم اور ایک کافر دونوں دعویٰ کرتے ہیں مسلمان کہتا ہے یہ میرا غلام ہے اور کافر کہتا ہے میرا بیٹا ہے وہ بچہ آزاد اور اُس کافر کا بیٹا قرار دیا جائے گا اور اگر مسلمان نے پہلے دعویٰ کردیا ہے تو مسلمان کا غلام قرار دیا جائے گا اور اگر مسلمان و کافر دونوں نے اُس کے بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تو مسلم کا بیٹا قرار دیا جائے گا۔[3] (درر، غرر)

مسئلہ ۱۰: شوہر والی عورت ایک بچہ کی نسبت کہتی ہے یہ میرا بچہ ہے اُس کا یہ دعویٰ درست نہیں جب تک ولادت کی شہادت کوئی عورت نہ دے اور دائی کی تنہا شہادت اس بارہ میں کافی ہے کیونکہ یہاں فقط اتنی ہی بات کی ضرورت ہے کہ یہ بچہ اس عورت سے پیدا ہے رہا نسب اُس کے لیے شہادت کی ضرورت نہیں شوہر والی ہونا کافی ہے اور اگر عورت مُعتدَّہ[4] ہو تو شہادت کامل کی ضرورت ہے یعنی دو مرد یا ایک مرد، دو عورت، مگر جب کہ حمل ظاہر ہو یا شوہر نے حمل کا اقرار کیا ہو تو وہی ولادت کی شہادت ایک عورت کی کافی ہوگی۔ اور اگر نہ شوہر والی ہو نہ مُعتدَّہ ہو تو فقط اُس عورت کا کہنا کہ میرا بچہ ہے کافی ہے کیونکہ یہاں کسی سے نسب کا تعلق نہیں۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۱: شوہر والی عورت نے کہا میرا بچہ ہے اور شوہر اُس کی تصدیق کرتا ہے تو کسی شہادت کی ضرورت نہیں نہ مرد کی نہ عورت کی۔[6] (ہدایہ)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۸.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"دررالحکام" و"غررا لأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص۳۵۲.

[4] ......عدت والی۔

[5] ......"الھدایة"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، ج۲، ص۱۷۶.

[6] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۲: بچہ کے متعلق میاں بی بی کا جھگڑا ہے شوہر کہتا ہے یہ میرا بچہ ہے اور دوسری عورت سے ہے اس سے نہیں اور عورت کہتی ہے یہ میرا بچہ ہے اس خاوند سے نہیں بلکہ دوسرے خاوند سے فیصلہ یہ ہے کہ وہ انھیں دونوں کا بچہ ہے۔ یہ اُس وقت ہے کہ بچہ چھوٹا ہے جو بتا نہ سکتا ہو کہ اُس کے باپ ماں کون ہیں اور اگر اتنا ہو کہ اپنے کو بتا سکے تو وہ جس کی تصدیق کرے اُسی کا بیٹا ہے۔[1] (درر، غرر)

مسئلہ ۱۳: لڑکا شوہر کے قبضہ میں ہے اور وہ یہ کہتا ہے یہ میرا لڑکا دوسری بی بی سے ہے عورت کہتی ہے یہ میرا لڑکا تجھی سے ہے یہاں شوہر کا قول معتبر ہے اور اگر لڑکا عورت کے قبضہ میں ہے عورت کہتی ہے یہ میرا لڑکا پہلے شوہر سے ہے اور شوہر کہتا ہے یہ میرا لڑکا تجھ سے ہے اس میں بھی شوہر کا قول معتبر ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: شوہر کے قبضہ میں بچہ ہے اُس نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ دوسری زوجہ[3] سے ہے دوسری عورت سے یہ نسب ثابت ہو گیا اس کے بعد عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میرا بچہ ہے اس سے نسب نہیں ثابت ہوگا اور اگر عورت نے پہلے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ دوسرے شوہر سے ہے اور بچہ عورت کے قبضہ میں ہے اس کے بعد شوہر نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ دوسری عورت سے ہے اگر ان کا باہم نکاح معروف و مشہور ہو دونوں کا قول نامعتبر بلکہ یہ بچہ انھیں دونوں کا قرار پائیگا اور اگر نکاح معروف و مشہور نہ ہو تو عورت کا قول معتبر ہے۔[4] (عالمگیری)

متفرقات

مسئلہ ۱: مدعیٰ علیہ کو جب معلوم ہو کہ مدعی کا دعویٰ حق و درست ہے تو اُسے انکار کرنا جائز نہیں مگر بعض جگہ، وہ یہ ہے کہ مشتری نے مبیع میں عیب کا دعویٰ کیا اگر مدعیٰ علیہ یعنی بائع اقرار کر لیتا ہے تو چیز واپس کر دی جائیگی مگر بائع اپنے بائع پر واپس نہیں کر سکتا یوہیں وصی کو معلوم ہے کہ دَین ہے اور خود ہی اقرار کرلے مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنے کا موقع نہ دے تو یہ دَین خود اسکی ذات پر واجب ہو جائے گا رجوع نہ کر سکے گا۔[5] (درمختار)

---

[1] ......"دررالحكام"و"غررالأحكام"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى النسب، الجزء الثانى، ص٣٥٣.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الرابع عشر فى دعوى النسب، الفصل السادس، ج٤، ص١٢٦.

[3] ......بیوی۔

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الرابع عشر فى دعوى النسب، الفصل السادس، ج٤، ص١٢٦.

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى النسب، ج٨، ص٤٠١.

مسئلہ ۲: حق مجہول پر حلف نہیں دیا جاتا مگران چند مواقع میں وصی یتیم متولیِ وقف قاضی کے نزدیک متہم ہوں۔ رہن مجہول مثلاً ایک کپڑا رہن رکھا۔ دعوائے سرقہ۔[1] دعوائے غصب۔ امین کی خیانت۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: ایک شے کے متعلق خریداری کی خواہش کرنا یعنی یہ کہ میرے ہاتھ بیع کردو یا ہبہ کی خواستگاری[3] کرنا یا یہ درخواست کرنا کہ اسے میرے پاس امانت رکھدو یا میرے کرایہ میں دیدو یہ سب دعوائے مِلک کی مانع ہیں یعنی اب اُس چیز کے متعلق ملک کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔[4] (درر، غرر)

مسئلہ ۴: لونڈی کے متعلق یہ درخواست کی کہ مجھ سے اس کا نکاح کردیا جائے اب اس کے متعلق مِلک کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ حرہ عورت[5] سے نکاح کی خواستگاری کرنا دعوای نکاح کو منع کرتا ہے یعنی اب یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میری زوجہ ہے۔[6] (درر، غرر)

اقرار کا بیان

اقرار کرنے والے نے جس شے کا اقرار کیا وہ اُس پر لازم ہوجاتی ہے قرآن وحدیث واجماع سب سے ثابت ہے کہ اقرار اس امر کی دلیل ہے کہ مقِر[7] کے ذمہ وہ حق ثابت ہے جس کا اُس نے اقرار کیا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ﴾[8]

''جسکے ذمہ حق ہے وہ املا کرے (تحریر لکھوائے) اوراللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ کم نہ کرے۔''

---

[1] ......چوری کا دعویٰ۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، ج۸، ص۴۰۲.

[3] ......درخواست۔

[4] ......"دررالحکام" و"غررا لأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، فصل، الجزء الثانی، ص۳۵۴.

[5] ......آزاد عورت جو لونڈی نہ ہو۔

[6] ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، فصل، الجزء الثانی، ص۳۵۴.

[7] ......اقرار کرنے والا۔

[8] ......پ۳، البقرۃ: ۲۸۲.

اس آیت میں جس پر حق ہے اوس کو اِملا کرنے کا حکم دیا ہے اور اِملا اوس حق کا اقرار ہے لہٰذا اگر اقرار حجت نہ ہوتا تو اس کے املا کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا نیز اس کو اس سے منع کیا گیا کہ حق کے بیان کرنے میں کمی کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے کا اقرار کریگا وہ اُس کے ذمہ لازم ہوگا۔ اور ارشاد فرماتا ہے:

﴿ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ﴾[1]

انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی مدد کرنے کا جو عہد لیا گیا اُس کے متعلق ارشاد ہوا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا اس سے معلوم ہوا کہ اقرار حجت ہے ورنہ اقرار کا مطالبہ نہ ہوتا۔ اور فرماتا ہے:

﴿كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ﴾[2]

''عدل کے ساتھ قائم ہونے والے ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہ بن جاؤ اگرچہ وہ گواہی خود تمہارے ہی خلاف ہو۔''

تمام مفسرین فرماتے ہیں اپنے خلاف شہادت دینے کے معنی اپنے ذمہ حق کا اقرار کرنا ہے۔ حدیثیں اس بارے میں متعدد ہیں۔ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اقرار کی وجہ سے رجم کرنے کا حکم فرمایا۔[3] غامدیہ صحابیہ پر بھی رجم کا حکم اُنکے اقرار کی بنا پر فرمایا۔[4] حضرت اُنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم اس شخص کی عورت کے پاس صبح جاؤ اگر وہ اقرار کرے رجم کردو۔[5] ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اقرار سے جب حدود تک ثابت ہو جاتے ہیں تو دوسرے قسم کے حقوق بدرجۂ اولیٰ ثابت ہونگے۔

فائدہ: بظاہر اقرار مُقِر کے لیے مُضِر ہے[6] کہ اس کی وجہ سے اُس پر ایک حق ثابت و لازم ہو جاتا ہے جواب تک ثابت نہ تھا مگر حقیقت میں مُقِر کے لیے اس میں بہت فوائد ہیں ایک فائدہ یہ ہے کہ اپنے ذمہ سے دوسرے کا حق ساقط کرنا ہے یعنی صاحب حق کے حق سے بری ہو جاتا ہے اور لوگوں کی زبان بندی ہو جاتی ہے کہ اس معاملہ میں اب اس کی مذمت نہیں کرسکتے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جس کی چیز تھی اُس کو دے کر اپنے بھائی کو نفع پہنچایا اور یہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہت

[1] ......پ ۳، ال عمران: ۸۱.

[2] ......پ ٥، النساء: ١٣٥.

[3] ......''صحیح مسلم''، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنیٰ، الحدیث: ١٧ـ(١٦٩٢)، ص ٩٣٠.

[4] ......المرجع السابق، الحدیث: ٢٢، ٢٣ـ(١٦٩٥)، ص ٩٣٢.

[5] ......المرجع السابق، الحدیث: ٢٥ـ(١٦٩٧، ١٦٩٨)، ص ٩٣٤.

[6] ......اقرار کرنے والے کے لیے نقصان دہ ہے۔

بڑا ذریعہ ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ سب کی نظروں میں یہ شخص راست گو ثابت ہوتا ہے اور ایسے شخص کی بندگانِ خدا تعریف کرتے ہیں اور یہ اس کی نجات کا ذریعہ ہے۔

مسئلہ ۱: کسی دوسرے کے حق کا اپنے ذمہ ہونے کی خبر دینا اقرار ہے۔ اقرار اگرچہ خبر ہے مگر اس میں انشا کے معنی بھی پائے جاتے ہیں یعنی جس چیز کی خبر دیتا ہے وہ اس کے ذمہ ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر اپنے حق کی خبر دیگا کہ فلاں کے ذمہ میرا یہ حق ہے یہ دعویٰ ہے اور دوسرے کے حق کی دوسرے کے ذمہ ہونے کی خبر دیگا تو یہ شہادت ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲: ایک چیز جو زید کی ملک میں ہے عمرو کہتا ہے کہ یہ بکر کی ہے عمرو کا یہ اقرار ہے جب کبھی عمر بھر میں عمرو اُسکا مالک ہو جائے بکر کو دینا واجب ہوگا۔ یوہیں ایک غلام کی نسبت یہ کہتا ہے کہ یہ آزاد ہے اقرار صحیح ہے جب کبھی اس غلام کو خریدے گا آزاد ہو جائے گا اور ثمن بائع سے واپس نہیں لے سکتا کیونکہ اس کے اقرار سے بائع کو کیا تعلق۔ کسی مکان کی نسبت کہتا ہے یہ وقف ہے جب کبھی اس کا مالک ہو جائے خواہ خریدے یا اس کو وراثت میں ملے یہ مکان وقف قرار پائے گا اِن مسائل سے معلوم ہوا کہ اقرار خبر ہے انشا ہوتا تو نہ غلام آزاد ہوتا نہ مکان وقف ہوتا نہ اُس چیز کا دینا لازم ہوتا کیونکہ ملک غیر میں انشا صحیح نہیں۔ کسی شخص پر اکراہ کر کے طلاق یا عتاق کا اقرار کرایا گیا، یہ اقرار صحیح نہیں۔ اپنے نصف مکان مشاع کا کسی کے لیے اقرار کیا صحیح ہے عورت نے زوجیت کا بغیر گواہوں کی موجودگی کے اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے۔ یہ سب مسائل بھی اسی کی دلیل ہیں کہ خبر ہے انشا نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: ایک شخص نے کسی بات کا اقرار کیا تو محض اس اقرار کی بنا پر اُس پر دعویٰ نہیں ہو سکتا یعنی مُقَرلہ[3] یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ اُس نے اقرار کیا ہے لہٰذا مجھے وہ حق دلایا جائے کہ یہ ایک خبر ہے اور اس میں کذب[4] کا بھی احتمال ہے ہاں اگر وہ خود اپنی رضامندی سے دیدے تو یہ ایک جدید ہبہ ہوگا اور اگر یہ دعویٰ کرے کہ یہ چیز میری ہے اور اُس نے خود بھی اقرار کیا ہے یا میرا اُس کے ذمہ اتنا ہے اور اُس نے اس کا اقرار بھی کیا تو یہ دعویٰ مسموع[5] ہوگا پھر اگر مدعیٰ علیہ[6] اقرار سے انکار کرے تو اُس کو اُس پر حلف نہیں دیا جائے گا کہ اُس نے اقرار کیا ہے بلکہ اس پر کہ یہ چیز مدعی کی نہیں ہے یا میرے ذمہ اوس کا یہ مطالبہ نہیں ہے ان باتوں سے معلوم ہوا کہ اقرار خبر ہے۔[7] (درمختار)

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج ۸ ص ٤٠٤.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج ۸ ص ٤٠٥.

[3] ......جس کے لئے اقرار کیا گیا۔ [4] ......جھوٹ۔

[5] ......قابل قبول۔ [6] ......جس پر دعویٰ کیا گیا۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج ۸ ص ٤٠٥.

مسئلہ۴: اس کے اِنشا ہونے کے یہ احکام ہیں کہ مُقرلہ نے اقرار کو رد کر دیا تو رد ہو جائے گا اس کے بعد اگر پھر قبول کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا اور قبول کرنے کے بعد اگر رد کرے گا تو رد نہیں ہوگا۔ مُقِر کے اقرار کو رد کر دیا اس کے بعد مُقِر نے دوبارہ اقرار کیا اگر قبول کرے گا تو کرسکتا ہے کیونکہ یہ دوسرا اقرار ہے۔ اقرار کی وجہ سے جو ملک ثابت ہوگی وہ اُن چیزوں میں نہیں ثابت ہوگی جو زوائد ہیں اور ہلاک ہو چکی ہیں مثلاً بکری کا اقرار کیا تو اس کا جو بچہ مر چکا یا خود مُقِر نے ہلاک کر دیا ہے مُقرلہ اُس کا معاوضہ نہیں لے سکتا ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انشا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ۵: مُقرلہ کی ملک نفس اقرار سے ثابت ہو جاتی ہے مُقرلہ کی تصدیق اس کے لیے درکار نہیں البتہ حقِ رد میں یہ تملیکِ جدید ہے رد کرنے سے رد ہو جائے گا اور مُقرلہ نے تصدیق کر لی تو اب رد نہیں ہو سکتا اگر رد کرے بھی تو رد نہ ہوگا۔ اور قبل تصدیق مُقرلہ اُس وقت رد کرسکتا ہے جب خاص اسی مُقرلہ کا حق ہو اور اگر دوسرے کا حق ہو تو اُسے رد نہیں کرسکتا مثلاً ایک شخص نے اقرار کیا کہ یہ چیز میں نے فلاں کے ہاتھ اتنے میں بیع کردی ہے[2] مقرلہ نے رد کر دیا کہہ دیا کہ میں نے تم سے کوئی چیز نہیں خریدی ہے اس کے بعد وہ کہتا ہے میں نے تم سے خریدی ہے اب مُقِر کہتا ہے میں نے تمھارے ہاتھ نہیں بیچی ہے بائع پر وہ بیع لازم ہوگئی کہ بائع و مشتری میں سے ایک کا انکار بیع کے لیے مُضر نہیں دونوں اِنکار کرتے تو بیع فسخ ہو جاتی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۶: جو کچھ اقرار کیا ہے مُقِر پر لازم ہے اس میں شرط خیار نہیں ہو سکتی مثلاً دَین یا عین کا اقرار کیا اور یہ کہہ دیا کہ مجھے تین دن کا خیار حاصل ہے یہ شرط باطل ہے اگرچہ مُقرلہ اسکی تصدیق کرتا ہو اور مال لازم ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۷: اقرار کے لیے شرط یہ ہے کہ اقرار کرنے والا عاقل بالغ ہو اور اِکراہ و جبر کے ساتھ اُس نے اقرار نہ کیا ہو۔ آزاد ہونا اس کے لیے شرط نہیں مگر غلام نے مال کا اقرار کیا فی الحال نافذ نہیں بلکہ آزاد ہونے کے بعد نافذ ہوگا۔ غلام کے وہ اقرار جن میں کوئی تہمت نہ ہو فی الحال نافذ ہیں جیسے حدود و قصاص کے اقرار اور جس اقرار میں تہمت ہو سکے مثلاً مال کا اقرار یہ آزاد ہونے کے بعد نافذ ہوگا ماذون کا وہ اقرار جو تجارت سے متعلق ہے مثلاً فلاں دوکاندار کا میرے ذمہ اتنا باقی ہے یہ فی الحال نافذ ہے اور جو تجارت سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ بعد عتق[5] نافذ ہوگا جیسے جنایت کا اقرار۔ نابالغ جس کو تجارت کی اجازت ہے غلام کے

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، ج ٨ ص ٤٠٦.

[2] ......بیچ دی ہے۔

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الاول فى بيان معناه شرعا...إلخ، ج٤، ص ١٥٧.

[4] ......المرجع السابق، ص١٥٦.

[5] ......آزادی کے بعد۔

حکم میں ہے یعنی تجارت کے متعلق جو اقرار کریگا نافذ ہوگا اور جو تجارت کے قبیل سے نہیں[1] وہ نافذ نہیں مثلاً یہ اقرار کہ فلاں کی میں نے کفالت کی ہے۔[2] نشہ والے نے اقرار کیا اگر نشہ کا استعمال ناجائز طور پر کیا ہے اس کا اقرار صحیح ہے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۸: مُقَر بہ یعنی جس چیز کا اقرار کیا ہے وہ معلوم ہو یا مجہول دونوں صورتوں میں اقرار صحیح ہے مگر اقرار مجہول کا بیان اگر ایسی چیز سے کیا جس میں جہالت مضر ہے تو یہ اقرار صحیح نہیں مثلاً یہ اقرار کیا تھا کہ فلاں شخص کا میرے ذمہ کچھ ہے اور اس کا سبب بیع یا اجارہ بتایا مثلاً میں نے کوئی چیز اُس سے خریدی تھی یا اُس کے ہاتھ بیچی تھی یا اُس کو کرایہ پر دی تھی یا کرایہ پر لی تھی کہ ان سب میں جہالت مضر ہے لہٰذا یہ اقرار صحیح نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۹: اقرار کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ مقر بہ کی تسلیم واجب ہو[5] اگر عین کا اقرار ہے تو بعینہ اسی چیز کی تسلیم واجب ہے اور دَین[6] کا اقرار ہے تو مثل کی تسلیم واجب ہے اور اگر اُسکی تسلیم واجب نہ ہو تو اقرار صحیح نہیں مثلاً کہتا ہے میں نے اُس کے ہاتھ ایک چیز بیع کی ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مُقِر[8] کی جہالت اقرار کو باطل کر دیتی ہے مثلاً یہ کہتا ہے کہ تمہارا ہزار روپیہ ہم میں کسی پر باقی ہے ہاں اگر اپنے ساتھ اپنے غلام کو ملا کر اس طرح اقرار کرے تو صحیح ہے۔ مُقَر لہ کی جہالت اگر فاحش ہے تو اقرار صحیح نہیں ورنہ صحیح ہے جہالت فاحشہ کی مثال یہ ہے کہ میرے ذمہ کسی کے ہزار روپے ہیں۔ تھوڑی سی جہالت ہو اسکی مثال یہ ہے ان دونوں میں ایک کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے مگر مُقِر کو بتانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا ہاں اگر اُن دونوں نے اُس پر دعویٰ کیا تو دونوں کے مقابل میں اُس پر حلف دیا جائے گا۔[9] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۱: مجہول شے کا اقرار کیا مثلاً فلاں کی میرے ذمہ ایک چیز ہے یا اُسکا ایک حق ہے تو بیان کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اُس کو ایسی چیز بیان کرنی ہوگی جس کی کوئی قیمت ہو دریافت کرنے پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ گیہوں کا ایک دانہ مٹی کا ایک ڈھیلا۔

---

[1] ......یعنی تجارت کی قسم سے نہیں۔ [2] ......ضمانت دی ہے۔

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الاقرار، ج۷، ص۴۲۳۔۴۲۴.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۰۸.

[5] ......یعنی جس چیز کا اقرار کیا ہے اس کو سپرد کرنا لازم ہو۔ [6] ......قرض۔

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الاوّل فی بیان معناه شرعاً...إلخ، ج٤، ص١٥٦.

[8] ......بحرالرائق میں اس مقام پر "المقر علیه" مذکور ہے۔...**عِلْمِیه**

[9] ......"البحرالرائق"، کتاب الاقرار، ج۷، ص۴۲۴.

یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک پیسہ اُس کا ہے کیونکہ اسکے لیے قیمت ہے۔ حق کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اُس کا کیا حق تیرے ذمہ ہے اوس نے کہا میری مراد اسلامی حق ہے یہ مقبول نہیں کہ عرف کے خلاف ہے۔[1] (بحر) اگر اُس نے یہ کہا فلاں کا میرے ذمہ حق ہے اسلامی حق بغیر فاصلہ تو یہ بیان مقبول ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: مُقِر نے شے مجہول[3] کا اقرار کیا اور اُس سے بیان کرایا گیا مُقَرلہ یہ کہتا ہے کہ میرا مطالبہ اُس سے زیادہ ہے جو اس نے بیان کیا ہے تو قسم کے ساتھ مُقِر کا قول معتبر ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳: یہ کہا کہ میں نے فلاں کی چیز غصب کی ہے اس کا بیان ایسی چیز سے کرنا ہوگا جس میں تمانُع جاری ہو یعنی دوسرے کی طرف سے رکاوٹ پیدا کی جائے ایسی چیز نہیں بیان کرسکتا جس میں تمانع نہ ہوتا ہو۔ اگر بیان میں یہ کہا کہ میں نے اُس کے بیٹے یا بی بی کو چھین لیا ہے تو مقبول نہیں کہ یہ مال نہیں اور اگر مکان یا زمین کو بتاتا ہے تو مان لیا جائیگا اگرچہ اس میں امام اعظم کے نزدیک غصب نہیں ہوتا مگر عرف میں اسکو بھی غصب کہتے ہیں۔[5] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۴: یہ اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلاں کی ایک چیز ہے اور بیان میں ایسی چیز ذکر کی جو مال متقوم نہیں ہے اور مقرلہ نے اُسکی بات مان لی تو مُقَرلہ کو وہی چیز ملے گی یوہیں غصب میں ایسی چیز بیان کی کہ وہ بیان صحیح نہیں ہے مگر مُقَرلہ نے مان لیا تو اس کو وہی چیز ملے گی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: یہ کہا کہ میرے پاس فلاں کی ودِیعت (امانت) ہے تو اس کا بیان ایسی چیز سے کرنا ہوگا جو امانت رکھی جاتی ہو اور اگر مُقَرلہ دوسری چیز کو امانت رکھنا بتاتا ہے تو مُقِر کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ امانت کا اقرار کیا اور ایک کپڑا لایا کہ یہ میرے پاس امانۃً رکھا تھا اور اس میں میرے پاس یہ عیب پیدا ہوگیا تو اُس پر ضمان واجب نہیں۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الاقرار، ج۷، ص٤٢٤.

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص٤٠٨.

[3] ......نامعلوم چیز۔

[4] ......"الهداية"، کتاب الاقرار، ج۳، ص۱۷۸.

[5] ......المرجع السابق، وغيرها.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الخامس فی الاقرار للمجهول...إلخ، ج٤، ص۱۷۲.

[7] ......المرجع السابق، ص۱۷۳.

مسئلہ ۱۶: اگر مال کا اقرار ہے مثلاً کہا فلاں کا میرے ذمہ مال ہے تو اگرچہ کم و بیش سب کو مال کہتے ہیں مگر عرف میں قلیل کو مال نہیں کہتے کم سے کم اس کا بیان ایک درہم سے کیا جائے۔ اور لفظ مال عظیم سے نصاب زکاۃ کو بیان کرنا ہوگا اس سے کم بیان کریگا تو معتبر نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: مُقِرلہ[2] کو معلوم ہے کہ مُقِر اپنے اقرار میں جھوٹا ہے تو مُقِرلہ کو وہ مال لینا دیانۃً جائز نہیں ہاں اگر مُقِر خوشی کے ساتھ دیتا ہے تو لینا جائز ہے کہ یہ جدید ہبہ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: یہ کہا میرے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر میں یا میرے صندوق میں اُسکی فلاں چیز ہے یہ امانت کا اقرار ہے۔ اور اگر یہ کہا میرا کُل مال اُسکے لیے ہے یا جو کچھ میری ملک ہے اُسکی ہے یہ اقرار نہیں بلکہ ہبہ ہے لہذا اس میں ہبہ کے شرائط کا اعتبار ہوگا کہ قبضہ ہوگیا تو تمام ہے ورنہ نہیں۔ فلاں زمین جس کے حدود یہ ہیں میرے فلاں بچہ کی ہے یہ ہبہ ہے اور اس میں قبضہ کی بھی ضرورت نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: یہ کہا کہ فلاں کے مجھ پر سو روپے ہیں یا میری جانب سو روپے ہیں یہ دین کا اقرار ہے مُقِر یہ کہے کہ وہ روپے امانت ہیں اُس کی بات نہیں مانی جائے گی مگر جب کہ اقرار کے ساتھ متصلاً امانت ہونا بیان کیا تو اُسکی بات معتبر ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۲۰: یہ کہا مجھے فلاں کو دس روپے دینے ہیں اس کہنے سے اس پر دینا لازم نہیں جب تک اس کے ساتھ یہ لفظ نہ کہے کہ وہ میرے ذمہ ہیں یا مجھ پر ہیں یا میری گردن پر ہیں یا وہ دین ہیں یا حق لازم ہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: یہ کہا کہ میرے مال میں یا میرے روپے میں اُس کے ہزار روپے ہیں یہ اقرار ہے پھر اگر یہ ہزار روپے ممتاز ہوں یعنی علیحدہ ہوں تو ودیعت کا اقرار ہے ورنہ شرکت کا۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۰۹.

[2] ......جس کے لیے اقرار کیا ہے۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الاول فی بیان معناه...إلخ، ج٤، ص١٥٦.

[4] ...... "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج٤، ص ٤١١.

[5] ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الاقرار، فصل فیمایکون اقراراً، ج٢، ص٢٠٣.

[6] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٥٧.

[7] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۲۲: عورت نے شوہر سے کہا جو کچھ میرا چاہیے تھا میں نے تم سے پالیا یہ مہر وصول پانے کا اقرار نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: باپ نے یہ کہا میرا یہ مکان میرے چھوٹے بچوں کا ہے یہ لفظ ہبہ کے لیے ہے اور موہوب لہ[2] کا بیان نہیں کیا لہٰذا باطل ہے اور اگر یہ کہا کہ یہ مکان میرے چھوٹے بچوں کا ہے تو اقرار ہے اُس کی اولاد میں تین چھوٹے بچوں کا قرار پائیگا بلکہ اُردو کے محاورہ کے لحاظ سے دو بچوں کا ہوگا یوہیں اگر یہ کہا کہ میرے اس مکان کا ثلث[3] فلاں کے لیے ہے تو ہبہ ہے اور یہ کہا کہ اس مکان کا ثلث فلاں کا ہے تو اقرار ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص نے کہا میرے اتنے روپے تمھارے ذمہ ہیں دو اُس نے کہا تھیلی سلار کھو یہ اقرار نہیں کہ اس سے استہزا[5] مقصود ہوتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص نے کہا تمھارے ذمہ میرے ایک ہزار روپے ہیں اُس نے کہا اُن کو گن کر لے لو یا مجھے اتنے دنوں کی مہلت دو یا میں نے تم کو ادا کر دیے یا تم نے معاف کر دیے یا تم نے مجھ پر صدقہ کر دیے یا تم نے مجھے ہبہ کر دیے یا میں نے تمھیں زید پر اُن کا حوالہ کر دیا تھا یا کہا ابھی میعاد پوری نہیں ہوئی یا کل دونگا یا ابھی میسر نہیں یا کہا تم کس قدر تقاضے کرتے ہو[7] یا واللہ میں تمھیں ادا نہیں کرونگا یا تم مجھ سے آج نہیں لے سکتے یا کہا ٹھہر جاؤ میرا روپیہ آجائے یا میرا نوکر آجائے یا مجھ سے کون لے سکتا ہے یا کسی کو کل بھیج دینا وہ قبضہ کر لے گا ان سب صورتوں میں ایک ہزار کا اقرار ہو گیا بشرطیکہ قرائن سے یہ نہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ بات ہنسی مذاق کی ہے اگر مذاق سے یہ کہا اور گواہ بھی اسکی شہادت دیتے ہوں تو کچھ نہیں اور اگر فقط یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مذاق میں میں نے کہا تو اسکی تصدیق نہیں کی جائیگی۔[8] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: ایک نے دوسرے سے کہا میرے سو روپے جو تمہارے ذمہ ہیں دے دو کیونکہ جن لوگوں کے میرے ذمہ ہیں وہ پیچھا نہیں چھوڑتے دوسرے نے کہا اُن کو مجھ پر حوالہ کر دو یا کہا اُنھیں میرے پاس لاؤ میں ضامن ہو جاؤں گا یا کہا

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثانی فی بيان مايكون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٥٧.

[2] ......جسے ہبہ کیا گیا۔

[3] ......تیسرا حصہ۔

[4] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الاقرار، فصل فيما يكون اقراراً، ج٢، ص ٢٠١، ٢٠٢.

[5] ......ہنسی، مذاق۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثانی فی بيان مايكون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٥٩.

[7] ......مطالبے کرتے ہو۔

[8] ...... "الدرالمختار"، كتاب الاقرار، ج٤، ص ٤١٣.

و"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثانی فی بيان مايكون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٥٩.

کہ قسم کھا جاؤ کہ یہ مال تمھیں نہیں پہنچا ہے یہ سب صورتیں اقرار کی ہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ایک نے دوسرے پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے کہا اُن میں سے کچھ لے چکے ہو یا پوچھا اُن کی میعاد کب ہے یہ ہزار کا اقرار ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: بعض ورثہ پر دعویٰ کیا کہ میت کے ذمہ میرا اتنا قرض ہے اُس نے کہا میرے ہاتھ میں ترکہ میں سے کوئی چیز نہیں ہے یہ دین کا اقرار نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: ایک شخص نے کہا تم نے مجھ سے اتنے روپے ناحق لے لیے اس نے کہا ناحق میں نے نہیں لیے ہیں یہ روپیہ لینے کا اقرار نہیں اور اگر جواب میں یہ کہا کہ میں نے وہ تمھارے بھائی کو دے دیے تو روپیہ لینے کا اقرار ہوگیا اور اس کے بھائی کو دے دیے ہیں اس کا ثابت کرنا اس کے ذمہ ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: دس روپے کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے کہا ان میں سے پانچ دینے ہیں یا ان میں سے پانچ باقی ہیں تو دس روپے لینے کا اقرار ہوگیا اور اگر یہ کہا کہ پانچ باقی رہ گئے ہیں تو دس کا اقرار نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: فلاں کو خبر کر دو یا اُسے بتا دو یا اُس سے کہہ دو یا اُسے بشارت[6] دے دو یا تم گواہ ہو جاؤ کہ میرے ذمہ اُسکے اتنے روپے ہیں ان سب صورتوں میں اقرار ہوگیا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: فلاں شخص کا میرے ذمہ کچھ نہیں ہے اُس سے یہ نہ کہنا کہ اُس کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں یا اُس کو اسکی خبر نہ دینا کہ اُس کے میرے ذمہ اتنے ہیں یہ اقرار نہیں اور اگر پہلا جملہ نہیں کہا صرف اتنا ہی کہا کہ فلاں شخص کو خبر نہ دینا یا اس سے یہ نہ کہنا کہ اُس کے میرے ذمہ اتنے ہیں یہ اقرار ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: یہ کہا کہ میری عورت سے یہ بات مخفی رکھنا کہ میں نے اُسے طلاق دی ہے یہ طلاق کا اقرار ہے اور اگر یہ کہا کہ اُسے خبر نہ دینا کہ میں نے اسکو طلاق دیدی ہے یہ اقرار طلاق نہیں۔[9] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثاني في بيان مايكون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٥٩.

[2] ......المرجع السابق، ص ١٦٠.

[3] ......المرجع السابق، ص ١٦٠.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......خوش خبری۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثاني في بيان مايكون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٢.

[8] ......المرجع السابق.

[9] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۳۴: یہ کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے یا جو چیز میری طرف منسوب ہے وہ فلاں کی ہے یہ اقرار ہے اور اگر یہ کہا کہ میرا کل مال یا جس چیز کا میں مالک ہوں وہ فلاں کے لیے ہے یہ ہبہ ہے اگر اُسے دے دے گا صحیح ہو جائے گا ورنہ نہیں اور دے دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: ایک شخص نے حالت صحت میں یہ اقرار کیا کہ جو کچھ میرے مکان میں فروش[2] وظروف[3] وغیرہا ہیں یہ سب میری لڑکی کے ہیں اور اس شخص کے گاؤں میں بھی کچھ جانور وغیرہ ہیں اور یہاں بھی کچھ جانور رہتے ہیں جو دن میں جنگل کو چرنے کے لیے چلے جاتے ہیں رات میں آجاتے ہیں مگر اس شخص کی سکونت شہر میں ہے تو جو چیزیں یا جانور اس مکان سکونت میں ہیں وہ سب اقرار میں داخل ہیں اور ان کے علاوہ باقی چیزیں داخل نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مرد نے بدرستی عقل وحواس[5] حالتِ صحت میں یہ اقرار کیا کہ میرے بدن پر جو کپڑے ہیں ان کے علاوہ جو کچھ میرے مکان میں ہے سب میری عورت کا ہے وہ شخص مر گیا اور بیٹا چھوڑا بیٹا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرے باپ کا ترکہ ہے میرا حصہ مجھے ملنا چاہیے عورت کو جن چیزوں کی نسبت یہ علم ہے کہ شوہر نے بیع یا ہبہ کے ذریعہ سے اسے مالک کر دیا ہے یا مہر کے عوض میں جو کچھ ہوسکتا ہے ان کو لے سکتی ہے اور اُس اقرار کو حجت بنا سکتی ہے اور جن چیزوں کی عورت مالک نہیں ہے اُن کو اُس اقرار کی وجہ سے لینا دیانۃً جائز نہیں مگر قاضی اُن تمام چیزوں کے متعلق عورت کے لیے ہی فیصلہ کرے گا جو بوقت اقرار اُس مکان میں موجود تھیں جبکہ گواہوں سے اُن چیزوں کا مکان میں بوقت اقرار ہونا ثابت ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: اس قسم کی بات جو دوسرے کے کلام کے بعد ہوتی ہے اگر جواب کے لیے متعین ہے تو جواب ہے اور ابتدائے کلام کے لیے متعین ہے یا جواب وابتدا دونوں کا احتمال ہو تو اس سے اقرار نہیں ثابت ہوگا اور اگر جواب میں ہاں کہا تو یہ اقرار ہے مثلاً کسی نے کہا میرا یہ کپڑا دیدو یا میرے اس غلام کا کپڑا دیدو۔ میرے اس مکان کا دروازہ کھولدو۔ میرے اس گھوڑے پر کاٹھی[7] کس دو یا اُس کی لگام دیدو، ان باتوں کے جواب میں دوسرے نے کہا ہاں تو یہ ہاں کہنا

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثاني في بيان مايكون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٣.

[2] ......بچھانے کی اشیاء قالین، دریاں وغیرہ۔

[3] ......برتن۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثاني في بيان مايكون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٣.

[5] ......یعنی عقل وحواس کی سلامتی کے ساتھ۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثاني في بيان مايكون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٣.

[7] ......چمڑے کا زین۔

اقرار ہے کہ کپڑا اور غلام اور مکان اور گھوڑا اُس کا ہے۔ ایک شخص نے کہا کیا تمھارے ذمہ میرا یہ نہیں اس نے کہا ہاں یہ اقرار ہوگیا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: جو بول سکتا ہے اُس کا سر سے اشارہ کرنا اقرار نہیں۔ مال، عتق[2]، طلاق، بیع[3]، نکاح، اجارہ، ہبہ کسی کا اقرار اشارہ سے نہیں ہوسکتا۔ اِفتا یعنی عالم سے کسی نے مسئلہ پوچھا اوس نے سر سے اشارہ کردیا نسب، اسلام، کفر، امان، کافر، مُحرِم[4] کا شکار کی طرف اشارہ کرنا روایت حدیث میں شیخ (استاذ) کا سر سے اشارہ کرنا معتبر ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: دَین مؤجل کا اقرار کیا یعنی یہ کہا فلاں کا میرے ذمہ اِتنا دَین ہے جس کی میعاد یہ ہے مقرلہ[6] نے کہا میعاد پوری ہوچکی فوراً دینا واجب ہوگا اور میعاد باقی ہونا دعویٰ ہے جس کے لیے ثبوت درکار ہے۔ اسی طرح اس کے پاس کوئی چیز ہے کہتا ہے یہ چیز فلاں کی ہے میں نے کرایہ پر لی ہے اُس کے لیے اقرار ہوگیا اور کرایہ پر اس کے پاس ہونا ایک دعویٰ ہے جس کے لیے ثبوت کی ضرورت ہے اگر مُقِر میعاد اور اجارہ کو گواہوں سے ثابت کردے فبہا، ورنہ مقرلہ پر حلف[7] دیا جائے گا۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کے اس قِسم کے روپے ہیں مُقرلہ یہ کہتا ہے کہ اس قسم کے نہیں بلکہ اُس قسم کے ہیں اس صورت میں مُقِر کا قول معتبر ہے جیسے روپے کا اقرار کیا ہے ویسے ہی واجب ہیں اگر یہ کہا کہ میں نے فلاں کے لیے سو روپے کی ضمانت کی ہے جس کی میعاد ایک ماہ ہے مقرلہ نے میعاد سے انکار کیا کہتا ہے وہ فوراً دینا ہے اس صورت میں مُقِر کا قول معتبر ہے۔[9] (ہدایہ)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ٤١٤.

[2] ......غلام آزاد کرنا۔ [3] ......یعنی خرید وفروخت۔

[4] ......وہ شخص جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ٤١٥.

[6] ......جس کے لیے اقرار کیا۔ [7] ......قسم۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ٤١٥.

[9] ......"الهداية" کتاب الكفالة، ج ۲، ص ۹۵، ۱۸۰.

(ایک چیز کے اقرار میں دوسری چیز کہاں داخل ہے کہاں نہیں)

مسئلہ ۴۱: ایک سوایک روپیہ کہا تو کل روپیہ ہی ہے اور ایک سوایک تھان یا ایک سو دو تھان کہا تو ایک سو کے متعلق دریافت کیا جائے گا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ ٹوکری میں آم کہا تو ٹوکری اور آم دونوں کا اقرار ہے اصطبل [1] میں گھوڑا کہا تو صرف گھوڑا ہی دینا ہوگا اصطبل کا اقرار نہیں انگوٹھی کا اقرار ہے تو حلقہ اور نگ دونوں چیزیں دینی ہوں گی۔ تلوار کا اقرار ہے تو پھل [2] اور قبضہ [3] اور میان [4] اور تسمہ [5] سب کا اقرار ہے۔ مسہری [6] کا اقرار ہے تو چاروں ڈنڈے اور چوکھٹا [7] اور پردہ بھی اس اقرار میں داخل ہیں۔ بیٹھن [8] میں تھان یا رومال میں تھان کہا تو بیٹھن اور رومال کا بھی اقرار ہے ان کو دینا ہوگا۔ [9] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۴۲: اس دیوار سے اس دیوار تک فلاں کا ہے دونوں دیواروں کے درمیان جو کچھ ہے وہ مقرلہ کے لیے ہے اور دیواریں اقرار میں داخل نہیں۔ [10] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: دیوار کا اقرار کیا کہ یہ فلاں کی ہے پھر یہ کہتا ہے میری مراد یہ تھی کہ دیوار اُسکی ہے زمین اُسکی نہیں اسکی بات نہیں مانی جائیگی دیوار و زمین دونوں چیزیں مقرلہ کو دلائی جائیں گی۔ یوہیں اینٹ کے ستون بنے ہوئے ہیں اُنکا اقرار کیا تو اُن کے نیچے کی زمین بھی مقرلہ کی ہوگی اور لکڑی کا ستون ہے اس کا اقرار کیا تو صرف ستون مقرلہ کا ہے زمین نہیں پھر اگر ستون کے نکال لینے میں مُقِر کا ضرر نہ ہو تو مقرلہ ستون نکال لے جائے اور اگر ضرر ہے تو مُقِر ستون کی اُس کو قیمت دیدے۔ [11] (عالمگیری)

---

[1] ......گھوڑے باندھنے کی جگہ۔ [2] ......تلوار کا دھار والا حصہ۔ [3] ......تلوار کا دستہ۔

[4] ......نیام یعنی تلوار کا غلاف۔ [5] ......وہ چمڑا جس سے تلوار کو نیام کی پٹی سے باندھتے ہیں۔

[6] ......ایک قسم کا پلنگ جس کی پٹیاں چوڑی اور نقش ونگار والی ہوتی ہیں۔ [7] ......پلنگ کے لیے لکڑی وغیرہ کا بنا ہوا چوکور گھیرا، حلقہ۔

[8] ......وہ کپڑا جس میں سوداگر قیمتی کپڑے باندھتے ہیں۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ۴۱۸.

و"الهداية" کتاب الاقرار، ج۲، ص ۱۸۰.

[10] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ۴۲۱.

[11] ......"الفتاوى الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٣.

مسئلہ ۴۴: یہ کہا کہ اس گھر کی عمارت یا اس کا عملہ فلاں شخص کا ہے تو صرف عمارت کا اقرار ہے زمین اقرار میں داخل نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: یہ اقرار کیا کہ میرے باغ میں یہ درخت فلاں کا ہے تو وہ درخت اور اُسکی موٹائی جتنی ہے اتنی زمین بھی مقرلہ کو دلائی جائیگی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: اس درخت میں جو پھل ہیں فلاں کے ہیں یہ صرف پھلوں کا اقرار ہے درخت کا اقرار نہیں۔ یوہیں یہ اقرار کیا کہ اس کھیت میں فلاں کی زراعت[3] ہے یہ صرف زراعت کا اقرار ہے زمین اقرار میں داخل نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: یہ اقرار کیا کہ یہ زمین فلاں کی ہے اور اُس میں زراعت موجود ہے تو زمین و زراعت دونوں مقرلہ کو دلائی جائینگی اور اگر مقر نے گواہوں سے قاضی کے فیصلہ سے قبل یا بعد یہ ثابت کر دیا کہ زراعت میری ہے تو گواہ قبول ہونگے اور زراعت اسی کو ملے گی۔ اگر زمین کا اقرار کیا اور اس میں درخت ہیں تو درخت بھی مقرلہ کو دلائے جائیں گے اور مُقِر گواہوں سے یہ ثابت کرے کہ درخت میرے ہیں تو گواہ قبول نہیں مگر جبکہ اقرار ہی یوں کیا تھا کہ زمین اُسکی ہے اور درخت میرے ہیں تو گواہ مقبول ہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: اس کے پاس صندوق ہے جس میں سامان ہے کہتا ہے صندوق فلاں شخص کا ہے اور اس میں جو کچھ سامان ہے وہ میرا ہے یا یہ کہا یہ مکان فلاں شخص کا ہے اور جو کچھ اس میں مال اسباب ہے میرا ہے تو صرف صندوق یا مکان کا اقرار ہوا سامان وغیرہ اقرار میں داخل نہیں۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۴۹: تھیلی میں روپے ہیں یہ کہا کہ یہ تھیلی فلاں کی ہے تو روپے بھی اقرار میں داخل ہیں مقر کہتا ہے کہ میری مراد صرف تھیلی تھی روپے کا میں نے اقرار نہیں کیا اُسکی بات معتبر نہیں ہے۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ یہ ٹوکری فلاں کی ہے اور اس میں پھل ہیں تو پھل بھی اقرار میں داخل ہیں۔ یہ مٹکا فلاں کا ہے اور اُس میں سرکہ ہے تو سرکہ بھی اقرار میں داخل ہے اور اگر بوری میں غلہ ہے

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٣.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......کھیتی، فصل۔

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٤.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فی الإستثناء والرجوع، ج٢، ص ٢١٠.

اور یہ کہا کہ یہ بوری فلاں کی ہے پھر کہتا ہے صرف بوری اُس کی ہے غلہ میرا ہے تو اس کی بات مان لی جائیگی۔[1] (عالمگیری)

(حمل کا اقرار یا حمل کے لیے اقرار)

مسئلہ ۵۰: حمل کا اقرار یا حمل کے لیے اقرار دونوں صحیح ہیں حمل کا اقرار یعنی لونڈی کے پیٹ میں جو بچہ ہے یا جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا اقرار دوسرے کے لیے کر دینا کہ وہ فلاں کا ہے صحیح ہے حمل سے مراد یہ ہے جس کا وجود وقت اقرار میں مظنون ہو ورنہ اقرار صحیح نہیں۔ مظنون ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ عورت منکوحہ ہو تو چھ ماہ سے کم میں اور معتدہ ہو تو دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہوا اور اگر جانور کا حمل ہو تو اس کی مدت کم سے کم جو کچھ ہوسکتی ہے اوس کے اندر بچہ پیدا ہوا اور یہ بات ماہرین سے معلوم ہوسکتی ہے کہ جانوروں میں بچہ ہونے کی کیا کیا مدت ہے۔ بعض علمانے فرمایا کہ بکری میں اقل مدت حمل چار ماہ ہے اور دوسرے جانوروں میں چھ ماہ۔[2] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۱: حمل کے لیے اقرار کیا کہ یہ چیز اُس بچہ کی ہے جو فلاں عورت کے پیٹ میں ہے اس میں شرط یہ ہے کہ وجوب کا سبب ایسا بیان کرے جو حمل کے لیے ہوسکتا ہو اور اگر ایسا سبب بیان کیا جو ممکن نہ ہو تو اقرار صحیح نہیں پہلے کی مثال ارث[3] و وصیت ہے یعنی یہ کہا کہ اُس عورت کے حمل کے میرے ذمہ سو روپے ہیں پوچھا گیا کہ کیوں کر جواب دیا کہ اُس کا باپ مرگیا میراث کی رو سے اُس کا یہ حق ہے یا فلاں شخص نے اس کی وصیت کی ہے۔ پھر اگر یہ بچہ وقت اقرار سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا تو اس کی چند صورتیں ہیں لڑکا ہے یا لڑکی ہے یا دو لڑکے ہیں یا دو لڑکیاں ہیں یا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی۔ اگر لڑکا یا لڑکی ہے تو جو کچھ اقرار کیا ہے لے لے اور دو ہیں خواہ دونوں لڑکے ہوں یا لڑکیاں دونوں برابر بانٹ لیں اور ایک لڑکا ایک لڑکی ہے اور وصیت کی رو سے یہ چیز ملتی ہے تو دونوں برابر کے حقدار ہیں اور میراث کی رو سے ہے تو لڑکی سے لڑکے کو دونا۔ اور اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو مورث یا موصی کے ورثہ کی طرف منتقل ہو جائیگا۔[4] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۲: حمل کے لیے اقرار کیا اور سبب نہیں بیان کیا یا ایسا سبب بیان کیا جو ہو نہ سکے مثلاً کہتا ہے میں نے اُس

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثانی فی بيان مايكون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٥ .

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، ج٤، ص ٤٢١ .

و"البحرالرائق"، كتاب الاقرار، ج٧، ص ٤٢٧ .

[3] ......وراثت۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، ج٤، ص ٤٢١ .

و"البحرالرائق"، كتاب الاقرار، ج٧، ص ٤٢٧ .

سے قرض لیا یا اُس نے بیع کی ہے یا خریدا ہے یا کسی نے اسے ہبہ کیا ہے ان سب صورتوں میں اقرار لغو ہے۔ [1] (درمختار)

بچہ کے لیے اقرار اور آزاد محجور کا اقرار

مسئلہ ۵۳: دودھ پیتے بچہ کے لیے اقرار کیا اور سبب ایسا بیان کیا جو حقیقۃً ہو نہیں سکتا ہے یہ اقرار صحیح ہے مثلاً یہ کہا اُس کا میرے ذمہ قرض ہے یا مبیع کا ثمن ہے کہ اگرچہ وہ خود قرض نہیں دے سکتا بیع نہیں کر سکتا مگر قاضی یا ولی کر سکتا ہے یوں اُس بچہ کا مطالبہ مقر کے ذمہ ثابت ہوگا۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۵۴: یہ اقرار کیا کہ اس بچہ کے لیے میں نے فلاں کی طرف سے ہزار روپے کی کفالت کی ہے اور بچہ اتنی عمر کا ہے کہ نہ بول سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے تو کفالت باطل ہے مگر جبکہ اُس کے ولی نے قبول کر لیا تو کفالت صحیح ہوگئی۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: ایک شخص آزاد کو قاضی نے مجور کر دیا ہے یعنی اُس کے تصرفات بیع وغیرہ کی ممانعت کر دی ہے اُس نے دین یا غصب یا بیع یا عتق یا طلاق یا نسب یا قذف یا زنا کا اقرار کیا اُس کے یہ سب اقرار جائز ہیں آزاد شخص کو قاضی کا حجر کرنا جائز نہیں۔ [4] (عالمگیری)

اقرار میں خیارِ شرط

مسئلہ ۵۶: اقرار میں شرط خیار ذکر کی یہ اقرار صحیح ہے اور شرط باطل یعنی وہ مطالبہ بلا خیار [5] اس پر لازم ہوجائے گا اگر مقرلہ [6] نے خیار کے متعلق اس کی تصدیق کی یہ تصدیق باطل ہے ہاں اگر عقد بیع کا اقرار کیا ہے اور بیع بالخیار ہے تو بشرط تصدیق مقرلہ یا گواہوں سے ثابت کرنے پر اس شرط خیار کا اعتبار ہوگا اور اگر مُقرلہ نے تکذیب کر دی تو قول اسی کا معتبر ہے کہ یہ منکر ہے۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۵۷: دَین کا اقرار کیا اور سبب یہ بتایا کہ میں نے اسکی کفالت کی ہے اور مدت میں مجھے اختیار ہے مدت چاہے

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ۴۲۲.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الاقرار،الباب الرابع فی بیان من یصلح لہ الاقرار...إلخ، ج۴، ص ۱۶۹.

[4] ......المرجع السابق، ص ۱۷۱.

[5] ......بغیر کسی اختیار کے۔

[6] ......جس کے لیے اقرار کیا ہے۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ۳۲۲.

طویل ہو یا کوتاہ[1] یہ خیار شرط صحیح ہے بشرطیکہ مُقِرلہ اسکی تصدیق کرے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۸: قرض یا غصب یا ودیعت یا عاریت کا اقرار کیا اور یہ کہا کہ مجھے تین دن کا خیار ہے اقرار صحیح ہے اور خیار باطل اگرچہ مُقِرلہ تصدیق کرتا ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۹: کفالت[4] کی وجہ سے دَین[5] کا اقرار کیا اور یہ کہ ایک مدت معلومہ تک کے لیے اس میں شرط خیار ہے وہ مدت طویل ہو یا قصیر[6] اگر مُقِرلہ اس کی تصدیق کرتا ہو تو خیار ثابت ہوگا اور آخر مدت تک خیار رہے گا اور مُقِرلہ تکذیب کرتا ہو تو مال لازم ہوگا اور خیار ثابت نہ ہوگا۔[7] (عالمگیری)

(تحریری اقرارنامہ)

مسئلہ ۶۰: اقرار جس طرح زبان سے ہوتا ہے تحریر سے بھی ہوتا ہے جب کہ وہ تحریر مُعَنْوَن[8] و مرسوم ہو[9] مثلاً ایک شخص نے لوگوں کے سامنے ایک اقرارنامہ لکھا یا کسی سے لکھوایا اور حاضرین سے کہہ دیا جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے تم اس کے گواہ ہو جاؤ یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ نہ اس نے پڑھ کر ان کو سنایا نہ انھوں نے خود تحریر پڑھی اور اگر کتابت یا املا کے وقت وہ لوگ حاضر نہ تھے تو گواہی جائز نہیں۔ مدیون نے یہ دعویٰ کیا کہ دائن نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ فلاں بن فلاں پر جو میرا دین تھا میں نے معاف کردیا اگر یہ تحریر مرسوم ہے اور گواہوں سے ثابت ہو تو اقرار صحیح ہے اور دَین ساقط، خواہ مدیون کے کہنے سے اس نے لکھی ہو یا اپنے آپ بغیر اُس کے کہے ہوئے لکھی۔ اور اگر تحریر مرسوم نہیں ہے تو نہ اقرار صحیح، نہ معافی کا دعویٰ صحیح۔[10] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۱: اقرارنامہ پر گواہ بنانے کا یہ مطلب ہے کہ لوگوں سے کہہ دے تم اس کے گواہ ہو جاؤ اور ان کو اقرارنامہ پڑھ کر سنایا نہ ہو اور اگر پڑھ کر سنا دیا ہو تو گواہ بنائے یا نہ بنائے ان کو گواہی دینا جائز ہے۔[11] (عالمگیری)

---

[1] ......زیادہ ہو یا کم۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۲۲.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والإستثناء والرجوع، ج۴، ص۱۹۱، ۱۹۲.

[4] ......ضمانت۔ [5] ......قرض۔ [6] ......یعنی زیادہ ہو یا کم۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والإستثناء والرجوع، ج۴، ص۱۹۲.

[8] ......یعنی معین ومختص ہو۔ [9] ......جس طرح عام طور پر لکھا جاتا ہے اس کے مطابق ہو۔

[10] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج۴، ص۱۶۷.

و"ردالمحتار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۲۳.

[11] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج۴، ص۱۶۷.

مسئلہ ۶۲: کاتب[1] سے یہ کہنا کہ فلاں بات لکھ دو یہ بھی حکماً اقرار ہے مثلاً صکاک[2] سے کہا کہ تم میرا یہ اقرار لکھ دو کہ فلاں کا میرے ذمہ ایک ہزار ہے یا میرے مکان کا بیع نامہ لکھ دو یہ اقرار بھی صحیح ہے صکاک لکھے یا نہ لکھے صکاک کو اوس کے اقرار پر شہادت دینا جائز ہے۔[3] (درر، غرر)

مسئلہ ۶۳: بطور مراسلہ[4] ایک تحریر لکھی کہ از جانب فلاں بطرف فلاں تم نے لکھا ہے کہ میں نے تمھارے لیے فلاں کی طرف سے ایک ہزار کی ضمانت کی ہے میں نے ایک ہزار کی ضمانت نہیں کی ہے صرف پانسو کی ضمانت کی ہے لکھنے کے بعد اس نے تحریر چاک کر ڈالی[5] اور اس تحریر کے وقت دو شخص اُس کے پاس موجود تھے جنھوں نے اس کی تحریر دیکھی ہے یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ اُس نے ایسی تحریر لکھی تھی اُس نے چاہے اُن دونوں کو گواہ بنایا ہو یا نہ بنایا اور لکھنے والے پر گواہی گزر جانے کے بعد وہ امر لازم کیا جائے گا جس کو اس نے لکھا تھا۔ طلاق و عتاق اور وہ تمام حقوق جو شبہہ کے ساتھ بھی ثابت ہو جاتے ہیں سب کا یہی حکم ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۴: مراسلہ کے طور پر ایک تحریر زمین پر لکھی یا کپڑے پر لکھی اس تحریر سے اقرار ثابت نہیں ہوگا اور جس نے یہ تحریر دیکھی ہے اُس کو گواہی دینی بھی جائز نہیں ہاں اگر ان لوگوں سے یہ کہہ دیا کہ تم اس مال کے شاہد رہو تو مال لازم ہو جائے گا اور گواہی دینی جائز۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۶۵: کاغذ پر یہ تحریر لکھی کہ فلاں کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے مگر یہ تحریر بطور مراسلہ نہیں ہے ایسی تحریر سے اقرار ثابت نہ ہوگا ہاں اگر لوگوں سے کہہ دیا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے تم اس کے گواہ ہو جاؤ تو ان کا گواہی دینا جائز ہے اور مال لازم ہو جائے گا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶: ایک تحریر لکھی مگر خود پڑھ کر نہیں سنائی کسی دوسرے شخص نے پڑھ کر گواہوں کو سنائی اور کاتب نے کہہ دیا کہ تم اس کے گواہ ہو جاؤ تو اقرار صحیح ہے اور یہ نہ کہا تو اقرار صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری)

---

[1] ......لکھنے والا۔
[2] ......دستاویز لکھنے والا۔
[3] ......"درر الحکام" و "غرر الأحکام"، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص ۳۶۳.
[4] ......خط و کتابت کے طور پر۔
[5] ......پھاڑ ڈالی، ٹکڑے ٹکڑے کر دی۔
[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٦.
[7] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقرارا، ج٢، ص ٢٠٠.
[8] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٧.
[9] ......المرجع السابق، ص١٦٦، ١٦٧.

مسئلہ ۶۷: لوگوں کے سامنے ایک تحریر لکھی اور حاضرین سے کہا کہ تم اس پر مہر یا دستخط کردو یہ نہیں کہا کہ گواہ ہوجاؤ یہ اقرار صحیح نہیں اور اُن لوگوں کو گواہی دینا بھی جائز نہیں۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۶۸: ایک شخص نے ایک دستاویز پڑھ کر سنائی جس میں اُس نے کسی کے لیے مال کا اقرار کیا تھا سننے والوں نے کہا کیا ہم اُس مال کے گواہ ہوجائیں جو اس دستاویز میں لکھا ہے اُس نے کہا ہاں یہ ہاں کہنا اقرار ہے اور سننے والے کو شہادت دینی جائز۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۶۹: روزنامچہ[3] اور بہی[4] میں اگر یہ تحریر ہو کہ فلاں کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں یہ تحریر مرسوم قرار پائیگی اس کے لیے گواہ کرنا شرط نہیں یعنی بغیر گواہ بنائے ہوئے بھی یہ تحریر اقرار قرار دی جائیگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: ایک شخص نے یہ کہا کہ میں نے اپنی یادداشت (نوٹ بک) میں یا حساب کے کاغذ میں یہ لکھا ہوا پایا یا میں نے اپنے ہاتھ سے یہ لکھا کہ فلاں کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے یہ اقرار نہیں ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱: تاجر کی یادداشت میں جو کچھ تحریر اُس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے وہ معتبر ہے لہٰذا اگر دوکاندار یہ کہے کہ میں نے اپنی نوٹ بک میں اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ دیکھا یا میں نے اپنے ہاتھ سے اپنی نوٹ بک میں یہ لکھا ہے کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں یہ اقرار مانا جائیگا اور اُس کو ہزار روپے دینے ہوں گے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲: مدعیٰ علیہ نے قاضی کے سامنے کہا کہ مدعی کی یادداشت (نوٹ بک) میں جو کچھ اُس نے میرے ذمہ اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا سکو میں اپنے ذمہ لازم کیے لیتا ہوں یہ اقرار نہیں ہے۔[8] (شرنبلالی)

(متعدد مرتبہ اقرار کرنا)

مسئلہ ۷۳: چند مرتبہ یہ کہا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کے ہزار روپے ہیں اگر یہ اقرار کسی دستاویز کا حوالہ دیتے

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۱.

[2] ......المرجع السابق، ص۲۰۰، ۲۰۱.

[3] ......روزانہ کے حساب کا رجسٹر۔

[4] ......تجارت یا دوکانداری کے حساب کا رجسٹر۔

[5] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج۴، ص۱۶۷.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......المرجع السابق.

[8] ......"غنیة ذوی الاحکام" ھامش علی "درر الحکام"، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص۳۶۳.

ہوئے کیا یعنی یہ کہا کہ اس دستاویز کی رو سے اُس کے ہزار روپے مجھ پر ہیں تو خواہ یہ اقرار ایک مجلس میں ہوں یا متعدد مجالس میں ہوں دوسری جگہ جن لوگوں کے سامنے اقرار کیا وہی ہوں جن کے سامنے پہلی مرتبہ اقرار کیا تھا یا یہ دوسرے لوگ ہوں بہرحال یہ ایک ہی ہزار کا اقرار ہے یعنی متعدد بار اقرار کرنے سے متعدد اقرار نہیں قرار پائیں گے بلکہ ایک ہی اقرار کی تکرار ہے۔ اور اگر دستاویز کا حوالہ دیتے ہوئے یہ اقرار نہیں ہے تو اگر ایک مجلس میں متعدد مرتبہ اقرار کیا ہے جب بھی ایک ہی اقرار ہے اور دوسرا اقرار دوسری مجلس میں ہے اور اُنھیں لوگوں کے سامنے اقرار کیا ہے جنکے سامنے پہلے اقرار کیا تھا جب بھی ایک ہی اقرار ہے اور اگر دوسری مجلس میں دوسرے دو آدمیوں کے سامنے اقرار کیا ہے اور ہزار روپے اس کے ذمہ ہونے کا کوئی سبب نہیں بیان کیا تو دو اقرار ہیں یعنی مُقِر پر[1] دو ہزار واجب ہیں اور اگر دونوں اقراروں کا سبب ایک ہی ہے مثلاً فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں فلاں چیز کے دام[2] تو کتنے ہی مرتبہ اقرار کرے ایک ہی ہزار واجب ہونگے اور اگر ہر اقرار کا سبب جدا جدا ہے ایک مرتبہ ثمن بتایا ایک مرتبہ اُس سے قرض لینا کہا تو ہر ایک کا اقرار جدا جدا ہے اور جتنے اقرار اُتنا مال لازم۔[3] (درر، غرر، درمختار)

مسئلہ ۷۴: ایک مرتبہ گواہوں کے سامنے اقرار کیا دوسری مرتبہ قاضی کے سامنے اقرار کیا یا پہلے قاضی کے سامنے پھر گواہوں کے سامنے یا قاضی کے سامنے کئی مرتبہ اقرار کیا یہ سب ایک ہی اقرار ہیں یعنی ایک ہی ہزار واجب ہوں گے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷۵: اقرار کیا پھر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے جھوٹا اقرار کیا خواہ مجبوری و اضطرار کی وجہ سے جھوٹ بولنا کہتا ہو یا بغیر مجبوری، مُقَرلہ پر یہ حلف دیا جائے گا[5] کہ مُقِر اپنے اقرار میں کاذِب[6] نہ تھا۔ یوہیں اگر مُقِر مر گیا ہے اُس کے ورثہ یہ کہتے ہیں کہ مُقِر نے جھوٹا اقرار کیا تو مُقَرلہ پر حلف دیا جائے گا اور اگر مُقَرلہ مر گیا اس کے ورثہ پر مُقِر نے دعویٰ کیا کہ میں نے جھوٹا اقرار کیا تو ورثۂ مُقَرلہ پر[7] حلف دیا جائے گا مگر یہ لوگ یوں قسم کھائیں گے کہ ہمارے علم میں یہ نہیں ہے کہ اس نے جھوٹا اقرار کیا ہے۔[8] (درمختار)

---

[1] ......اقرار کرنے والے پر۔ [2] ......قیمت۔

[3] ......"دررالحكام" و"غررالأحكام"، كتاب الاقرار، الجزء الثاني، ص٣٦٣.

و"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، ج٨، ص٤٢٥.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، ج٨، ص٤٢٦.

[5] ......یعنی اس سے قسم لی جائے گی۔ [6] ......جھوٹا۔ [7] ......جس کے لیے اقرار کیا اُس کے وارثوں پر۔

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، ج٨، ص٤٢٧.

اقرار وارث بعد موت مورث

مسئلہ ۱: ورثہ میں سے ایک نے یہ اقرار کیا کہ میّت پر اتنا فلاں شخص کا دین ہے اور باقی ورثہ نے انکار کیا ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ کل دین اس مُقِر کے حصے سے اگر وصول کیا جاسکے وصول کیا جائے اور بعض علما یہ کہتے ہیں کہ دین کا جتنا جز اس کے حصہ میں آتا ہے اُس کے متعلق اسکا اقرار صحیح ہے اور اگر اس مُقِر اور ایک دوسرے شخص نے شہادت [1] دی کہ میّت پر اتنا فلاں کا دَین [2] تھا اس کی گواہی مقبول ہے اور کل ترکہ سے یہ دین وصول کیا جائے گا۔[3] (درر، غرر، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: ایک شخص مرگیا اور ایک ہزار روپے اور ایک بیٹا چھوڑا بیٹے نے یہ اقرار کیا کہ زید کے میرے باپ کے ذمہ ایک ہزار روپے ہیں اور ایک ہزار عمرو کے ہیں اگر یہ دونوں باتیں متصلاً [4] کہیں تو زید و عمرو دونوں ان ہزار روپے میں سے پانسو لے لیں اور اگر دونوں باتوں میں فصل ہو یعنی زید کے لیے اقرار کرنے کے بعد خاموش رہا پھر عمرو کے لیے اقرار کیا تو زید مقدم ہے مگر زید کو اگر قاضی کے حکم سے ہزار روپے دیے تو عمرو کو کچھ نہیں ملے گا اور بطور خود دے دیے تو عمرو کو اپنے پاس سے پانسو دے اور اگر بیٹے نے یہ کہا کہ یہ ہزار روپے میرے باپ کے پاس زید کی امانت تھے اور عمرو کے اُس کے ذمہ ایک ہزار دَین ہیں اور دونوں باتوں میں فاصلہ نہ ہو تو امانت کو دَین پر مقدم کیا جائے اور اگر پہلے دَین کا اقرار کیا اور بعد میں متصلاً امانت کا تو دونوں برابر برابر بانٹ لیں۔[5] (مبسوط)

مسئلہ ۳: ایک شخص نے کہا یہ ہزار روپے جو تمھارے والد نے چھوڑے ہیں میں نے اُن کے پاس بطور امانت رکھے تھے دوسرے شخص نے کہا تمھارے باپ پر میرے ہزار روپے دَین ہیں بیٹے نے دونوں سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ تم دونوں سچ کہتے ہو تو دونوں برابر برابر بانٹ لیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ایک شخص مرگیا دو بیٹے وارث چھوڑے اور دو ہزار ترکہ ہے ایک ایک ہزار دونوں نے لے لیے پھر دو شخصوں نے دعویٰ کیا ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ تمھارے باپ کے ذمہ میرے ایک ہزار دَین ہیں ایک مدعی کی دونوں بیٹوں نے تصدیق کی

---

[1] ......گواہی۔ [2] ......قرض۔

[3] ......"دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص۳۶۳.

و "ردالمحتار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۲۳، ۴۲۴.

[4] ......کسی کلام یا فاصلہ کے بغیر، فوراً۔

[5] ......"المبسوط" للسرخسی، باب اقرار الوارث بالدَّین، ج۹، الجزء الثامن عشر، ص۴۷۔۴۹.

[6] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الاقرار، الباب السابع فی اقرار الوارث... إلخ، ج۴، ص۱۸۵.

اور دوسرے کی فقط ایک نے تصدیق کی مگر اس نے دونوں کے لیے ایک ساتھ اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ تم دونوں سچ کہتے ہو جسکی دونوں نے تصدیق کی ہے وہ دونوں سے پان پانسو لے گا اور دوسرا فقط اسی سے پانسو لے گا جس نے اسکی تصدیق کی ہے۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: ایک شخص مرگیا اور اُس کے ہزار روپے کسی کے ذمہ باقی ہیں اُس نے دو بیٹے وارث چھوڑے ان کے سوا کوئی اور وارث نہیں مدیون یہ کہتا ہے کہ تمھارے باپ کو میں نے پانسو روپے دے دیے تھے میرے ذمہ صرف پانسو باقی ہیں، ایک بیٹے نے اُس کی تصدیق کی دوسرے نے تکذیب، جس نے تکذیب کی ہے وہ مدیون سے پانسو روپے جو باقی ہیں وصول کریگا اور جس نے تصدیق کی ہے اُسے کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر مدیون نے یہ کہا کہ مرنے والے کو میں نے پورے ہزار روپے دے دیے تھے اب میرے ذمہ کچھ باقی نہیں ایک نے اسکی تصدیق کی دوسرے نے تکذیب تو تکذیب کرنے والا مدیون سے پانسو وصول کرسکتا ہے اور تصدیق کرنے والا کچھ نہیں لے سکتا ہاں مدیون اُس تکذیب کرنے والے کو یہ حلف دے سکتا ہے کہ قسم کھائے کہ میرے علم میں یہ بات نہیں کہ میرے باپ نے پورے ہزار روپے تم سے وصول کرلیے اس نے قسم کھا کر مدیون سے پانسو روپے وصول کرلیے اور فرض کرو ان کے باپ نے ایک ہزار روپے اور چھوڑے ہیں جو دونوں بھائیوں پر برابر تقسیم ہوگئے تو مدیون اُس تصدیق کرنے والے سے اُس کے حصہ کے پانسو جو ملے ہیں وصول کرسکتا ہے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ایک شخص مرا اور ایک بیٹا وارث چھوڑا اور ایک ہزار روپے چھوڑے اُس میّت پر کسی نے ایک ہزار کا دعویٰ کیا بیٹے نے اُس کا اقرار کرلیا اور وہ ہزار روپے اُسے دے دیے اس کے بعد دوسرے شخص نے میت پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا بیٹے نے اس سے انکار کیا مگر پہلے مدعی نے اس کی تصدیق کی اور دوسرے مدعی نے پہلے مدعی کے دَین کا انکار کیا یہ انکار بیکار ہے دونوں مدعی اُس ہزار کو برابر برابر تقسیم کرلیں۔ [3] (عالمگیری)

استثنا اور اس کے متعلقات کا بیان

استثنا کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مستثنیٰ کے نکالنے کے بعد جو کچھ باقی بچتا ہے وہ کہا گیا مثلاً یہ کہا کہ فلاں کے میرے ذمہ دس روپے ہیں مگر تین اسکا حاصل یہ ہوا کہ سات روپے ہیں۔ [4]

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب السابع في اقرار الوارث...إلخ، ج٤، ص ١٨٥.

[2] ......المرجع السابق، ص١٨٦، ١٨٧.

[3] ...... المرجع السابق، ص١٨٧.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار ، باب الاستثناء...إلخ، ج٨، ص ٤٢٨.

مسئلہ ۱: استثنا میں شرط یہ ہے کہ کلام سابق کے ساتھ متصل ہو یعنی بلاضرورت بیچ میں فاصلہ نہ ہو اور ضرورت کی وجہ سے فاصلہ ہو جائے اس کا اعتبار نہیں مثلاً سانس ٹوٹ گئی کھانسی آگئی کسی نے مونھ بند کر دیا۔ بیچ میں ندا کا آجانا بھی فاصل نہیں قرار دیا جائے گا مثلاً میرے ذمہ ایک ہزار ہیں اے فلاں مگر دس یہ استثنا صحیح ہے جبکہ مُقِر لہ منادیٰ ہو[1] اور اگر یہ کہا میرے ذمہ فلاں کے دس روپے ہیں تم گواہ رہنا مگر تین یہ استثنا صحیح نہیں کُل دینے ہوں گے۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲: جو کچھ اقرار کیا ہے اُس میں سے بعض کا استثنا صحیح ہے اگرچہ نصف سے زیادہ کا استثنا ہو اور اس کے نکالنے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ دینا لازم ہو گا اگرچہ یہ استثنا ایسی چیز میں ہو جو قابل تقسیم نہ ہو جیسے غلام، جانور کہ اس میں سے بھی نصف یا کم وبیش کا استثنا صحیح ہے مثلاً ایک تہائی کا استثنا کیا دو تہائیاں لازم ہیں اور دو تہائی کا استثنا کیا ایک تہائی لازم ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳: استثناء مستغرق کہ اس کو نکالنے کے بعد کچھ نہ بچے باطل ہے اگرچہ یہ استثنا ایسی چیز میں ہو جس میں رجوع کا اختیار رہتا ہے جیسے وصیت کہ اس میں اگرچہ رجوع کرسکتا ہے مگر اس طرح استثنا جس سے کچھ باقی نہ بچے باطل ہے اور پہلے کلام کا جو حکم تھا وہی ثابت رہے گا۔ استثنا مستغرق اُس وقت باطل ہے کہ اُسی لفظ سے استثنا ہو یا اُس کے مساوی سے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں یعنی لفظ کے اعتبار سے استغراق نہیں ہے اگرچہ واقع میں استغراق ہے تو استثنا باطل نہیں مثلاً یہ کہا کہ میرے مال کی تہائی زید کے لیے ہے مگر ایک ہزار حالانکہ کل تہائی ایک ہی ہزار ہے یہ استثنا صحیح ہے اور زید کسی چیز کا مستحق نہیں ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴: یہ کہا کہ جتنے روپے اس تھیلی میں ہیں وہ فلاں کے ہیں مگر ایک ہزار کہ یہ میرے ہیں اگر اُس میں ایک ہزار سے زیادہ ہوں تو ایک ہزار اُس کے اور باقی مُقِر لہ کے اور اگر اُس میں ایک ہزار ہی ہیں یا ہزار سے بھی کم ہیں تو جو کچھ ہیں مُقِر لہ کو دیے جائیں گے۔[5] (عالمگیری)

---

[1] ......یعنی جس کے لئے اقرار کیا اسی کو پکارا ہو۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج۸، ص ٤٢٨.

و"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والاستثناء والرجوع، ج ٤، ص ١٩٣.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج۸، ص ٤٢٩.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والاستثناء والرجوع، ج ٤، ص ١٩٣.

مسئلہ ۵: کیلی اور وزنی اور عددی غیر متفاوت[1] کا روپے، اشرفی[2] سے استثنا کرنا صحیح ہے اور قیمت کے لحاظ سے استثنا ہوگا مثلاً کہا زید کا میرے ذمہ ایک روپیہ ہے مگر چار پیسے یا ایک اشرفی ہے مگر ایک روپیہ اور اس صورت میں اگر قیمت کے اعتبار سے برابری ہوجائے جب بھی استثنا صحیح ہے اور کچھ لازم نہ ہوگا اگر ان کے علاوہ دوسری چیزوں کا روپے اشرفی سے استثنا کیا تو وہ صحیح ہی نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶: استثنا میں دو عدد ہوں اور اُن کے درمیان حرف شک ہو تو جس کی مقدار کم ہو اُسی کو نکالا جائے مثلاً فلاں شخص کے میرے ذمہ ایک ہزار ہیں مگر سو یا پچاس تو ساڑھے نوسو کا اقرار قرار پائے گا۔ اگر مستثنیٰ مجہول ہو یعنی اُس کی مقدار معلوم نہ ہو تو نصف سے زیادہ ثابت کیا جائے گا مثلاً میرے ذمہ اُس کے سو روپے ہیں مگر کچھ کم یہ اکاون روپے کا اقرار ہوگا۔[4] (بحر)

مسئلہ ۷: دو قسم کے مال کا اقرار کیا اور ان دونوں اقراروں کے بعد استثنا کیا اور یہ نہیں بیان کیا کہ مال اوّل سے استثنا ہے یا ثانی سے اگر دونوں مالوں کا مُقِر لہ ایک شخص ہے اور مستثنیٰ[5] مال اوّل کی جنس سے ہے تو مال اوّل سے استثنا قرار پائے گا مثلاً میرے ذمہ زید کے سو روپے ہیں اور ایک اشرفی مگر ایک روپیہ، تو ننانوے روپے اور ایک اشرفی لازم ہوگی اور اگر مُقِر لہ دو شخص ہیں تو استثنا کا تعلق مال ثانی سے ہوگا اگرچہ مستثنیٰ مال اوّل کی جنس سے ہو مثلاً یہ کہا کہ میرے ذمہ زید کے سو روپے ہیں اور عمرو کی ایک اشرفی ہے مگر ایک روپیہ تو عمرو کی اشرفی میں سے ایک روپیہ کا استثنا قرار پائے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: یہ کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں اور سو اشرفیاں مگر ایک سو روپے اور دس اشرفیاں تو نوسو روپے اور نوے اشرفیاں لازم ہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: استثنا کے بعد استثنا ہو تو استثناء اوّل نفی ہے اور استثناء دوم اثبات مثلاً یہ کہا کہ فلاں کے میرے ذمہ دس روپے ہیں مگر نو مگر آٹھ تو نو روپے لازم ہوں گے اور اگر کہا کہ دس روپے ہیں مگر تین مگر ایک تو آٹھ لازم ہوں گے اور اگر کہا دس ہیں مگر سات مگر پانچ مگر تین مگر ایک تو آخر والے کو اُوس کے پہلے والے عدد سے نکالو پھر مابقی کو اوس کے پہلے والے سے وعلیٰ ہذا القیاس یعنی تین میں سے ایک نکالا دو رہے پھر دو کو پانچ سے نکالا تین رہے پھر تین کو سات سے نکالا چار رہے اور چار کو دس

---

[1] ......عدد سے بکنے والی وہ اشیاء جن میں زیادہ فرق نہ ہو۔

[2] ......سونے کا سکہ۔

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج۸، ص۴۲۹.

[4] ......"البحرالرائق"، كتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج۷، ص ۴۲۸.

[5] ......جس کا استثناء کیا گیا۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العاشر في الخيار والاستثناء والرجوع، ج۴، ص ۱۹۲.

[7] ......المرجع السابق.

سے نکالا چھ باقی رہے لہٰذا چھ کا اقرار ہوا اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ پہلا عدد دہنی طرف رکھو دوسرا بائیں طرف، پھر تیسرا دہنی طرف اور چوتھا بائیں طرف، وعلیٰ ہٰذا القیاس اور دونوں طرف کے عدد کو جمع کرلو، بائیں طرف کے مجموعہ کو دہنی طرف کے مجموعہ سے خارج کرو جو کچھ باقی رہا اوس کا اقرار ہے مثلاً صورت مذکورہ میں یوں کریں۔[1] (عالمگیری)

۱۰-۷

۵-۳

۱-

۱۶- ۱۰=۶

مسئلہ۱۰: دو استثنا جمع ہوں اور استثناء دوم مستغرق ہو تو پہلا صحیح ہے اور دوسرا باطل مثلاً یہ کہا کہ اُس کے مجھ پر دس روپے ہیں مگر پانچ مگر دس تو پانچ کا دینا لازم ہے اور اگر پہلا مستغرق ہے دوسرا نہیں مثلاً میرے ذمہ دس ہیں مگر دس مگر پانچ تو دونوں صحیح ہیں یعنی پانچ کو دس سے نکالا پانچ بچے پھر پانچ کو دس سے نکالا پانچ رہے بس پانچ کا اقرار ہوا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۱۱: اقرار کے ساتھ ان شاء اللہ کہہ دینے سے اقرار باطل ہو جائے گا۔ یوہیں کسی کے چاہنے پر اقرار کو معلق کیا مثلاً میرے ذمہ یہ ہے اگر فلاں چاہے اگرچہ یہ شخص کہتا ہو کہ میں چاہتا ہوں مجھے منظور ہے۔ یوہیں کسی ایسی شرط پر معلق کرنا جس کے ہونے نہ ہونے دونوں باتوں کا احتمال ہو اقرار کو باطل کر دیتا ہے یعنی اگر وہ شرط پائی جائے جب بھی اقرار لازم نہ ہوگا۔ اور اگر ایسی شرط پر معلق کیا جو لامحالہ[3] ہو ہی گی جیسے اگر میں مرجاؤں تو فلاں کا میرے ذمہ ہزار روپیہ ہے ایسی شرط سے اقرار باطل نہیں ہوتا بلکہ تعلیق[4] ہی باطل ہے اور اقرار منجز ہے وہ شرط پائی جائے یا نہ پائی جائے یعنی ابھی وہ چیز لازم ہے اور اگر شرط میں میعاد کا ذکر ہو مثلاً جب فلاں مہینہ شروع ہوگا تو میرے ذمہ فلاں شخص کے اتنے روپے لازم ہوں گے اس صورت میں بھی فوراً لازم ہے اور میعاد کے متعلق مُقَرلہ[5] کو حلف دیا جائے گا۔[6] (درمختار، بحر)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العاشرفي الخيار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص ١٩٤.

[2] ...... المرجع السابق.

[3] ......یعنی یقیناً۔ [4] ......کسی چیز پر معلق کرنا، مشروط کرنا۔ [5] ......جس کے لئے اقرار کیا گیا۔

[6] ......"البحرالرائق"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء...إلخ، ج٧، ص٤٢٨.

و "الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء...إلخ، ج٨، ص ٤٣١.

مسئلہ ۱۲: فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں اگر وہ قسم کھائے یا بشرطیکہ وہ قسم کھالے اُس نے قسم کھالی مگر مقر[1] انکار کرتا ہے تو اُس مال کا مطالبہ نہیں ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: مقر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اقرار کو معلق بالشرط کیا تھا یعنی اُس کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ کہہ دیا تھا لہٰذا مجھ پر کچھ لازم نہیں میرا اقرار باطل ہے اگر یہ دعویٰ انکار کے بعد ہے یعنی مقرلہ نے اُس پر دعویٰ کیا اور اس کا اقرار کرنا بیان کیا اس نے اپنے اقرار سے انکار کیا مدعی[3] نے گواہوں سے اقرار کرنا ثابت کیا اب مقر نے یہ کہا تو بغیر گواہوں کے مقر کی بات نہیں مانی جائے گی اور اگر مقر نے شروع ہی میں یہ کہہ دیا کہ میں نے اقرار کیا تھا اور اُس کے ساتھ ان شاء اللہ بھی کہہ دیا تھا تو اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں مگر یہ کہ مجھے اس کے سوا کچھ دوسری بات ظاہر ہو یا سمجھ میں آئے یہ اقرار باطل ہے۔[5] (شرنبلالی)

مسئلہ ۱۵: پورے مکان کا اقرار کیا اُس میں سے ایک کمرہ کا استثنا کیا یہ استثنا صحیح ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: یہ انگوٹھی فلاں کی ہے مگر اس میں کا نگینہ میرا ہے یا یہ باغ فلاں کا ہے مگر یہ درخت اس میں میرا ہے یہ لونڈی فلاں کی ہے مگر اس کے گلے کا یہ طوق میرا ہے ان سب صورتوں میں استثنا صحیح نہیں مقصد یہ ہے کہ توابع شے کا استثنا صحیح نہیں ہوتا۔[7] (درر، غرر)

مسئلہ ۱۷: میں نے فلاں سے ایک غلام خریدا جس پر ابھی قبضہ نہیں کیا ہے اوس کا ثمن ایک ہزار میرے ذمہ ہے اگر معین غلام کو ذکر کیا ہے تو مقرلہ سے کہا جائے گا وہ غلام دے دو اور ہزار روپے لے لو ورنہ کچھ نہیں ملے گا۔ دوسری صورت یہاں یہ ہے کہ مقرلہ یہ کہتا ہے وہ غلام تمہارا ہی غلام ہے اسے میں نے کب بیچا ہے میں نے تو دوسرا غلام بیچا تھا جس پر قبضہ بھی دیدیا

---

1 ...... اقرار کرنے والا۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً و مالایکون، ج٤، ص١٦٢.

3 ...... دعویٰ کرنے والا۔

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء و ما فی معناه، ج٨، ص٤٣١.

5 ...... "غنیةذوی الأحكام" هامش علی "دررالحكام"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء و مابمعناه، الجز الثانی، ص٣٦٤.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء و ما فی معناه، ج٨، ص٤٣١.

7 ...... "دررالحكام" و "غررالأحكام"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء و مابمعناه، الجز الثانی، ص٣٦٥.

اس صورت میں ہزار روپے جن کا اقرار کیا ہے دینے لازم ہیں کہ جس چیز کے معاوضہ میں اُس نے دینا بتایا تھا جب اُسے مل گئی تو روپے دینے ہی ہیں سبب کے اختلاف کی طرف توجہ نہیں ہوگی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مقرلہ کہتا ہے یہ غلام میرا غلام ہے اسے میں نے تیرے ہاتھ بیچا ہی نہیں اس کا حکم یہ ہے کہ مقر پر کچھ لازم نہیں کیونکہ جس کے مقابل میں اقرار کیا تھا وہ چیز ہی نہیں ملی اور اگر مقرلہ اپنے اُس جواب مذکور کے ساتھ اتنا اور اضافہ کردے کہ میں نے تمہارے ہاتھ دوسرا غلام بیچا تھا اس کا حکم یہ ہے کہ مقر و مقرلہ[1] دونوں پر حلف[2] ہے کیونکہ دونوں مدعی ہیں اور دونوں منکر ہیں اگر دونوں قسم کھا جائیں مال باطل ہوجائے گا یعنی نہ اِس کو کچھ دینا ہوگا اور نہ اُس کو، یہ تمام صورتیں معین غلام کی ہیں۔ اور اگر مقر نے معین نہیں کیا بلکہ یہ کہتا ہے کہ میں نے ایک غلام تم سے خریدا تھا مقر پر ہزار روپے دینا لازم ہے اور اُس کا یہ کہنا کہ میں نے اُس پر قبضہ نہیں کیا ہے قابلِ تصدیق نہیں، چاہے اس جملہ کو کلام سابق سے[3] متصل بولا ہو یا بیچ میں فاصلہ ہوگیا ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۸: یہ چیز مجھے زید نے دی ہے اور یہ عمرو[5] کی ہے اگر زید نے بھی یہ اقرار کیا کہ وہ عمرو کی ہے اور عمرو کی اجازت سے میں نے دی ہے اور عمرو بھی زید کی تصدیق کرتا ہے تو اُسے اختیار ہے کہ وہ چیز زید کو واپس دے یا عمرو کو، جس کو چاہے دے سکتا ہے اور اگر عمرو کہتا ہے میں نے زید کو چیز دینے کی اجازت نہیں دی تھی تو زید کو واپس نہ دے اور یہ مقر زید کو تاوان بھی نہیں دے گا۔ اور اگر زید و عمرو دونوں اُس چیز کو اپنی مِلک بتاتے ہوں تو مقر یہ چیز زید کو دے کہ زید ہی نے اُسے دی ہے اور زید کو دیدینے سے یہ شخص بری ہوگیا زید مالک ہو یا نہ ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں وہ شراب یا خنزیر کی قیمت کے ہیں یا مردار یا خون کی بیع کے دام[7] ہیں یا جوئے میں مجھ پر یہ لازم ہوئے ان سب صورتوں میں جبکہ مقر نے ایسی چیز ذکر کردی جس کی وجہ سے مطالبہ ہو ہی نہیں سکتا مثلاً شراب و خنزیر کے ثمن کا مطالبہ کہ یہ باطل ہے لہٰذا اس چیز کے ذکر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ مقر اپنے اقرار سے رجوع کرتا ہے۔ کہنے کو تو ہزار روپے کہہ دیا اور فوراً اوس کو دفع کرنے کی ترکیب یہ نکالی کہ ایسی چیز ذکر کردی جس کی وجہ سے دینا ہی نہ پڑے اور اقرار کے بعد رجوع نہیں کرسکتا لہٰذا ان صورتوں میں ہزار روپے مقر پر لازم ہیں ہاں اگر مقر نے گواہوں سے

[1] ......جس کے لیے اقرار کیا گیا ہے۔ [2] ......قسم اُٹھانا۔ [3] ......پہلے کلام سے۔

[4] ......"الهداية"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما في معناه، ج٢، ص١٨٣.

[5] ......اسے عَمْرُ پڑھتے ہیں اس میں واو صرف لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الحادي عشر في اقرار الرجل...إلخ، ج٤، ص١٩٦.

[7] ......قیمت۔

ثابت کیا کہ جن روپوں کا اقرار کیا ہے وہ اُسی قسم کے ہیں جس کو مقرنے بیان کیا ہے یا خود مقرلہ نے مقرکی تصدیق کی تو مقر پر کچھ لازم نہیں۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲۰: میرے ذمہ فلاں شخص کے ہزارروپے حرام کے ہیں یا سود کے ہیں اس صورت میں بھی روپے لازم ہیں اور اگر یہ کہا کہ ہزارروپے زور[2] یا باطل کے ہیں اور مقرلہ تکذیب کرتا ہے[3] تو لازم اور تصدیق کرتا ہے تو لازم نہیں۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۱: یہ اقرار کیا کہ میں نے سامان خریدا تھا اُسکے ثمن کے روپے مجھ پر ہیں یا میں نے فلاں سے قرض لیا تھا اُس کے روپے میرے ذمہ ہیں اسکے بعد یہ کہتا ہے وہ کھوٹے روپے ہیں یا جست[5] کے سکّے ہیں یا اُن پیسوں کا چلن اب بند ہے ان سب صورتوں میں اچھے روپے دینے ہوں گے۔ اُس نے یہ کلام پہلے جملہ کے ساتھ وصل کیا ہو[6] یا فصل کیا ہو[7] کیونکہ یہ رجوع ہے اور اگر یوں کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ اتنے روپے کھوٹے ہیں اور وجوب کا سبب نہ بتایا ہو تو جس طرح کے کہتا ہے ویسے ہی واجب ہیں۔ اور اگر یہ اقرار کیا کہ اُس کے میرے ذمہ ہزارروپے غصب یا امانت کے ہیں پھر کہتا ہے وہ کھوٹے ہیں مقرکی تصدیق کی جائے گی اس جملہ کو وصل کے ساتھ کہے یا فصل کے ساتھ کیونکہ غصب کرنے والا کھرے کھوٹے کا امتیاز نہیں کرتا اور امانت رکھنے والے کے پاس جیسی چیز ہوتی ہے رکھتا ہے۔ غصب یا ودیعت[8] کے اقرار میں اگر یہ کہتا ہے کہ جست کے وہ روپے ہیں اور وصل کے ساتھ کہا تو مقبول ہے اور فصل کر کے کہا تو مقبول نہیں۔[9] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۲۲: بیع تلجیہ کا اقرار کیا یعنی میں نے ظاہر طور پر بیع کی تھی حقیقت میں بیع مقصود نہ تھی اگر مقرلہ نے اس کی تکذیب کی تو بیع لازم ہوگی ورنہ نہیں۔[10] (درمختار)

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناه، ج۲، ص۱۸۳.
و"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء و ما فی معناه، ج۸، ص۴۳۳.

[2] ......یعنی ظلماً یا زبردستی کے روپے۔

[3] ......جھٹلاتا ہے۔

[4] ......"البحرالرائق"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء و ما فی معناه، ج۷، ص۴۳۰.

[5] ......ایک سخت نیلے رنگ کی دھات۔

[6] ......ملایا ہو یعنی پہلے جملے کے ساتھ فوراً بولا ہو۔

[7] ......الگ کیا ہو یعنی درمیان میں کوئی اور کلام کیا ہو یا کچھ دیر بعد کہا ہو۔

[8] ......امانت۔

[9] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء و ما فی معناه، ج۸، ص۴۳۳.
و"البحرالرائق"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء و ما فی معناه، ج۷، ص۴۳۰.

[10] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء و ما فی معناه، ج۸، ص۴۳۳.

مسئلہ ۲۴: یہ اقرار کیا کہ فلاں کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں پھر کہتا ہے یہ اقرار میں نے تلجِئہ کے طور پر کیا مقرلہ کہتا ہے واقع میں تمہارے ذمہ ہزار ہیں اگر مقرلہ نے اس سے پہلے تلجئہ کا اقرار نہ کیا ہو تو مقر کو مال دینا ہی ہوگا اور اگر مقرلہ تلجئہ کی تصدیق کرلے گا تو کچھ لازم نہ ہوگا۔[1] (عالمگیری)

نکاح و طلاق کا اقرار

مسئلہ ۱: مرد نے اقرار کیا کہ میں نے فلانی عورت سے ہزار روپے میں نکاح کیا پھر مرد نے نکاح سے انکار کر دیا اور عورت نے بھی اُس کی تصدیق کی تھی تو نکاح جائز ہے عورت کو مہر بھی ملے گا اور میراث بھی ہاں اگر مہر مقرر مہر مثل سے زائد ہو اور نکاح کا اقرار مرض میں ہوا ہو تو یہ زیادتی باطل ہے۔ اور اگر عورت نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں سے اتنے مہر پر نکاح کیا پھر عورت نے انکار کر دیا اگر شوہر نے عورت کی زندگی میں تصدیق کی نکاح ثابت ہو جائے گا اور مرنے کے بعد تصدیق کی تو نہ نکاح ثابت ہوگا نہ شوہر کو میراث ملے گی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: عورت نے مرد سے کہا مجھے طلاق دیدے یا اتنے پر خلع کرلے یا کہا مجھے اتنے روپے کے عوض کل طلاق دیدی یا مجھ سے کل خلع کرلیا یا تو نے مجھ سے ظہار کیا یا ایلا کیا ان سب صورتوں میں نکاح کا اقرار ہے۔ یوہیں مرد نے عورت سے کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا ہے یا ایلا کیا ہے یہ مرد کی جانب سے اقرار نکاح ہے اور اگر عورت سے ظہار کے الفاظ کہے یعنی یہ کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے یہ اقرار نکاح نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: عورت نے مرد سے کہا مجھے طلاق دیدے مرد نے کہا تو اپنے نفس کو اختیار کر یا تیرا امر[4] تیرے ہاتھ میں ہے یہ اقرار نکاح ہے اور اگر مرد نے ابتداءً یہ کلام کہا عورت کے جواب میں نہیں کہا تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر یہ کہا تیرا امر طلاق کے بارے میں تیرے ہاتھ میں ہے یہ اقرار ہے اور اگر طلاق کا ذکر نہیں کیا تو اقرار نکاح نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مرد نے کہا تجھے طلاق ہے یہ اقرار نکاح ہے اور اگر کہا تو مجھ پر حرام ہے یا بائن ہے تو اقرار نکاح نہیں مگر جب

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الخامس عشرفی الاقراربالتلجئة، ج٤، ص٢٠٦.

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب السادس عشرفی الاقراربالنکاح و الطلاق والرق، ج٤، ص٢٠٦، ٢٠٧.

[3] ......المرجع السابق، ص٢٠٧.

[4] ......معاملہ۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب السادس عشرفی الاقراربالنکاح و الطلاق والرق، ج٤، ص٢٠٧.

کہ عورت نے طلاق کا سوال کیا ہو اور اس نے اُس کے جواب میں کہا ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۵: شوہر نے اقرار کیا کہ میں نے تین مہینے ہوئے اسے طلاق دیدی ہے اور نکاح کو ابھی ایک ہی مہینہ ہوا ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح کو چار مہینے ہوگئے ہیں تو طلاق ہوگئی پھر اس صورت میں اگر عورت شوہر کی تصدیق کرتی ہو تو عدّت اُس وقت سے ہوگی جب سے شوہر طلاق دینا بتاتا ہے اور تکذیب کرتی ہو تو وقت اقرار سے عدّت ہوگی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۶: شوہر نے بعد دخول یہ اقرار کیا کہ میں نے دخول سے پہلے طلاق دیدی تھی یہ طلاق واقع ہوگی اور چونکہ قبل دخول طلاق کا اقرار کیا ہے نصف مہر لازم ہوگا اور چونکہ بعد طلاق وطی کی ہے اس سے مہر مثل لازم ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۷: مرد نے اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو تین طلاقیں دیدی تھیں اور اس سے قبل کہ عورت دوسرے سے نکاح کرے پھر اُس نے اس سے نکاح کرلیا اور عورت کہتی ہے کہ مجھے طلاق نہیں دی تھی یا میں نے دوسرے سے نکاح کرلیا تھا اور اُس نے وطی[4] بھی کی تھی ان دونوں میں تفریق کردی جائے گی پھر اگر دخول نہیں کیا ہے تو نصف مہر لازم ہوگا اور دخول کرلیا تو پورا مہر اور نفقۂ عدت[5] بھی لازم ہے۔[6] (عالمگیری)

خرید وفروخت کے متعلق اقرار

مسئلہ۱: ایک نے دوسرے سے کہا یہ چیز میں نے کل تمہارے ہاتھ بیچ کی تم نے قبول نہیں کی اُس نے کہا میں نے قبول کرلی تھی تو قول اسی مشتری کا معتبر ہے اور اگر مشتری نے کہا میں نے یہ چیز تم سے خریدی تھی تم نے قبول نہ کی بائع نے کہا میں نے قبول کی تھی تو قول بائع کا معتبر ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۲: یہ اقرار کیا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ بیچی اور ثمن وصول پالیا یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ ثمن کی مقدار نہ بیان کی ہو اور اگر ثمن کی مقدار بتاتا ہے اور کہتا ہے ثمن نہیں وصول کیا اور مشتری کہتا ہے ثمن لے چکے ہو تو قسم کے ساتھ بائع کا قول معتبر ہوگا اور گواہ مشتری کے معتبر ہوں گے۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب السادس عشرفی الاقراربالنکاح والطلاق والرق، ج٤، ص٢٠٧.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ...... ہمبستری، جماع۔

[5] ......دوران عدت کھانے پینے وغیرہ کا خرچہ۔

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب السادس عشرفی الاقراربالنکاح والطلاق والرق، ج٤، ص٢٠٧، ٢٠٨.

[7] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثامن عشرفی الاقراربالبیع والشراء...إلخ، ج٤، ص٢١٣.

[8] ......المرجع السابق، ص٢١٤.

مسئلہ ۳: یہ اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص کے ہاتھ مکان بیچا ہے مگر اُس مکان کو متعین نہیں کیا پھر انکار کر دیا وہ اقرار باطل ہے اور اگر مکان کو متعین کر دیا مگر ثمن نہیں ذکر کیا یہ اقرار بھی انکار کرنے سے باطل ہو جائے گا اور اگر مکان کے حدود بیان کر دیے اور ثمن بھی ذکر کر دیا تو بائع پر یہ بیع لازم ہے اگرچہ انکار کرتا ہو اگرچہ گواہان اقرار کو مکان کے حدود معلوم نہ ہوں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ گواہوں سے ثابت ہو کہ وہ مکان جس کے حدود بائع نے بتائے فلاں مکان ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: یہ کہا کہ میرے ذمہ فلاں کے ہزار روپے فلاں چیز کے ثمن کے ہیں اوس نے کہا ثمن تو کسی چیز کا اُسکے ذمہ نہیں البتہ قرض ہے مقرلہ ہزار لے سکتا ہے اور اگر اتنا کہہ کر کہ ثمن تو بالکل نہیں چاہیے خاموش ہو گیا پھر کہنے لگا اوس کے ذمہ میرے ہزار روپے قرض ہیں تو کچھ نہیں ملے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: یہ اقرار کیا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ بیع کی اور ثمن کا ذکر نہیں کیا مشتری کہتا ہے کہ میں نے وہ چیز پانسو میں خریدی ہے بائع کسی شے کے بدلے میں بیچنے سے انکار کرتا ہے تو بائع کو مشتری کے دعوے پر حلف دیا جائے گا محض اقرار اوّل کی وجہ سے بیع لازم نہیں ہوگی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: یہ اقرار کیا کہ یہ چیز میں نے فلاں کے ہاتھ ایک ہزار میں بیچی ہے اوس نے کہا میں نے تو کسی دام میں بھی نہیں خریدی ہے پھر کہا ہاں ہزار روپے میں خریدی ہے اب بائع کہتا ہے میں نے تمہارے ہاتھ بیچی ہی نہیں اس صورت میں مشتری کا قول معتبر ہے اُن داموں میں چیز کو لے سکتا ہے اور اگر جس وقت مشتری نے خریدنے سے انکار کیا تھا بائع کہہ دیتا کہ سچ کہتے ہو تم نے نہیں خریدی اس کے بعد مشتری کہے کہ میں نے خریدی ہے تو نہ بیع لازم ہوگی، نہ مشتری کے گواہ مقبول ہوں گے۔ اگر بائع مشتری کے خریدنے کی تصدیق کرے تو یہ تصدیق بمنزلہ بیع[4] مانی جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: یہ کہا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ بیع کی ہی نہیں بلکہ فلاں کے ہاتھ، یہ اقرار باطل ہے البتہ اگر وہ دونوں دعویٰ کرتے ہوں تو اس کو ہر ایک کے مقابل میں حلف اوٹھانا پڑیگا۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثامن عشر فی الاقرار بالبیع والشراء...إلخ، ج٤، ص٢١٤.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثامن فی الاختلاف الواقع بین المقرو المقرله، ج٤، ص١٨٨.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثامن عشر فی الاقرار بالبیع والشراء...إلخ، ج٤، ص٢١٤.

[4] ......خریدوفروخت کے قائم مقام۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثامن عشر فی الاقرار بالبیع والشراء...إلخ، ج٤، ص٢١٤.

[6] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۸: وکیل بالبیع [1] نے بیع کا اقرار کرلیا یہ اقرار حقِ موکل میں [2] بھی صحیح ہے یعنی موکل چیز دینے سے انکار نہیں کرسکتا ثمن موجود ہو یا ہلاک ہو چکا ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔ موکل نے اقرار کیا کہ وکیل نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ اتنے میں بیع کردی ہے اور وہ مشتری بھی تصدیق کرتا ہے مگر وکیل بیع سے انکار کرتا ہے تو چیز اوتنے ہی دام [3] میں مشتری کی ہوگئی مگر اس کی ذمہ داری موکل پر ہے وکیل سے اس بیع کو کوئی تعلق نہیں۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: ایک شخص نے اپنی چیز دوسرے شخص کو بیچنے کے لیے دی موکل مرگیا وکیل کہتا ہے میں نے وہ چیز ہزار روپے میں بیچ ڈالی اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا اگر وہ چیز موجود ہے وکیل کی بات معتبر نہیں اور ہلاک ہو چکی ہے تو معتبر ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: ایک معین چیز کے خریدنے کا وکیل ہے وکیل اقرار کرتا ہے کہ میں نے وہ چیز سو روپے میں خرید لی بائع بھی یہی کہتا ہے مگر موکل انکار کرتا ہے اس صورت میں وکیل کی بات معتبر ہے اور اگر غیر معین چیز کے خریدنے کا وکیل تھا اور اُسکی جنس وصفت وثمن کی تعیین کردی تھی وکیل کہتا ہے میں نے یہ چیز موکل کے حکم کے موافق خریدی ہے اور موکل انکار کرتا ہے اگر موکل نے ثمن دے دیا تھا تو وکیل کی بات معتبر ہے اور نہیں دیا تھا تو موکل کی۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: دو شخص بائع ہیں ان میں ایک نے عیب کا اقرار کرلیا دوسرا منکر ہے تو جس نے اقرار کیا ہے اُس پر واپسی ہوسکتی ہے دوسرے پر نہیں ہوسکتی اور اگر بائع ایک ہے مگر اس میں اور دوسرے شخص کے مابین شرکت مفاوضہ ہے بائع نے عیب سے انکار کیا اور شریک اقرار کرتا ہے تو چیز واپس ہوجائے گی۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مسلم الیہ [8] نے کہا تم نے دس روپے سے دو من گیہوں [9] میں سلم کیا تھا مگر میں نے وہ روپے نہیں لیے تھے رب السلم [10] کہتا ہے روپے لے لیے تھے اگر فوراً کہا اسکی بات مان لی جائے گی اور کچھ دیر کے بعد کہا مسلم نہیں۔ [11] یوہیں اگر ایک شخص نے کہا تم نے مجھے ہزار روپے قرض دینے کہے تھے مگر دیے نہیں وہ کہتا ہے دے دیے تھے اگر یہ بات فوراً کہی مسلم ہے اور فاصلہ کے بعد کہی معتبر نہیں۔ [12] (عالمگیری)

---

[1] ......فروخت کرنے کا وکیل۔ [2] ......وکیل کرنے والے کے حق میں۔ [3] ...... قیمت۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثامن عشر فی الاقرار بالبیع والشراء...إلخ، ج٤، ص٢١٥.

[5] ......المرجع السابق. [6] ......المرجع السابق، ص٢١٦. [7] ......المرجع السابق، ص٢١٧.

[8] ......بیع سلم میں بائع کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔ [9] ......گندم۔

[10] ......بیع سلم میں مشتری کو رب السلم کہتے ہیں۔ [11] ......قابلِ تسلیم نہیں۔

[12] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثامن فی الاختلاف الواقع بین المقر والمقرله، ج٤، ص١٩٠.

مسئلہ ۱۳: مضارب [1] نے مال مضاربت میں دَین [2] کا اقرار کیا اگر مال مضاربت مضارب کے ہاتھ میں ہے مضارب کا اقرار رب المال [3] پر لازم ہوگا اور مضارب کے ہاتھ میں نہیں ہے تو رب المال پر اقرار لازم نہیں ہوگا۔ مزدور کی اجرت، جانور کا کرایہ، دوکان کا کرایہ ان سب چیزوں کا مضارب نے اقرار کیا وہ اقرار رب المال پر لازم ہوگا جبکہ مال مضاربت ابھی تک مضارب کے پاس ہو اور اگر مال دے دیا اور کہہ دیا کہ یہ اپنا راس المال لو اس کے بعد اس قسم کے اقرار بیکار ہیں۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مضارب نے ایک ہزار روپے نفع کا اقرار کیا پھر کہتا ہے مجھ سے غلطی ہوگئی پانسو روپے نفع کے ہیں اسکی بات نامعتبر ہے جو کچھ پہلے کہہ چکا ہے اُس کا ضامن ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: مضارب نے بیع کی ہے مبیع کے عیب کا [6] رب المال نے اقرار کیا مشتری مبیع کو مضارب پر واپس نہیں کرسکتا اور بائع نے اقرار کیا تو دونوں پر لازم ہوگا۔ [7] (عالمگیری)

وصی کا اقرار

مسئلہ ۱: وصی نے یہ اقرار کیا کہ میّت کا جو کچھ فلاں کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کرلیا اور یہ نہیں بتایا کہ کتنا تھا پھر یہ کہا کہ میں نے سو روپے اُس سے وصول کیے ہیں مدیون [8] کہتا ہے کہ میرے ذمہ میّت کے ہزار روپے تھے اور وصی نے سب وصول کر لیے اگر میّت نے مدیون سے دَین کا معاملہ کیا تھا پھر وصی اور مدیون نے اس طرح اقرار کیا تو مدیون بری ہوگیا یعنی وصی اب اُس سے کچھ نہیں وصول کرسکتا اور وصی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے یعنی وصی سے بھی ورثہ نوسو کا مطالبہ نہیں کرسکتے اور اگر ورثہ نے مدیون کے مقابل میں گواہوں سے اُس کا مدیون ہونا ثابت کیا جب بھی وصی کے اقرار کی وجہ سے مدیون بری ہوگیا مگر وصی پر نوسو روپے تاوان کے واجب ہیں جو ورثہ اُس سے وصول کریں گے۔ اور اگر مدیون نے پہلے ہی

---

[1] ......مضاربت پر مال لینے والا۔ [2] ......قرض۔ [3] ......مضاربت پر مال دینے والا۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب التاسع عشر في اقرار المضارب والشريك، ج٤، ص٢١٨.

[5] ......المرجع السابق، ص٢١٩.

[6] ......جو چیز بیچی گئی اُس کے عیب کا۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب التاسع عشر في اقرار المضارب والشريك، ج٤، ص٢١٩.

[8] ......مقروض۔

دَین کا اقرار کیا ہے اور یہ کہ وہ ہزار روپے ہے اس کے بعد وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ اس کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کر لیا پھر بعد میں یہ کہا کہ میں نے اُس سے سو روپے وصول کیے ہیں تو مدیون بری ہو گیا مگر وصی نو سو اپنے پاس سے ورثہ کو دے۔ یہ تمام باتیں اُس صورت میں ہیں کہ ایک سو وصول کرنے کا اقرار وصی نے فصل کے ساتھ کیا اور اگر یہ اقرار موصول ہو یعنی یوں کہا کہ جو کچھ میّت کا اُس کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کر لیا اور وہ سو روپے تھے اور مدیون کہتا ہے کہ سو نہیں بلکہ ہزار تھے اور تم نے سب لے لیے تو وصی کے اس بیان کی تصدیق کی جائے گی اور مدیون سے نو سو کا مطالبہ ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: وصی نے ورثہ کا مال بیع کیا اور گواہوں سے ثابت کیا کہ پورا ثمن میں نے وصول کیا اور ثمن سو روپے تھا مشتری کہتا ہے ڈیڑھ سو ثمن تھا وصی کا قول معتبر ہوگا مگر مشتری سے بھی پچاس کا مطالبہ نہ ہوگا اور اگر وصی نے اقرار کیا کہ میں نے سو روپے وصول کیے اور یہی پورا ثمن تھا مشتری کہتا ہے ڈیڑھ سو ثمن تھا تو مشتری پچاس روپے اور دے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ میّت کا فلاں کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کر لیا اور کُل سو روپے تھے مگر گواہوں سے ثابت ہوا کہ اُس کے ذمہ دو سو تھے تو مدیون سے سو روپے وصول کیے جائیں گے وصی اپنے اقرار سے ان کو باطل نہیں کر سکتا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: وصی نے اقرار کیا کہ لوگوں کے ذمہ میّت کے جو کچھ دیون تھے میں نے سب وصول کر لیے اس کے بعد ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے میں بھی میّت کا مدیون تھا اور مجھ سے بھی وصی نے دَین وصول کیا وصی کہتا ہے نہ میں نے تم سے کچھ لیا ہے اور نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ میّت کا دَین تمہارے ذمہ بھی ہے تو وصی کا قول معتبر ہے اور اس مدیون نے چونکہ دَین کا اقرار کیا ہے اس سے دَین وصول کیا جائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: وصی نے اقرار کیا کہ فلاں شخص پر میّت کا جو کچھ دَین تھا میں نے سب وصول کر لیا مدیون کہتا ہے کہ مجھ پر ہزار روپے تھے وصی کہتا ہے ہاں ہزار تھے مگر پانسو روپے تم نے میّت کو اُس کی زندگی میں خود اُسے دیے تھے اور پانسو مجھے دیے مدیون کہتا ہے میں نے ہزار تمھیں کو دیے ہیں وصی پر ہزار روپے لازم ہیں مگر ورثہ اُس کو حلف[5] دیں گے۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الاقرار، الباب العشرون فی اقرار الوصی بالقبض، ج٤، ص٢٢١، ٢٢٢.

[2] ......المرجع السابق، ص٢٢٢.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......قسم۔

[6] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الاقرار، الباب العشرون فی اقرار الوصی بالقبض، ج٤، ص٢٢٣.

مسئلہ ۶: وصی نے اقرار کیا کہ میّت کے مکان میں جو کچھ نقد و اثاثہ[1] تھا میں نے سب پر قبضہ کرلیا اس کے بعد پھر کہتا ہے کہ مکان میں سو روپے تھے اور پانچ کپڑے تھے ورثہ نے گواہوں سے ثابت کیا کہ جس دن مرا تھا مکان میں ہزار روپے اور سو کپڑے تھے وصی اوتنے ہی کا ذمہ دار ہے جتنے پر اُس نے قبضہ کیا جب تک گواہوں سے یہ ثابت نہ ہو کہ اس سے زائد پر قبضہ کیا تھا۔[2] (عالمگیری)

ودیعت و غصب وغیرہ کا اقرار

مسئلہ ۱: یہ اقرار کیا کہ میں نے اس کا ایک کپڑا غصب کیا یا اُس نے میرے پاس کپڑا امانت رکھا اور ایک عیب دار کپڑا لاکر کہتا ہے یہ وہی ہے مالک کہتا ہے یہ وہ نہیں ہے مگر اس کے پاس گواہ نہیں تو قسم کے ساتھ غاصب[3] یا امین کا ہی قول معتبر ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲: یہ کہا کہ میں نے تم سے ہزار روپے امانت کے طور پر لیے اور وہ ہلاک ہوگئے مقرلہ[5] نے کہا نہیں بلکہ تم نے وہ روپے غصب کیے ہیں مُقِر[6] کو تاوان دینا پڑے گا۔ اور اگر یوں اقرار کیا تم نے مجھے ہزار روپے امانت کے طور پر دیے وہ ضائع ہوگئے اور مقرلہ کہتا ہے نہیں بلکہ تم نے غصب کیے تو مقر پر تاوان نہیں اور اگر یوں اقرار کیا کہ میں نے تم سے ہزار روپے امانت کے طور پر لیے اوس نے کہا نہیں بلکہ قرض لیے ہیں یہاں مقر کا قول معتبر ہوگا۔ یہ کہا کہ یہ ہزار روپے میرے فلاں کے پاس امانت رکھے تھے میں لے آیا وہ کہتا ہے نہیں بلکہ وہ میرے روپے تھے جس کو وہ لے گیا تو اوسی کی بات معتبر ہوگی جس کے یہاں سے اس وقت روپے لایا ہے کیونکہ پہلا شخص استحقاق کا مدعی ہے[7] اور یہ منکر ہے لہٰذا روپے موجود ہوں تو وہ واپس کرے ورنہ اونکی قیمت ادا کرے۔[8] (ہدایہ، درمختار)

---

[1] ...... مال واسباب۔

[2] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب العشرون فی اقرار الوصی بالقبض، ج٤، ص٢٢٣.

[3] ...... غصب کرنے والا۔

[4] ...... "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناه، ج٨، ص٤٣٣.

[5] ...... جس کے لیے اقرار کیا۔

[6] ...... اقرار کرنے والا۔

[7] ...... اپنا حق ثابت کرنے کا دعویدار ہے۔

[8] ...... "الهدایة"، کتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناه، ج٢، ص١٨٥.
و "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناه، ج٨، ص٤٣٣.

مسئلہ ۳: میں نے اپنا یہ گھوڑا فلاں کو کرایہ پر دیا تھا اُس نے سواری لے کر واپس کر دیا یا یہ کپڑا میں نے اوسے عاریت یا کرایہ پر دیا تھا اُس نے پہن کر واپس دے دیا یا میں نے اپنا مکان اُسے سکونت کے لیے دیا تھا اُس نے کچھ دنوں رہ کر واپس کر دیا وہ شخص کہتا ہے نہیں بلکہ یہ چیزیں خود میری ہیں ان سب صورتوں میں مقر کا قول معتبر ہے۔ یوہیں یہ کہتا ہے کہ فلاں سے میں نے اپنا یہ کپڑا اتنی اُجرت پر سلوایا اور اُس پر میں نے قبضہ کرلیا وہ کہتا ہے یہ کپڑا میرا ہی ہے یہاں بھی مقر ہی کا قول معتبر ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۴: درزی کے پاس کپڑا ہے کہتا ہے یہ کپڑا فلاں کا ہے اور مجھے فلاں شخص (دوسرے کا نام لے کر کہتا ہے) کہ اُس نے دیا ہے اور وہ دونوں اُس کپڑے کے مدعی ہیں تو جس کا نام درزی نے پہلے لیا اسی کو دیا جائے گا یہی حکم دھوبی اور سونار[2] کا ہے اور یہ سب دوسرے کو تاوان بھی نہیں دیں گے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: یہ ہزار روپے میرے پاس زید کی امانت ہیں نہیں بلکہ عمرو[4] کی تو یہ ہزار جو موجود ہیں یہ تو زید کو دے اور اتنے ہی اپنے پاس سے عمرو کو دے کہ جب زید کے لیے اقرار کر چکا تو اُس سے رجوع نہیں کر سکتا۔[5] (درر، غرر) یہ اُس وقت ہے کہ زید بھی اپنے روپے اس کے پاس بتاتا ہو۔

مسئلہ ۶: یہ کہا کہ ہزار روپے زید کے ہیں نہیں بلکہ عمرو کے ہیں اس میں امانت کا لفظ نہیں کہا تو وہ روپے زید کو دے عمرو کا اس پر کچھ واجب نہیں۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ معین کا اقرار ہو اور اگر غیر معین شے کا اقرار ہو مثلاً یہ کہا کہ میں نے فلاں کے سو روپے غصب کیے نہیں بلکہ فلاں کے اس صورت میں دونوں کو دینا ہوگا کہ دونوں کے حق میں اقرار صحیح ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۷: ایک نے دوسرے سے کہا میں نے تم سے ایک ہزار بطور امانت لیے تھے اور ایک ہزار غصب کیے تھے امانت کے روپے ضائع ہو گئے اور غصب والے یہ موجود ہیں لے لو، مقرلہ یہ کہتا ہے کہ یہ امانت والے روپے ہیں اور غصب

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء و مافى معناه، ج٢، ص١٨٥.

[2] ......سونے کا کاروبار کرنے والا۔

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الحادى عشر فى اقرار الرجل...إلخ، ج٤، ص١٩٧.

[4] ......اسے عَمرُ پڑھتے ہیں اس میں واو صرف لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

[5] ......"درر الحكام" و "غرر الأحكام"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء ومابمعناه، الجزء الثانى، ص٣٦٧.

[6] ......"الدر المختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء و مافى معناه، ج٨، ص٤٣٤.

والے ہلاک ہوئے، اس میں مقرلہ کا قول معتبر ہوگا یعنی یہ ہزار بھی لے گا اور ایک ہزار تاوان لے گا۔ یوہیں اگر مقرلہ یہ کہتا ہے کہ نہیں بلکہ تم نے دو ہزار غصب کیے تھے تو مقر[1] سے دونوں ہزار وصول کرے گا۔ اور اگر مقر کے یہ الفاظ تھے کہ تم نے ایک ہزار مجھے بطور امانت دیے تھے اور ایک ہزار میں نے تم سے غصب کیے تھے امانت والے ضائع ہوگئے اور غصب والے یہ موجود ہیں اور مقرلہ[2] یہ کہتا ہے کہ غصب والے ضائع ہوئے تو اس صورت میں مقر کا قول معتبر ہوگا یعنی یہ ہزار جو موجود ہیں لے لے اور تاوان کچھ نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۸: ایک شخص نے کہا میں نے تم سے ہزار روپے بطور امانت لیے تھے وہ ہلاک ہوگئے دوسرے نے کہا بلکہ تم نے غصب کیے تھے مقر پر تاوان واجب ہے کہ لینے کا اقرار سبب ضمان کا اقرار ہے مگر اس کے ساتھ امانت کا دعویٰ ہے اور مقرلہ اس سے منکر ہے لہٰذا اسی کا قول معتبر اور اگر یہ کہا کہ تم نے مجھے ہزار روپے امانت کے طور پر دیے وہ ہلاک ہوگئے دوسرا یہ کہتا ہے کہ تم نے غصب کیے تھے تو تاوان نہیں کہ اس صورت میں اس نے سبب ضمان کا اقرار ہی نہیں کیا بلکہ دینے کا اقرار ہے اور دینا مقرلہ کا فعل ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۹: یہ کہا کہ فلاں شخص پر میرے ہزار روپے تھے میں نے وصول پائے اس نے کہا تم نے یہ ہزار روپے مجھ سے لیے ہیں اور تمہارا میرے ذمہ کچھ نہیں تھا تم وہ روپے واپس کرو اگر یہ قسم کھا جائے کہ اُس کے ذمہ کچھ نہ تھا تو اُسے واپس کرنے ہوں گے۔ یوہیں اگر اُس نے یہ اقرار کیا تھا کہ میری امانت اُس کے پاس تھی میں نے لے لی یا میں نے ہبہ کیا تھا واپس لے لیا دوسرا کہتا ہے کہ نہ امانت تھی نہ ہبہ تھا وہ میرا مال تھا جو تم نے لے لیا واپس کرنا ہوگا۔[5] (مبسوط)

مسئلہ ۱۰: اقرار کیا کہ یہ ہزار روپے میرے پاس تمہاری ودِیعت[6] ہیں۔ مقرلہ نے جواب میں کہا کہ ودیعت نہیں ہیں بلکہ قرض ہیں یا مبیع کے ثمن ہیں مقر نے کہا کہ نہ ودیعت ہیں نہ دَین[7] اب مقرلہ یہ چاہتا ہے کہ دَین میں ان روپوں کو وصول کرلے نہیں کرسکتا کیونکہ ودِیعت کا اقرار اس کے رد کرنے سے رد ہوگیا اور دَین کا اقرار تھا ہی نہیں لہٰذا معاملہ ختم

---

[1] ......اقرار کرنے والا۔
[2] ......جس کے لیے اقرار کیا ہے۔
[3] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیمایکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۱.
[4] ......"الهداية"، کتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناه، ج۲، ص۱۸۵.
[5] ......"المبسوط" للسرخسی، باب الاقرار بالاقتضاء، ج۹، الجزء الثامن عشر، ص۱۱۶، ۱۱۷.
[6] ......امانت۔
[7] ......قرض۔

ہوگیا۔ اوراگر صورت یہ ہے کہ مقر نے ودیعت کا اقرار کیا اور مقرلہ نے کہا کہ ودیعت نہیں بلکہ بعینہ یہی روپے میں نے تمہیں قرض دیے ہیں اور مقر نے قرض سے انکار کردیا تو مقرلہ بعینہ یہی روپے لے سکتا ہے اوراگر مقر نے بھی قرض کی تصدیق کردی تو مقرلہ بعینہ یہی روپے نہیں لے سکتا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱: یہ کہا زید کے گھر میں سے میں نے سوروپے لیے تھے پھر کہا کہ وہ میرے ہی تھے یا یہ کہا کہ وہ روپے عمرو[2] کے تھے وہ روپے صاحب خانہ یعنی زید کو واپس دے اور عمرو کو اپنے پاس سے سوروپے دے۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ زید کے صندوق یا اوس کی تھیلی میں سے میں نے سوروپے لیے پھر یہ کہا کہ وہ عمرو کے تھے وہ روپے زید کو دے اور عمرو کے لیے چونکہ اقرار کیا اسے تاوان دے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲: یہ کہا کہ فلاں کے گھر میں سے میں نے سوروپے لیے پھر کہا اوس مکان میں، میں رہتا تھا یا وہ میرے کرایہ میں تھا اُس کی بات معتبر نہیں یعنی تاوان دینا ہوگا ہاں اگر گواہوں سے اُس میں اپنی سکونت[4] یا کرایہ پر ہونا ثابت کردے تو ضمان سے بری ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۳: یہ کہا کہ فلاں کے گھر میں میں نے اپنا کپڑا رکھا تھا پھر لے آیا تو اس کے ذمہ تاوان نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: یہ کہا کہ فلاں شخص کی زمین کھود کر اُس میں سے ہزار روپے نکال لایا مالک زمین کہتا ہے وہ روپے میرے تھے اور یہ کہتا ہے میرے ہیں، مالکِ زمین کا قول معتبر ہے۔ مالک زمین نے گواہوں سے ثابت کیا کہ فلاں شخص نے اس کی زمین کھود کر ہزار روپے نکال لیے ہیں وہ کہتا ہے میں نے زمین کھودی ہی نہیں یا یہ کہتا ہے کہ وہ روپے میرے تھے وہ روپے مالک زمین کے قرار دیے جائیں گے۔[7] (عالمگیری)

---

[1]...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۱.

[2]...... اسے عَمْرُ پڑھتے ہیں اس میں "واؤ" صرف لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

[3]...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۳.

[4]...... رہائش۔

[5]...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۳.

[6]...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثامن فی الاختلاف الواقع بین المقر والمقرله، ج٤، ص۱۸۸.

[7]...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب التاسع فی الاقرار بأخذ الشیٔ من مکان، ج٤، ص۱۹۱.

متفرقات

مسئلہ ۱: زید کے عمرو کے ذمہ دس روپے اور دس اشرفیاں ہیں زید نے کہا میں نے عمرو سے روپے وصول پائے نہیں بلکہ اشرفیاں وصول ہوئیں عمرو کہتا ہے دونوں چیزیں تم نے وصول پائیں تو دونوں کی وصولی قرار دی جائے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: ایک شخص کے دوسرے پر ایک دستاویز کی رو سے دس روپے ہیں اور دس روپے دوسری دستاویز کی رو سے ہیں دائن[2] نے کہا میں نے مدیون[3] سے دس روپے اس دستاویز والے وصول پائے نہیں بلکہ اس دستاویز والے وصول پائے دس ہی روپے کی وصولی اقرار پائے گی اختیار ہے کہ جس دستاویز والے چاہے قرار دے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: زید کے عمرو کے ذمہ سو روپے ہیں اور بکر کے ذمہ سو روپے ہیں اور عمرو و بکر ہر ایک دوسرے کا کفیل[5] ہے۔ زید نے اقرار کیا میں نے عمرو سے دس روپے وصول پائے نہیں بلکہ بکر سے تو عمرو و بکر دونوں سے دس دس روپے وصول کرنے کا اقرار قرار پائے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ایک شخص کے دوسرے پر ہزار روپے ہیں دائن نے کہا تم نے اوس میں سے سو روپے مجھے اپنے ہاتھ سے دیے نہیں بلکہ خادم کے ہاتھ بھیجے تو یہ سو ہی کا اقرار ہے اور اگر ان روپوں کا کوئی شخص کفیل ہے اور دائن نے یہ کہا کہ تم سے میں نے سو روپے وصول پائے نہیں بلکہ تمھارے کفیل سے تو ہر ایک سے سو سو روپے لینے کا اقرار ہے اور اگر دائن اون دونوں پر حلف دینا چاہے، نہیں دے سکتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: دائن نے مدیون سے کہا سو روپے تم سے وصول ہو چکے مدیون نے کہا اور دس روپے میں نے تمہارے پاس بھیجے تھے اور دس روپے کا کپڑا تمہارے ہاتھ فروخت کیا ہے دائن نے کہا تم سچ کہتے ہو یہ سب اونھیں سو میں ہیں دائن

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٦.

[2] ......قرض دینے والا۔

[3] ......مقروض۔

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٦.

[5] ......ضامن۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٦.

[7] ......المرجع السابق.

کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ایک شخص نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی بائع[2] نے کہا میں نے مشتری[3] سے ثمن لے لیا پھر بائع نے کہا مشتری کے میرے ذمہ روپے تھے اُس سے میں نے مقاصہ (ادلا بدلا) کرلیا بائع کی بات نہیں مانی جائے گی۔ اور اگر بائع نے پہلے یہ کہا کہ مشتری کے روپے میرے ذمہ تھے اُس سے میں نے مقاصہ کرلیا اور بعد میں یہ کہا کہ ثمن کے روپے مشتری سے لے لیے تو بائع کا قول معتبر ہے۔ یوہیں اگر بائع نے یہ کہا کہ ثمن کے روپے وصول ہوگئے یا وہ ثمن کے روپے سے بری ہوگیا پھر کہتا ہے میں نے مقاصہ کرلیا تو اُس کی بات مان لی جائے گی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مقرلہ ایک شخص ہے اور مقر نے نفی واثبات کے طور پر دو چیزوں کا اقرار کیا تو جو مقدار میں زیادہ ہوگی اور وصف میں بہتر ہوگی وہ واجب ہوگی مثلاً زید کے مجھ پر ایک ہزار روپے ہیں نہیں بلکہ دو ہزار یا یوں کہا اُس کے مجھ پر ایک ہزار روپے کھرے[5] ہیں نہیں بلکہ کھوٹے یا اس کا عکس یعنی یوں کہا اوس کے مجھ پر دو ہزار ہیں نہیں بلکہ ایک ہزار یا ایک ہزار کھوٹے ہیں نہیں بلکہ کھرے، ان سب کا حکم یہ ہے کہ پہلی صورت میں دو ہزار واجب اور دوسری صورت میں کھرے روپے واجب اور اگر جنس مختلف ہوں مثلاً اُس کے مجھ پر ایک ہزار روپے ہیں نہیں بلکہ ایک ہزار اشرفی دونوں چیزیں واجب ایک ہزار وہ، ایک ہزار یہ۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: یہ کہا کہ زید پر جو میرا دَین[7] ہے وہ عمرو کا ہے یا یہ کہا کہ زید کے پاس جو میری امانت ہے وہ عمرو کی ہے۔ یہ عمرو کے لیے اس دَین وامانت کا اقرار ہے مگر اس دَین یا امانت پر قبضہ مقر کا[8] حق ہے مگر اس لفظ کو ہبہ قرار دینا گذشتہ بیان کے موافق ہوگا لہٰذا تسلیمِ واہب[9] اور قبضۂ موہوب لہ[10] ضروری ہوگا۔[11] (درمختار)

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخيار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٦.

[2] ...... بیچنے والا۔ [3] ...... خریدار۔

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخيار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٦.

[5] ...... خالص۔

[6] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناه، ج٨، ص٤٣٥.

[7] ...... قرض۔ [8] ...... اقرار کرنے والے کا۔

[9] ...... ہبہ کرنے والے کا سپرد کردینا۔ [10] ...... جسے ہبہ کیا اس کا قبضہ کرلینا۔

[11] ...... "الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناه، ج٨، ص٤٣٥.

اقرارِ مریض کا بیان

مریض سے مراد وہ ہے جو مرض الموت میں مبتلا ہو اور اس کی تعریف کتاب الطلاق میں مذکور ہو چکی ہے وہاں سے معلوم کریں۔

مسئلہ ۱: مریض کے ذمہ جو دَین ہے جس کا وہ اقرار کرتا ہے وہ حالتِ صحت کا دَین ہے یا حالتِ مرض کا اور اُس کا سبب معروف ہے یا غیر معروف اور اقرار اجنبی کے لیے ہے یا وارث کے لیے ان تمام صورتوں کے احکام بیان کیے جائیں گے۔

مسئلہ ۲: صحت کا دَین[1] چاہے اس کا سبب معلوم ہو یا نہ ہو اور مرض الموت کا دَین جس کا سبب معروف و مشہور ہو مثلاً کوئی چیز خریدی ہے اُس کا ثمن، کسی کی چیز ہلاک کر دی ہے اُسکا تاوان، کسی عورت سے نکاح کیا ہے اُس کا مہرِ مثل یہ دیون[2] اون دیون پر مقدم ہیں جن کا زمانہ مرض میں اُس نے اقرار کیا ہے۔[3] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۳: سبب معروف کا یہ مطلب ہے کہ گواہوں سے اُس کا ثبوت ہو یا قاضی نے خود اُس کا معاینہ کیا ہو اور سبب سے وہ سبب مراد ہے جو تبرع نہ ہو جیسے نکاحِ مشاہد اور بیع اور اتلافِ مال کہ ان کو لوگ جانتے ہوں۔ مہرِ مثل سے زیادہ پر مریض نے نکاح کیا تو جو کچھ مہرِ مثل سے زیادتی ہے یہ باطل ہے اگرچہ نکاح صحیح ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴: مریض نے اجنبی کے حق میں اقرار کیا یہ اقرار جائز ہے اگرچہ اُس کے تمام اموال کو احاطہ کر لے[5] اور وارث کے لیے مریض نے اقرار کیا تو جب تک دیگر ورثہ اس کی تصدیق نہ کریں جائز نہیں اور اجنبی کے لیے بھی جمیع مال[6] کا اقرار اُس وقت صحیح ہے جب صحت کا دَین اُس کے ذمہ نہ ہو یعنی علاوہ مقرلہ[7] کے دوسرے لوگوں کا دَین حالت صحت میں جو معلوم تھا نہ ہو ورنہ پہلے یہ دَین ادا کیا جائے گا اس سے جب بچے گا تو اُس دَین کو ادا کیا جائے گا جس کا مرض میں اقرار کیا ہے بلکہ زمانہ صحت کے دَین کو اُس ودیعت[8] پر مقدم کریں گے جس کا ثبوت محض مریض کے

---

[1] ......قرض۔
[2] ......دَین کی جمع قرضے۔
[3] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۷، ص ۴۳۱.
و"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۸، ص ۴۳۷.
[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۸، ص ۴۳۷.
[5] ......یعنی جتنے مال کا اقرار کیا وہ ترکہ کے مال سے زائد ہو جائے۔
[6] ......تمام مال۔
[7] ......جس کے لیے اقرار کیا۔
[8] ......امانت۔

اقرار سے ہو۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مریض کو یہ اختیار نہیں کہ بعض دائن کا دَین ادا کردے بعض کا نہ ادا کرے یعنی اگر اُس نے ایسا کیا ہے اور کُل مال ختم ہوگیا یا دوسرے لوگوں کا دَین حصہ رسد کے موافق[2] نہیں وصول ہوگا تو جو کچھ مریض نے ادا کیا ہے اُس میں بقیہ دَین والے بھی شریک ہوں گے یہ نہیں کہ وہ تنہا اوُنھیں کا ہوجائے جن کو دیا ہے اگرچہ یہ دَین جو ادا کیا زوجہ کا مَہر ہو یا کسی مزدور یا ملازم کی اجرت یا تنخواہ ہو۔[3] (بحر)

مسئلہ ۶: زمانۂ مرض میں مریض نے کسی سے قرض لیا ہے یا کوئی چیز زمانۂ مرض میں خریدی ہے بشرطیکہ مثل قیمت پر خریدی ہو اس قرض کو ادا کرنے یا مبیع کے ثمن دینے میں رکاوٹ نہیں ہے یعنی اس میں دوسرے دائن شریک نہیں ہیں تنہا یہی مالک ہیں جن کو دیا بشرطیکہ یہ قرض و بیع بینہ سے[4] ثابت ہوں یہ نہ ہو کہ محض مریض کے اقرار سے اس کا ثبوت ہو۔[5] (بحر)

مسئلہ ۷: مریض نے کوئی چیز خریدی اور اُس کا ثمن ادا نہیں کیا یہاں تک کہ مرگیا تو اگر مبیع ابھی تک بائع کے قبضہ میں ہے تو اُسکا تنہا بائع حقدار ہے دوسرے دَین والے اس مبیع کا مطالبہ نہیں کرسکتے یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ چیز اُس مرنے والے مدیون[6] کی ہے لہٰذا ہم بھی اس میں سے اپنا دَین وصول کریں گے اور اگر مبیع اُس مشتری کے ہاتھ میں پہنچ چکی ہے اس کے بعد مرا تو جیسے دوسرے دَین والے ہیں بائع بھی ایک دائن[7] ہے سب کے ساتھ شریک ہے حصہ رسد کے موافق یہ بھی لے گا۔[8] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۸: مریض نے ایک دَین کا اقرار کیا پھر دوسرے دَین کا اقرار کیا مثلاً پہلے کہا زید کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں پھر کہا عمرو کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں دونوں اقرار برابر ہیں دینے میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں چاہے یہ دونوں

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعاله، ج٤، ص١٧٧.
و"ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج٨، ص٤٣٦.

[2] ......یعنی جتنا دین بنتا ہے اس کے مطابق۔

[3] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج٧، ص٤٣١.

[4] ......گواہوں سے۔

[5] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج٧، ص٤٣١.

[6] ......مقروض۔

[7] ......قرض دینے والا۔

[8] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج٧، ص٤٣١.
و"الدر المختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج٨، ص٤٣٧، ٤٣٨.

اقرار متصل ہوں یا فصل کے ساتھ ہوں اور اگر پہلے دَین کا اقرار کیا پھر امانت کا کہ یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے یہ دونوں بھی برابر ہیں اور اگر پہلے امانت کا اقرار ہے اُس کے بعد دَین کا تو امانت کو دَین پر مقدم رکھا جائے گا۔[1] (بحر)

مسئلہ ۹: ودیعت کا اقرار کیا کہ فلاں کے ہزار روپے میرے پاس ودیعت ہیں اور مر گیا اور وہ ہزار ودیعت کے ممتاز نہیں ہیں تو مثل دیگر دیون کے یہ بھی ایک دَین قرار پائے گا جو ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔ اور اگر مریض کے پاس ہزار روپے ہیں اور صحت کے زمانہ کا اُس پر کوئی دَین نہیں ہے اُس نے اقرار کیا کہ مجھ پر فلاں کے ہزار روپے دَین ہیں پھر اقرار کیا کہ یہ ہزار روپے جو میرے پاس ہیں فلاں شخص کی ودیعت ہے پھر ایک تیسرے شخص کے لیے ہزار روپے دَین کا اقرار کیا تو یہ ہزار روپے جو موجود ہیں تینوں پر برابر برابر تقسیم ہوں گے اور اگر پہلے شخص نے کہہ دیا کہ میرا اُس پر کوئی حق نہیں ہے یا میں نے معاف کر دیا تو اسکی وجہ سے تیسرے دائن کا حق باطل نہیں ہوگا بلکہ مودع[2] اور دائن میں یہ روپے نصف نصف تقسیم ہوں گے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مریض نے اقرار کیا کہ میرے باپ کے ذمہ فلاں شخص کا اتنا دَین ہے اور اس کے قبضہ میں ایک مکان ہے جو اس کے باپ کا تھا اور خود اس مریض پر زمانہ صحت کا بھی دَین ہے اس صورت میں اولاً دَین صحت کو ادا کریں گے اس سے جب بچے گا تو اس کے باپ کا دَین جس کا اس نے اقرار کیا ہے ادا کیا جائے گا اور اگر اپنے باپ کے دَین کا باپ کے مرنے کے بعد ہی زمانہ صحت میں اقرار کیا ہے تو اُس مکان کو بیچ کر پہلے اس کے باپ کا دَین ادا کیا جائے گا جن لوگوں کا اس پر دَین ہے وہ اپنا دَین نہیں لے سکتے جب تک اس کے باپ کا دَین ادا نہ ہو جائے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: مریض نے اقرار کیا کہ وارث کے پاس جو میری ودیعت یا عاریت تھی مل گئی یا مال مضاربت تھا وصول پایا اُسکی بات مان لی جائے گی۔ یوہیں اگر وہ کہتا ہے کہ موہوب لہ[5] سے میں نے ہبہ کو واپس لے لیا یا جو چیز بیع فاسد کے ساتھ بیچی تھی واپس لی یا مغصوب[6] یا رہن[7] کو وصول پایا یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ اس پر زمانہ صحت کا دَین ہو جب کہ یہ سب یعنی موہوب لہ وغیرہ اجنبی ہوں اور اگر وارث سے واپس لینے کا ان صورتوں میں اقرار کرے تو اُسکی بات نہیں مانی جائے گی۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۷، ص ۴۳۱، ۴۳۲.

[2] ......امانت رکھوانے والے۔

[3] ......"الفتاوى الهندية"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقارير المريض و أفعاله، ج۴، ص۱۷۷، ۱۷۸.

[4] ......المرجع السابق، ص۱۷۸.

[5] ......جسے ہبہ کیا گیا۔ [6] ......غصب کی ہوئی چیز۔ [7] ......گروی رکھی ہوئی چیز۔

[8] ......"الفتاوى الهندية"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقارير المريض و أفعاله، ج۴، ص۱۷۹.

مسئلہ ۱۲: مریض نے اپنے مدیون سے دَین کو معاف کر دیا اگر یہ مریض خود مدیون ہے اور جس سے دَین کو معاف کیا ہے وہ اجنبی ہے یہ معاف کرنا جائز نہیں اور اگر خود مدیون نہیں ہے تو اجنبی پر سے دَین کو بقدر اپنے ثلث مال کے معاف کرسکتا ہے اور وارث سے دَین کو معاف کرے تو چاہے خود مدیون ہو یا نہ ہو وارث پر اصالۃً دَین ہو یا اُس نے کفالت [1] کی ہو ہر صورت میں جائز نہیں اور اگر مریض نے یہ کہہ دیا کہ اس پر میرا کوئی حق ہی نہیں ہے یہ اقرار قضاءً صحیح ہے کہ اب مطالبہ قاضی کے یہاں نہیں ہوگا مگر دیانۃً صحیح نہیں یعنی اگر واقع میں مطالبہ تھا اور اس نے ایسا کہہ دیا تو مؤاخذۂ اخروی ہے۔ [2] (بحر)

مسئلہ ۱۳: مریض نے اقرار کیا کہ میں نے اپنی یہ چیز فلاں کے ہاتھ صحت کے زمانہ میں بیچ دی ہے اور اس کا ثمن بھی وصول کرلیا ہے اور مشتری بھی اس کا دعویٰ کرتا ہو تو بیع کے حق میں اُسکا اقرار صحیح ہے اور ثمن وصول کرنے کے حق میں بقدرِ ثُلث مال کے صحیح اس سے زیادہ میں صحیح نہیں۔ [3] (بحر)

مسئلہ ۱۴: یہ اقرار کیا کہ میرا دَین جو فلاں کے ذمہ تھا میں نے وصول پایا اگر وہ دَین صحت کے زمانہ کا تھا تو مریض کا یہ اقرار صحیح ہے چاہے اس پر خود دَین ہو یا نہ ہو اور اگر یہ دَین زمانۂ مرض کا تھا اور خود اس پر زمانۂ صحت کا دَین ہے تو یہ اقرار صحیح نہیں اور اگر اس پر صحت کا دَین نہ ہو تو بقدر ثلث مال یہ اقرار صحیح ہے۔ یہ چیز میں نے فلاں وارث کے ہاتھ صحت کے زمانہ میں بیع کر دی اور ثمن بھی وصول پایا یہ اقرار صحیح نہیں۔ [4] (بحر)

مسئلہ ۱۵: مریض نے اپنی عورت سے خلع کیا اور عورت کی عدت بھی پوری ہوگئی اب وہ کہتا ہے میں نے بدل خلع وصول پایا اگر اُس پر نہ زمانۂ صحت کا دَین ہے نہ مرض کا تو اُس کی بات مان لی جائے گی۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: صحت میں غبن فاحش کے ساتھ کوئی چیز بشرط خیار خریدی تھی اور مرض میں اس بیع کو جائز کیا یا ساکت رہا یہاں تک کہ مدت خیار گزر گئی اس کے بعد مر گیا تو یہ بیع ثلث سے نافذ ہوگی۔ [6] (بحر)

مسئلہ ۱۷: عورت نے مرض میں اقرار کیا کہ میں نے شوہر سے اپنا مَہر وصول پایا اگر زوجیت یا عدت میں مرگئی اُس کا

---

[1] ......ضمانت۔

[2] ......"البحر الرائق"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٧، ص ٤٣٢.

[3] ......المرجع السابق. [4] ......المرجع السابق.

[5] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السادس في اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص ١٨١.

[6] ......"البحر الرائق"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٧، ص ٤٣٢.

یہ اقرار جائز نہیں اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں ہیں مثلاً شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی ہے یہ اقرار جائز ہے۔ مریضہ نے شوہر سے مَہر معاف کردیا یہ دوسرے ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: مریض نے یہ کہا کہ دنیا میں میری کوئی چیز ہی نہیں ہے اور مرگیا بقیہ ورثہ کو اختیار ہے کہ اُس کی زوجہ اور بیٹی سے اس بات پر قسم کھلائیں کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ متوفی کے ترکہ میں کوئی چیز تھی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: مریض نے دوسرے پر بہت کچھ اموال کا دعویٰ کیا تھا مدعی نے مدعیٰ علیہ سے خفیۃً تھوڑے سے مال پر مصالحت[3] کرلی اور علانیہ یہ اقرار کرلیا کہ اس کے ذمہ میرا کچھ نہیں ہے اور مرگیا اس کے بعد ورثہ نے دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کیا کہ ہمارے مورث کے بہت کچھ اموال اس شخص کے ذمہ ہیں ہمارے مورث نے ہم کو محروم کرنے کے لیے یہ ترکیب کی ہے یہ دعویٰ مسموع[4] نہ ہوگا اور اگر مدعیٰ علیہ بھی وارث تھا اور یہی تمام معاملات پیش آئے تو بقیہ ورثہ کا دعویٰ مسموع ہوگا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: جس وارث کے لیے مریض نے اقرار کیا ہے یہ کہتا ہے کہ اُس شخص نے میرے لیے صحت کے زمانہ میں اقرار کیا تھا اور بقیہ ورثہ یہ کہتے ہیں کہ مرض میں اقرار کیا تھا تو قول ان بقیہ ورثہ کا معتبر ہے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مقرلہ کے گواہ معتبر ہیں اور اگر مقرلہ کے پاس گواہ نہ ہوں تو اون ورثہ پر حلف دے سکتا ہے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۲۱: یہ جو کہا گیا ہے کہ وارث کے لیے مریض کا اقرار باطل ہے اس سے مراد وہ وارث ہے جو بوقت موت وارث ہوا یہ نہیں کہ بوقت اقرار وارث ہو یعنی جس وقت اس کے لیے اقرار کیا تھا وارث نہ تھا اور اُس کے مرنے کے وقت وارث ہوگیا تو یہ اقرار باطل ہے مگر جبکہ وراثت کا جدید سبب پیدا ہو جائے مثلاً نکاح لہٰذا اگر کسی عورت کے لیے اقرار کیا تھا اس کے بعد نکاح کیا وہ اقرار صحیح ہے اور اگر اپنے بھائی کے لیے اقرار کیا تھا جو محجوب تھا مگر اُس کے مرنے کے وقت محجوب نہ رہا مثلاً جب اس نے اقرار کیا تھا اُس وقت اوس کا بیٹا موجود تھا اور بعد میں بیٹا مرگیا اب بھائی وارث ہوگیا اقرار باطل ہے اور اگر اقرار کے وقت بھائی وارث تھا مثلاً مریض کا کوئی بیٹا نہ تھا اُس کے بعد بیٹا پیدا ہوا اب بھائی وارث نہ رہا اگر مریض کے مرنے تک بیٹا زندہ رہا یہ

---

[1] ......"ردالمحتار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۸، ص۴۳۸.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......آپس میں صلح۔ [4] ......قابل قبول۔

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۸، ص۴۳۹، ٤٤٠.

[6] ......"البحر الرائق"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۷، ص۴۳۲.

اقرار صحیح ہے۔ مریض نے جس کے لیے اقرار کیا وہ وارث تھا پھر وارث نہ رہا پھر وارث ہوگیا اور اب وہ مریض مرا تو اقرار باطل ہے مثلاً زوجہ کے لیے اقرار کیا پھر اوسے بائن طلاق دے دی بعد عدت پھر اوس سے نکاح کرلیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: اگر مریض نے اجنبیہ کے لیے کوئی چیز ہبہ کردی یا وصیت کردی اس کے بعد اُس سے نکاح کیا وہ ہبہ یا وصیت باطل ہے۔ مریض نے وارث کے لیے اقرار کیا مگر پہلے یہ مقرلہ مرگیا اس کے بعد وہ مریض مرا مگر مقرلہ کے ورثہ مریض کے بھی ورثہ سے ہیں یہ اقرار جائز ہے جس طرح اجنبی کے لیے اقرار۔[2] (بحر، عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مریض نے اجنبی کے لیے اقرار کیا کہ یہ چیز اُسکی ہے اور اُس اجنبی نے کہا کہ یہ چیز مقر کے وارث کی ہے یہ خود مریض کا وارث کے حق میں اقرار ہے لہٰذا صحیح نہیں۔ مریض نے اپنی عورت کے دَین مَہر کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے پھر اگر مرنے کے بعد ورثہ نے گواہوں سے ثابت کرنا چاہا کہ اُس عورت نے مریض کی زندگی میں مَہر بخش دیا تھا یہ گواہ نہیں سُنے جائیں گے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۴: مریض نے دَین یا عین کا وارث کے لیے اقرار کیا مثلاً یہ کہا کہ اس کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں یا یہ کہ فلاں چیز اُس کی ہے یہ اقرار باطل ہے خواہ تنہا وارث کے لیے اقرار ہو یا وارث و اجنبی دونوں کے حق میں اقرار ہو یعنی دونوں کی شرکت میں وہ دَین ہے یا اوس عین میں دونوں شریک ہیں اور یہ دونوں شریک ہونے کو مان رہے ہوں یا کہتے ہوں کہ ہم دونوں میں شرکت نہیں ہے بہر حال وہ اقرار باطل ہے ہاں اگر بقیہ ورثہ اُس اقرار کی تصدیق کریں تو یہ اقرار نافذ ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: شوہر نے عورت کے لیے وصیّت کی یا عورت نے شوہر کے لیے وصیت کی اور دونوں صورتوں میں کوئی دوسرا وارث نہیں ہے تو وصیت صحیح ہے اور زوجین[5] کے سوا دوسرا کوئی وارث جب تنہا ہو تو وصیت کی کیا ضرورت کیوں کہ وہ تو کل کا خود ہی وارث ہے۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعاله، ج٤، ص١٧٦.

[2] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج٧، ص٤٣٢.

و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعاله، ج٤، ص١٧٦، ١٧٧.

[3] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج٧، ص٤٣٢.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج٨، ص٤٤١.

[5] ......میاں، بیوی۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج٨، ص٤٤١.

مسئلہ ۲۶: مریض کے قبضہ میں جائداد ہے اس کے متعلق اُس نے وقف کا اقرار کیا اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خود اپنے وقف کرنے کا اقرار کرتا ہے کہتا ہے کہ میں نے اسے وقف کیا ہے ایک ثلث مال میں یہ وقف نافذ ہوگا۔ دوسری صورت یہ کہ اس کو دوسرے نے وقف کیا ہے یعنی یہ جائداد دوسرے شخص کی تھی اُس نے وقف کر دی تھی اگر اُس دوسرے شخص یا اوس کے وُرثہ تصدیق کریں جائز ہے اور اگر مریض نے بیان نہ کیا کہ میں نے وقف کیا ہے یا دوسرے نے تو ثلث میں نافذ ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: مریض نے وارث یا اجنبی کسی کے دَین کا اقرار کیا اور مرا نہیں بلکہ اچھا ہوگیا پھر اس کے بعد مرا تو وہ اقرار مریض کا اقرار نہیں بلکہ صحت کے اقرار کا جو حکم ہے اُسکا بھی ہے کیونکہ جب اچھا ہوگیا تو معلوم ہوگیا کہ وہ مرض الموت تھا ہی نہیں غلطی سے لوگوں نے ایسا سمجھ رکھا تھا۔ یہی حکم تمام اون اقراروں کا ہے جو مرض کی وجہ سے جاری نہیں ہوتے تھے اور اگر وارث کے لیے وصیّت کی تھی پھر اچھا ہوگیا تو یہ وصیت اب بھی نہیں صحیح ہوگی۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: مریض نے وارث کی امانت ہلاک کرنے کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح و معتبر ہے اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً بیٹے نے باپ کے پاس گواہوں کے روبرو کوئی چیز امانت رکھی اُس کے متعلق باپ یہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے قصداً ضائع کر دی یہ اقرار معتبر ہے ترکہ میں سے تاوان ادا کیا جائے گا۔ مریض نے اقرار کیا کہ وارث کے پاس جو کچھ امانتیں تھیں وہ سب میں نے وصول پائیں یہ اقرار بھی معتبر ہے۔ یہ اقرار بھی معتبر ہے کہ میرا کوئی حق میرے باپ یا ماں کے ذمہ نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: مریض نے یہ کہا کہ میری فلاں لڑکی جو مرچکی ہے اُس کے ذمہ دس روپے تھے جو میں نے وصول پالیے تھے اور اس مریض کا بیٹا انکار کرتا ہے یہ اقرار صحیح ہے کیونکہ وارث کے لیے یہ اقرار ہی نہیں وہ لڑکی مرچکی ہے وارث کہاں ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: مریض نے اپنی زوجہ کے لیے مال کا اقرار کیا وہ عورت شوہر سے پہلے ہی مرگئی اور اُس نے دو بیٹے چھوڑے ایک اسی شوہر سے ہے دوسرا پہلے خاوند سے احتیاط یہ ہے کہ یہ اقرار صحیح نہیں۔ یوہیں مریض نے اپنے بیٹے کے لیے اقرار کیا اور یہ بیٹا باپ سے پہلے مرگیا اور اس نے اپنا بیٹا چھوڑا اُس کے مرنے کے بعد اُس کا باپ مرا اور اس کا اب کوئی بیٹا نہیں

---

[1] ……"ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص ٤٤١.

[2] ……"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص ٤٤٢، ٤٤٣.

[3] ……"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص ٤٤٣، ٤٤٤.

[4] ……المرجع السابق، ص ٤٤٥.

ہے یعنی وہ پوتا وارث ہے تو بمقتضاء احتیاط[1] وہ اقرار صحیح نہیں۔ یوہیں مریض نے وارث یا اجنبی کے لیے اقرار کیا اور مقرلہ مریض سے پہلے ہی مرگیا مگر اس کے وارث اُس مریض مقر کے بھی وارث ہیں اس کا بھی وہی حکم ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: ایک شخص دو چار روز کے لیے بیمار ہو جاتا ہے پھر دو چار روز کو اچھا ہو جاتا ہے اُس نے اپنے بیٹے کے لیے دَین کا اقرار کیا اگر ایسے مرض میں اقرار کیا جس کے بعد اچھا ہو گیا تو اقرار صحیح ہے اور اگر ایسے مرض میں اقرار کیا جس نے اُسے صاحب فراش کر دیا اور اچھا نہ ہوا اسی مرض میں مرگیا تو اقرار صحیح نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: مریض نے اقرار کیا کہ فلاں شخص کا میرے ذمہ ایک حق ہے اور ورثہ نے بھی اس کی تصدیق کی اس کے بعد مریض مرگیا وہ شخص اگر مریض کے مال کی تہائی تک[4] اپنا حق بیان کرے اُس کی بات مان لی جائے گی اور تہائی سے زیادہ کا طالب ہو اور ورثہ منکر ہوں تو ورثہ پر حلف دیا جائے گا وہ یہ قسم کھائیں کہ ہمارے علم میں میت کے ذمہ اسکا اتنا مال نہ تھا اگر قسم کھالیں گے صرف تہائی مال اس شخص کو دیا جائے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: مریض نے وارث کے لیے ایک معین چیز کا اقرار کیا کہ یہ چیز اُس کی ہے اُس وارث نے کہا وہ چیز میری نہیں ہے بلکہ فلاں شخص کی ہے اور یہ شخص وارث کی تصدیق کرتا ہے یعنی چیز اپنی بتاتا ہے اور مریض مرگیا وہ چیز اس اجنبی کو دے دی جائے گی اور وارث سے چیز کی قیمت کا تاوان لیا جائے گا۔ یوہیں اگر مریض نے ایک وارث کے لیے اُس چیز کا اقرار کیا اس وارث نے دوسرے وارث کی وہ چیز بتائی وہ چیز دوسرے وارث کو ملے گی اور پہلا وارث اُس کی قیمت تاوان میں دے یہ قیمت سب ورثہ پر تقسیم ہوگی ان دونوں کو بھی اس میں سے انکے حصہ ملیں گے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: مریض پر زمانۂ صحت کا دَین ہے اسکی کوئی چیز کسی نے غصب کر لی اور غاصب کے پاس وہ چیز ہلاک ہوگئی قاضی نے حکم دیا کہ غاصب اُس چیز کی قیمت مریض کو ادا کرے اب مریض یہ اقرار کرتا ہے کہ غاصب سے میں نے قیمت وصول پائی یہ بات مانی نہیں جائے گی جب تک گواہوں سے ثابت نہ ہو اور اگر زمانۂ صحت میں اُس نے غصب کی تھی اس کے بعد

[1] ......از روئے احتیاط۔

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض و أفعاله، ج٤، ص١٧٦، ١٧٧.

[3] ......المرجع السابق، ص١٧٧.

[4] ......یعنی تیسرے حصے تک۔

[5] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض و أفعاله، ج٤، ص١٧٨.

[6] ......المرجع السابق.

بیمار ہوا اور قاضی نے غاصب پر قیمت دینے کا حکم کیا اور مریض کہتا ہے میں نے قیمت وصول پالی تو مریض کی بات مان لی جائے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: مریض نے اپنی ایک چیز جس کی واجبی قیمت ایک ہزار تھی دو ہزار میں بیچ ڈالی اور اس کے پاس اس چیز کے سوا کوئی اور مال نہیں ہے اور اوس پر کثرت سے دَین ہیں اب یہ کہتا ہے کہ وہ ثمن میں نے وصول پایا اور مرگیا اُسکا یہ اقرار صحیح نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: ایک شخص نے زمانہ صحت میں اپنی چیز بیع کر دی اور مشتری نے مبیع پر قبضہ بھی کرلیا اس کے بعد بائع بیمار ہوا اور اس نے ثمن وصول پانے کا اقرار کرلیا اور بائع کے ذمہ لوگوں کے دَین بھی ہیں پھر یہ بائع مرگیا اس کے بعد مشتری نے مبیع میں عیب پایا قاضی نے اس کے واپس کرنے کا حکم دے دیا مشتری کو یہ حق نہیں ہے کہ دیگر قرض خواہوں کی طرح میت کے مال سے اپنا ثمن واپس لے بلکہ وہ چیز بیع کی جائے گی اگر اس کے ثمن سے مشتری کا مطالبہ وصول ہو جائے فبہا اور اگر اس کے مطالبہ وصول کرلینے کے بعد کچھ بچ رہا تو یہ بچا ہوا دوسرے قرض خواہوں کے دَین میں دے دیا جائے گا اور اگر مشتری کے مطالبہ سے کم میں چیز فروخت ہوئی تو میت کے مال سے دوسروں کے دَین ادا کرنے کے بعد اگر کچھ بچتا ہے تو مشتری کا بقیہ مطالبہ ادا کیا جائے گا ورنہ گیا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: مریض نے وارث کو روپے دیے کہ فلاں شخص کا مجھ پر دَین ہے اس روپے سے اُس کا دَین ادا کر دو وارث کہتا ہے وہ روپے میں نے دائن کو دے دیے اور دائن کہتا ہے مجھے نہیں دیے وارث کی بات فقط اُس کے حق میں معتبر ہے یعنی وارث بری الذمہ ہو گیا مریض اس کو سچا بتائے یا جھوٹا بہر حال اس سے روپے کا مطالبہ نہیں ہوسکتا مگر دائن کا حق باطل نہیں ہو گا یعنی اُس کا دَین ادا کرنا ہو گا اور اگر مریض نے وارث کو وکیل کیا ہے کہ فلاں کے ذمہ میرا دَین ہے وصول کر لاؤ وارث کہتا ہے میں نے دَین وصول کر کے مریض کو دے دیا اُس کی بات معتبر ہے مدیون بری ہو گیا اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[4] (مبسوط)

مسئلہ ۳۸: مریض نے اپنی کوئی چیز بیع کرنے کے لیے وارث کو وکیل کیا اس کی دو صورتیں ہیں مریض کے ذمہ دَین

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السادس فی اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص١٨١.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......المرجع السابق.

ہے یا نہیں اگر اس کے ذمہ دَین نہیں ہے اور وارث نے گواہوں کے سامنے اُس چیز کو واجبی قیمت پر بیچا اب مریض کی زندگی میں یا اس کے مرنے کے بعد یہ کہتا ہے کہ ثمن وصول کر کے میں نے مریض کو دے دیا یا میرے پاس سے ضائع ہوگیا اس کی بات مان لی جائے گی اور اگر وارث یہ کہتا ہے کہ میں نے چیز بیچ کر دی اور ثمن وصول کرلیا پھر میرے پاس سے ضائع ہوگیا اگر وہ چیز بھی ہلاک ہوچکی ہے اور مشتری کو بھی معلوم نہیں ہے کہ کون شخص تھا جب بھی اسکی بات معتبر ہے اور اگر چیز موجود ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص مشتری ہے اور مریض بھی زندہ ہے جب بھی وارث کی بات معتبر ہے اور مریض مر چکا ہے تو وارث کا اقرار کہ میں نے ثمن وصول پایا اور میرے پاس سے ضائع ہوگیا صحیح نہیں اور اگر مریض کے ذمہ دَین ہے تو وارث کی بات معتبر نہیں اگرچہ مریض اسکی تصدیق کرتا ہو۔[1] (مبسوط)

مسئلہ ۳۹: ایک شخص نے اپنے باپ کے پاس ہزار روپے گواہوں کے سامنے امانت رکھے اس کے باپ نے مرتے وقت یہ اقرار کیا کہ وہ امانت کے روپے میں نے خرچ کر ڈالے اور اسی اقرار پر قائم رہا تو باپ کے ذمہ یہ روپے دَین ہیں کہ اس کے مال سے بیٹا وصول کرے گا اور اگر باپ نے سرے سے امانت رکھنے ہی سے انکار کردیا یا کہتا ہے کہ میں نے خرچ کر ڈالے پھر کہنے لگا کہ ضائع ہوگئے یا میں نے بیٹے کو دے دیے اسکی بات قابلِ اعتبار نہیں اگرچہ قسم کھاتا ہو اور اُس پر تاوان لازم ہے اور اگر اس نے پہلے یہ کہا کہ ضائع ہوگئے یا میں نے واپس دیدیے مگر جب اوس پر حلف دیا گیا تو کہنے لگا میں نے خرچ کر ڈالے یا قسم سے انکار کردیا تو اس صورت میں ضمان لازم نہیں اور ترکہ سے یہ روپے نہیں دیے جائیں گے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: ایک شخص بیمار ہے اُس کا ایک بھائی ہے اور ایک بی بی، زوجہ نے کہا مجھے تین طلاقیں دے دو اُس نے دے دیں پھر اُس مریض نے یہ اقرار کیا کہ میرے ذمہ بی بی کے سو روپے باقی ہیں اور عورت اپنا پورا مَہر لے چکی ہے وہ شخص ساٹھ روپیہ ترکہ چھوڑ کر مرگیا اگر عورت کی عدّت پوری ہوچکی ہے تو کُل روپے عورت لے لیگی اور عدّت گزرنے سے پہلے مرگیا تو اولاً ترکہ سے وصیّت کو نافذ کریں گے پھر میراث جاری کریں گے مثلاً اس نے تہائی مال کی وصیت کی ہے تو بیس روپے موصٰی لہ کو دیں گے اور دس روپے عورت کو اور تیس اُس کے بھائی کو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: مریض نے یہ اقرار کیا کہ یہ ہزار روپے جو میرے پاس ہیں لُقطہ ہیں اس اقرار کے بعد مرگیا اور ان

---

[1] ......"المبسوط"باب الاقرار بالمجهول أو بالشك،ج۹،الجزء الثانی،ص۸۷.

و"الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار،الباب السادس فی اقارير المريض وأفعاله،ج٤،ص١٨١.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار،الباب السادس فی اقارير المريض وأفعاله،ج٤،ص١٨٢.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار،الباب السادس فی اقارير المريض وأفعاله،ج٤،ص١٨٣.

روپوں کے علاوہ اُس نے کوئی مال نہیں چھوڑا اگر ورثہ اُس کے اقرار کی تصدیق کرتے ہوں تو ان کو کچھ نہیں ملے گا وہ روپے صدقہ کر دیے جائیں اور تکذیب کرتے ہوں تو ایک تہائی صدقہ کر دیں اور دو تہائیاں بطور میراث تقسیم کرلیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: مریض کے تین بیٹے ہیں ایک بیٹے پر اُس کے ہزار روپے دَین ہیں اُس مریض نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اس لڑکے سے ہزار روپے دَین وصول پالیے ہیں یہ مدیون[2] بھی اُس کی تصدیق کرتا ہے اور باقی دونوں لڑکوں میں سے ایک تصدیق کرتا ہے اور ایک تکذیب تو مدیون بیٹا ایک ہزار کی تہائی اُس کو دے جو تکذیب کرتا ہے اور خود اس کو اور تصدیق کرنے والے کو کچھ نہیں ملے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: ایک شخص مجہول النسب[4] کے لیے مریض نے کسی چیز کا اقرار کیا اس کے بعد اُس شخص کی نسبت یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور وہ اسکی تصدیق کرتا ہے نسب ثابت ہوجائے گا اور وہ اقرار جو پہلے کر چکا ہے باطل ہوجائے گا اور جب وہ بیٹا ہوگیا تو خود وارث ہے جیسے دوسرے وارث ہیں اور اگر وہ شخص معروف النسب ہے یا وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا تو نسب ثابت نہیں ہوگا اور پہلا اقرار بدستور سابق۔[5] (درر، غرر، شرنبلالی)

مسئلہ ۴۴: عورت کو بائن طلاق دے چکا ہے اُس کے لیے دَین کا اقرار کیا تو دَین و میراث میں جو کم ہو وہ عورت کو دیا جائے یہ حکم اُس وقت ہے کہ عورت عدّت میں ہو اور خود اسکی خواہش پر شوہر نے طلاق دی ہو اور اگر عدّت پوری ہوچکی تو وہ اقرار جائز ہے کہ یہ وارث ہی نہیں ہے اور اگر طلاق دینا عورت کے سوال پر نہ ہو تو عورت میراث کی مستحق ہے اور اقرار صحیح نہیں کہ اس صورت میں وارث ہے۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعاله، ج٤، ص١٨٤.

[2] ......مقروض۔

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعاله، ج٤، ص١٨٤.

[4] ......یعنی جس کا باپ معلوم نہیں۔

[5] ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، الجزء الثانی، ص٣٦٧.

و"غنیة ذوی الأحکام"، هامش علی "دررالحکام"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، الجزء الثانی، ص٣٦٧.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، ج٨، ص٤٤٥، ٤٤٦.

اقرار نسب

مسئلہ ۱: اگر کسی نے ایک شخص کے بھائی ہونے کا اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اگرچہ یہ غیر ثابت النسب ہو اگرچہ یہ بھی تصدیق کرتا ہو مگر نسب ثابت نہیں یعنی اُس کے باپ کا بیٹا نہیں قرار پائے گا اسکا صرف اتنا اثر ہوگا کہ مقر کا[1] اگر دوسرا وارث نہ ہو تو یہ وارث ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲: مرد اتنے لوگوں کا اقرار کرسکتا ہے۔ اولاد والدین زوجہ۔ یعنی کہہ سکتا ہے کہ یہ عورت میری بی بی ہے بشرطیکہ وہ عورت شوہر والی نہ ہو نہ وہ اپنے شوہر کی عدّت میں ہو اور نہ اُس کی بہن مقر کی زوجہ ہو یا اسکی عدّت میں ہو اور اس کے سوا اُس کے نکاح میں چار عورتیں نہ ہوں۔ مولےٰ یعنی مولائے عتاقہ یعنی اُس نے اسے آزاد کیا ہے یا اس نے اُسے آزاد کیا ہے بشرطیکہ اُس کی وَلا کا ثبوت غیر مقر سے نہ ہو چکا ہو۔ عورت بھی والدین اور زوج اور مولےٰ کا اقرار کرسکتی ہے اور اولاد کا اقرار کرنے میں شرط یہ ہے کہ اگر شوہر والی ہو یا معتدہ[3] تو ایک عورت ولادت وتعیین ولد کی شہادت دے یا زوج[4] خود اُس کی تصدیق کرے اور اگر نہ شوہر والی ہے نہ معتدہ تو اولاد کا اقرار کرسکتی ہے۔ یا شوہر والی ہو مگر کہتی ہے اُس سے بچہ نہیں ہے دوسرے سے ہے بیٹے کا اقرار صحیح ہونے میں یہ شرط ہے کہ لڑکا اتنی عمر کا ہو کہ اتنی عمر والا مقر کا لڑکا ہوسکتا ہو اور وہ لڑکا ثابت النسب نہ ہو اور باپ کے اقرار میں بھی یہ شرط ہے کہ بلحاظ عمر مقر اُس کا لڑکا ہوسکتا ہو اور یہ مقر ثابت النسب نہ ہو۔ ان تمام اقراروں میں دوسرے کی تصدیق شرط ہے مثلاً یہ کہتا ہے فلاں میرا باپ ہے اور اس نے انکار کردیا تو اقرار سے نسب ثابت نہ ہوا۔ اولاد کا اقرار کیا اور وہ چھوٹا بچہ ہے کہ اپنے کو بتا نہیں سکتا کہ میں کون ہوں اس میں تصدیق کی کچھ ضرورت نہیں اور اگر غلام دوسرے کا غلام ہے تو اُسکے مولیٰ کی تصدیق ضروری ہے۔[5] (بحر، درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳: ان مذکورین کے متعلق اقرار صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس اقرار کی وجہ سے مقر یا مقرلہ[6] یا کسی اور پر

---

1 ......اقرار کرنے والے کا۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص۴۴۹.

3 ......عدت گزار رہی ہو۔ 4 ......شوہر۔

5 ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص۴۳۳.

و"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص۴۴۷، ۴۴۸.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإقرار، الباب السابع عشر فی الإقرار بالنسب... إلخ، ج۴، ص۲۱۰.

6 ......جس کے لئے اقرار کیا۔

جو کچھ حقوق لازم ہوں گے اون کا اعتبار ہوگا مثلاً یہ اقرار کیا کہ فلاں میرا بیٹا ہے تو یہ مقرلہ اُس شخص کا وارث ہوگا جیسے دوسرے ورثہ وارث ہیں اگرچہ دوسرے ورثہ اس کے نسب سے انکار کرتے ہوں اور یہ مقرلہ اُس مقر کے باپ کا (جو مقرلہ کا دادا ہوا) وارث ہوگا اگرچہ مقر کا باپ اُس کے نسب سے انکار کرتا ہو اور اقرار صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اقرار کی وجہ سے غیر مقر و مقرلہ پر جو حقوق لازم ہوں گے اُن کا اعتبار نہ ہوگا اور خود ان پر جو حقوق لازم ہوں گے اُن کا اعتبار ہوگا مثلاً یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے اور مقر کے دوسرے ورثہ اُس کے بھائی ہونے سے انکار کرتے ہیں اور مقر مر گیا مقرلہ اُن ورثہ کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔ یوہیں مقر کے باپ کا بھی وہ وارث نہ ہوگا جبکہ اُس کا باپ اس کے نسب سے منکر ہو مگر جب تک مقر زندہ ہے اس کا نفقہ اُس پر واجب ہوسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ایک غلام کا زمانۂ صحت میں مالک ہوا اور زمانۂ مرض میں یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اوس کی عمر بھی اتنی ہے کہ اس کا بیٹا ہوسکتا ہے اور اُس کا نسب بھی معروف نہیں ہے وہ غلام اُس مقر کا بیٹا ہو جائے گا اور آزاد ہو جائے گا اور مقر کا وارث ہوگا اور اُسے سِعایت[2] بھی نہیں کرنی ہوگی اگرچہ مقر کے پاس اس کے سوا کوئی مال نہ ہو اگرچہ اس پر اتنا دَین ہو کہ اس کے رقبہ کو محیط ہو[3] اور اگر اس غلام کی ماں بھی زمانۂ صحت میں اُس کی مِلک ہے تو اُس پر بھی سعایت نہیں ہے اور اگر مرض میں غلام کا مالک ہوا اور نسب کا اقرار کیا جب بھی آزاد ہو جائے گا اور نسب ثابت ہو جائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: مقر کے مرنے کے بعد بھی مقرلہ کی تصدیق صحیح و معتبر ہے مثلاً اقرار کیا تھا کہ یہ میرا لڑکا ہے اور مقر کے مرنے کے بعد مقرلہ نے تصدیق کی یہ تصدیق صحیح ہے مگر عورت نے زوجیت کا[5] اقرار کیا تھا اُس کے مرنے کے بعد شوہر تصدیق کرے یہ تصدیق بیکار ہے کہ عورت کے مرنے کے بعد نکاح کا سارا سلسلہ ہی منقطع ہو گیا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۶: نسب کا اس طرح اقرار جس کا بوجھ دوسرے پر پڑے اُس دوسرے کے حق میں صحیح نہیں مثلاً کہا فلاں میرا بھائی ہے چچا ہے دادا ہے پوتا ہے کہ بھائی کہنے کے معنی یہ ہوئے وہ اس کے باپ کا بیٹا ہوا اس اقرار کا اثر باپ پر پڑا اسی طرح

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السابع عشر في الإقرار بالنسب... إلخ، ج٤، ص٢١٠.

2 ......مالک کو اپنی قیمت ادا کرنے کے لیے غلام کا محنت مزدوری کرنا۔

3 ......یعنی دَین (قرض) غلام کی قیمت سے زیادہ ہو۔

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السابع عشر في الإقرار بالنسب... إلخ، ج٤، ص٢١٠.

5 ......یعنی بیوی ہونے کا۔

6 ......"الدر المختار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٨، ص٤٤٨.

سب میں یہ اقرار دوسرے کے حق میں نامعتبر مگر خود مقر کے حق میں یہ اقرار صحیح ہے اور جو کچھ احکام ہیں وہ اس کے ذمہ لازم ہیں جب کہ دونوں اس بات پر متفق ہوں یعنی جس طرح یہ اُس کو بھائی کہتا ہے وہ بھی کہتا ہے اگر یہ چچا بتاتا ہے تو وہ بھتیجا بتاتا ہے۔ نَفَقہ [1] وحِضانت [2] ومیراث سب احکام جاری ہوں گے یعنی اگر مقر کا کوئی دوسرا وارث نہیں نہ قریب کا نہ دُور کا یعنی ذوی الارحام [3] اور مولے الموالاۃ بھی نہیں تو مقرلہ وارث ہوگا ورنہ وارث نہیں ہوگا کہ خود اس کا نسب ثابت نہیں ہے پھر وارث ثابت کے ساتھ مزاحمت نہیں کرسکتا وارث ثابت سے مراد غیر زوجین ہیں کیونکہ ان کا وجود مقرلہ کو میراث ملنے سے نہیں روکتا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷: اس صورت میں کہ تحمیلِ نسب غیر پر ہو [5] مُقِر اپنے اقرار سے رجوع کرسکتا ہے اگرچہ مقرلہ نے بھی اسکی تصدیق کرلی ہو مثلاً بھائی ہونے کا اقرار کیا اور اُس نے تصدیق کردی اس کے بعد اقرار سے رجوع کر کے سارے مال کی وصیت کسی اور شخص کے لیے کردی اب مقرلہ نہیں پائے گا بلکہ کُل مال موصیٰ لہ کو ملے گا۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۸: جس شخص کا باپ مرگیا اُس نے کسی کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بھائی ہے تو اگرچہ مقرلہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا مگر مقر کے حصہ میں وہ برابر کا شریک ہوگا اور اگر کسی عورت کو اس نے بہن کہا ہے تو وہ اس کے حصہ میں ایک تہائی [7] کی حقدار ہوجائے گی۔[8] (بحر)

مسئلہ ۹: ایک شخص مرگیا اُس نے ایک پھوپی چھوڑی اس پھوپی نے یہ اقرار کیا کہ میرا جو بھتیجا مرگیا ہے فلاں شخص اُس کا بھائی یا چچا ہے تو اس پھوپی کو کچھ ترکہ نہیں ملے گا بلکہ کُل مال اُسی مقرلہ کو ملے گا کیونکہ جو عورت صورتِ مذکورہ میں وارث تھی اُس نے اپنے سے مقدم دوسرے کو وارث قرار دیا۔[9] (ردالمحتار)

---

[1]......کھانے، پینے وغیرہ کے اخراجات۔ [2]...... پرورش۔

[3]......یعنی قریبی رشتہ دار۔

[4]......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۸، ص۴۴۹.

[5]......یعنی اقرارِ نسب کا بوجھ دوسرے پر پڑتا ہو۔

[6]......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۷، ص۴۳۳.

[7]......تیسرا حصہ۔

[8]......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۷، ص۴۳۳.

[9]......"ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۸، ص۴۵۱.

مسائلِ متفرقہ

مسئلہ ا: اقرار اگرچہ حجت قاصرہ ہے کہ اس کا اثر صرف مقر پر پڑتا ہے دوسرے پر نہیں ہوتا مگر بعض صورتیں ایسی ہیں کہ اقرار سے دوسرے کو بھی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ حرۂ مکلفہ [1] نے دوسرے کے دَین کا اقرار کیا مگر اُس کا شوہر تکذیب کرتا ہے کہتا ہے کہ جھوٹ کہتی ہے عورت کا اقرار شوہر کے حق میں بھی صحیح ہے یعنی اس اقرار کا اثر اگر شوہر پر پڑے اور اُس کو ضرر ہو جب بھی صحیح مانا جائے گا مثلاً اگر ادا نہ کرنے کی وجہ سے عورت کو قید کرنے کی ضرورت ہوگی قید کی جائے گی اگرچہ اس میں شوہر کا ضرر ہے۔ یوہیں اگر موجر [2] نے دَین کا اقرار کیا جس کی ادائیگی کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی سوا اس کے جو چیز کرایہ پر دی ہے بیع کردی جائے اُس کا بیچنا جائز ہے اگرچہ مستاجر [3] کو ضرر ہے۔ مجہولۃ النسب عورت نے اقرار کیا کہ میں اپنے شوہر کے باپ کی بیٹی ہوں اور شوہر کے باپ نے بھی اسکی تصدیق کردی نکاح فسخ ہوگیا۔ عورت نے باندی [4] ہونے کا اقرار کیا اس اقرار کے بعد شوہر نے اُسے دو طلاقیں دیں بائن ہوگئیں شوہر کو رجعت کرنے کا حق نہیں ہے۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: عورت مجہولۃ النسب نے اپنے کنیز ہونے کا اقرار کیا کہ میں فلاں شخص کی لونڈی ہوں اور اس شخص مقرلہ نے بھی اسکی تصدیق کی وہ عورت شوہر والی ہے اور اوس شوہر سے اولادیں بھی ہیں شوہر نے عورت کی تکذیب کی اس صورت میں خاص عورت کے حق میں اقرار صحیح ہے لہٰذا اس اقرار کے بعد عورت کے جو بچے ہوں گے وہ رقیق [6] ہوں گے اور شوہر کے حق میں اقرار صحیح نہیں لہٰذا نکاح باطل نہیں ہوگا اور اولاد کے حق میں بھی اقرار صحیح نہیں لہٰذا وہ پہلے کی سب اولادیں آزاد ہیں بلکہ وقت اقرار میں جو پیٹ میں بچہ موجود تھا وہ بھی آزاد۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۳: مجہول النسب نے اپنے غلام کو آزاد کیا اس کے بعد یہ اقرار کیا کہ میں فلاں کا غلام ہوں اور اُس مقرلہ نے بھی تصدیق کی یہ اقرار فقط اُس کی ذات کے حق میں صحیح ہے غلام کو جو آزاد کرچکا ہے یہ عتق باطل نہیں ہوگا۔ اور وہ آزاد کردہ غلام مرجائے اور کوئی وارث ہو جو پورے ترکہ کو لے سکتا ہے تو وہ لے گا اور ایسا وارث نہ ہو تو اگر بالکل وارث نہ ہو تو کل ترکہ مقرلہ لے

---

[1] ......یعنی وہ آزاد، مسلمان عورت جس پر شرعی احکام نافذ ہوں۔
[2] ......اجرت پر دینے والا۔
[3] ......اُجرت پر لینے والا، کرائے دار۔
[4] ......لونڈی۔
[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۵۲.
[6] ......غلام۔
[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۵۳، ۴۵۴.

گا اور اگر وارث ہے مگر پورے ترکہ کو نہیں لے سکتا تو اُس کے لینے کے بعد جو کچھ بچا وہ مقرلہ لے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تمھارے ذمہ میرے ہزار روپے ہیں دوسرے نے کہا ٹھیک ہے یا سچ ہے یا یقیناً ہے یہ اُس بات کا جواب ہے یعنی اس نے اُس کے ہزار روپے کا اقرار کرلیا۔[2] (درر، غرر) اسی طرح اگر کہا بجا ہے درست ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵: اپنی کنیز[4] سے کہا اے چوٹی، اے زانیہ، اے پاگل یا کہا اس چوٹی نے ایسا کیا پھر اس کنیز کو بیچا خریدار نے ان عیوب میں سے کوئی عیب پایا اور اسے پتہ چل گیا کہ بائع نے کسی موقع پر ایسا کہا تھا تو وہ قول عیب کا اقرار قرار دے کر لونڈی کو واپس نہیں کرسکتا کہ وہ الفاظ ندا ہیں یا گالی اون سے مقصود یہ نہیں کہ وہ ایسی ہی ہے اور اگر مالک نے یہ کہا ہے کہ یہ چوٹی ہے یا زانیہ ہے یا پاگل ہے تو مشتری واپس کرسکتا ہے کہ یہ اقرار ہے۔[5] (درر، غرر) اکثر گاؤں والے یا تانگے والے جانوروں کو ایسے عیوب کے ساتھ پکارتے ہیں جن کی وجہ سے اون کو واپس کیا جاسکتا ہے وہاں بھی وہی صورت ہے کہ اگر اون الفاظ سے گالی دینا مقصود ہوتا ہے یا پکارنا مقصود ہوتا ہے تو عیب کا اقرار نہیں اور اگر خبر دینا مقصود ہوتا ہے تو اقرار ہے اور مشتری واپس کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۶: مقر نے اقرار کیا اور مقرلہ نے کہہ دیا یہ جھوٹا ہے تو وہ اقرار باطل ہوگیا کیونکہ مقرلہ کے رد کردینے سے اقرار رد ہوجاتا ہے مگر چند ایسے اقرار ہیں کہ رد کرنے سے رد نہیں ہوتے۔ **غلام کی حریت** کا اقرار یعنی اس کے پاس غلام ہے جس کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ آزاد ہے غلام کہتا ہے میں آزاد نہیں ہوں اب بھی وہ آزاد ہے۔ **نسب** یعنی کسی شخص کی نسبت کہا یہ میرا بیٹا ہے اُس نے کہا اس کا بیٹا نہیں ہوں وہ اقرار رد نہیں ہوا یعنی اس کے بعد بھی اگر کہہ دے گا کہ میں اُس کا بیٹا ہوں نسب ثابت ہو جائے گا۔ **وقف** مثلاً ایک شخص کے پاس زمین ہے اس نے کہا یہ زمین ان دونوں آدمیوں پر وقف ہے ان کے بعد انکی اولاد ونسل پر ہمیشہ کے لیے اور اون میں کوئی نہ رہے تو مساکین پر اُن دونوں میں سے ایک نے تصدیق کی اور ایک نے تکذیب اس صورت میں نصف آمدنی تصدیق کرنے والے کو ملے گی اور نصف مساکین کو اس کے بعد اُس منکر نے انکار سے رجوع کر کے تصدیق کی تو اس کے حصہ کی آدھی آمدنی اسے ملنے لگے گی۔ **طلاق** **عتاق** **میراث** یعنی ایک شخص کے لیے وراثت کا

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص٤٥٤.

[2] ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، فصل، الجزء الثانی، ص٣٧٠.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص٤٥٤.

[4] ......لونڈی۔

[5] ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، فصل، الجزء الثانی، ص٣٧٠.

اقرار کیا تھا اُس نے تکذیب کردی اس کے بعد اگر تصدیق کرے گا وراثت کا مستحق ہوجائے گا۔ رقیت ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں تیرا غلام ہوں اُس نے کہا غلط ہے پھر تصدیق کرکے اُسے غلام بنا سکتا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷: جو کچھ ترکہ وصی کے ہاتھ میں تھا وہ سب میت کی اولاد کو وصی نے دیدیا اور اُس نے یہ کہہ دیا کہ میں نے کل ترکہ وصول پایا میرے والد کے ترکہ میں کوئی چیز ایسی نہیں رہ گئی ہے جس کو میں نے پا نہ لیا ہو اس کے بعد پھر وصی پر کسی چیز کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میرے باپ کا ترکہ ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا یہ دعویٰ سُنا جائے گا۔ یوہیں اگر وارث نے یہ کہہ دیا کہ میرے والد کا جن جن لوگوں پر مطالبہ تھا سب میں نے وصول پایا اس کے بعد ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ میرے والد کا اس پر اتنا دَین ہے یہ دعویٰ سُنا جائے گا۔ یوہیں وصی سے کسی وارث نے صلح کرلی یعنی ترکہ میں اتنی چیزیں ہیں ان میں سے اتنی چیزیں مجھے دی جائیں اور اس کے بعد میرا کوئی حق ترکہ میں باقی نہیں رہے گا اس صلح کے بعد وصی کے ہاتھ میں ایک ایسی چیز دیکھی جو صلح کے وقت ظاہر نہیں کی گئی تھی اُس میں بقدر اپنے حصہ کے دعویٰ کرسکتا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸ : دخول[3] کے بعد یہ اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو دخول سے قبل طلاق دے دی تھی پورا مَہر دخول کی وجہ سے اُس کے ذمہ ہے اور نصف مَہر اس اقرار کی وجہ سے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۹: وقف کی آمدنی جس کے لیے تھی وہ کہتا ہے اس آمدنی کا مستحق[5] فلاں شخص ہے میں نہیں ہوں یہ اقرار صحیح ہے یعنی اس کو آمدنی اب نہیں ملے گی اگرچہ وقف نامہ میں اسی کے لیے ہے مگر یہ بات اسی تک محدود ہے اس کے مرنے کے بعد حسبِ شرائط وقف نامہ اسکی اولاد پر تقسیم ہوگی۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: یہ اقرار کیا کہ ہم نے فلاں کے ہزار روپے غصب کیے پھر یہ کہتا ہے ہم دس شخص تھے اور مالک یہ کہتا ہے کہ تنہا یہی تھا اسی کو پورے ہزار روپے دینے ہوں گے کیونکہ یہ لفظ (ہم) ایک کے لیے بھی بولا جاتا ہے ہاں اگر یہ کہتا کہ ہم سب

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، فصل في مسائل شتى، ج۸، ص۴۵۵، ۴۵۶.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، فصل في مسائل شتى، ج۸، ص۴۵۷.

3 ......مجامعت، ہمبستری، جماع، وطی۔

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، فصل في مسائل شتى، ج۸، ص۴۵۹، ۴۶۰.

5 ......حقدار۔

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، فصل في مسائل شتى، ج۸، ص۴۶۰.

نے اس کے ہزار روپے غصب کیے اور پھر کہتا کہ ہم دس شخص تھے تو بیشک اس سے ایک ہی سو لیا جاتا کہ اس نے پہلے ہی سے بتا دیا کہ میں تنہا نہ تھا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: ایک چیز کا اقرار کر کے کہتا ہے مجھ سے غلطی ہوگئی یعنی کچھ کا کچھ کہہ گیا یہ بات قبول نہیں کی جائے گی مگر مفتی نے اگر طلاق کا حکم دیا تھا اس بنا پر اس نے طلاق کا اقرار کیا بعد میں معلوم ہوا کہ اُس مفتی نے غلط فتویٰ دیا تھا یہ کہتا ہے کہ اُس غلط فتوے کی بنا پر میں نے غلط اقرار کیا یہ دیانۃً مسموع ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے کہا میرے والد نے ثلث مال[3] کی زید کے لیے وصیّت کی بلکہ عمرو کے لیے بلکہ بکر کے لیے تو وصیت زید کے لیے ہے عمرو و بکر کے لیے کچھ نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص کے لیے ہزار روپے کا اپنی نابالغی میں اقرار کیا تھا وہ یہ کہتا ہے کہ حالتِ بلوغ میں اقرار کیا تھا اس صورت میں قسم کے ساتھ مقر[5] کا قول معتبر ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ سرسام[6] کی حالت میں میں نے اقرار کیا تھا جب میری عقل جاتی رہی تھی اگر معلوم ہو کہ اسے سرسام ہوا تھا جب تو کچھ نہیں ورنہ ہزار دینے ہوں گے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مرد کہتا ہے میں نے نابالغی میں تجھ سے نکاح کیا تھا عورت کہتی ہے مجھ سے جب تم نے نکاح کیا تھا تم بالغ تھے اس میں مرد کا قول معتبر ہے اور اگر مرد یہ کہتا ہے کہ میں نے جب نکاح کیا تھا مجوسی تھا عورت کہتی ہے مسلمان تھے اس میں عورت کا قول معتبر ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں سے ایک نے یہ اقرار کیا کہ میرے ساتھی کے ذمہ شرکت سے پہلے کے فلاں شخص کے اتنے روپے ہیں اور ساتھی اس سے انکار کرتا ہے اور طالب[9] یہ کہتا ہے کہ وہ دَین زمانۂ شرکت کا ہے تو دَین دونوں شریکوں پر لازم ہوگا اور اگر یہ اقرار کیا کہ یہ دَین شرکت سے پہلے کا ہے اور مجھ پر ہے شریک پر نہیں اور طالب کہتا ہے

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، فصل في مسائل شتى، ج٨، ص ٤٦١.

[2] ......المرجع السابق، ٤٦٢.

[3] ......تہائی مال۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، فصل في مسائل شتى، ج٨، ص ٤٦١.

[5] ......اقرار کرنے والا۔

[6] ......ایک بیماری جس سے دماغ میں ورم آجاتا ہے۔

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإقرار، الباب الثاني عشر في اسناد الإقرار... إلخ، ج٤، ص١٩٨.

[8] ......المرجع السابق.

[9] ......مطالبہ کرنے والا یعنی قرض دینے والا۔

زمانۂ شرکت کا دَین ہے اس صورت میں بھی دونوں پر لازم ہوگا اور اگر تینوں اس امر پر متفق ہیں کہ شرکت سے قبل کا دَین ہے تو اُسی کے ذمہ دَین قرار پائے گا جس نے لیا ہے دوسرے سے کوئی تعلق نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: یہ کہا کہ اس چیز میں فلاں کی شرکت ہے یا یہ چیز میرے اور فلاں کے مابین مشترک ہے یا یہ چیز میری اور فلاں کی ہے ان سب صورتوں میں دونوں نصف نصف کے شریک مانے جائیں گے اور اگر اقرار میں شریک کا حصہ بھی بتادے مثلاً وہ تہائی یا چوتھائی کا شریک ہے تو جتنا اُس کا حصہ بتایا اُتنے ہی کی شرکت کا اقرار ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: یہ کہا کہ میرا کوئی حق فلاں کی جانب نہیں اس کہنے سے وہ شخص تمام ہی حقوق سے بری ہوگیا یعنی حقوق مالیہ اور غیر مالیہ دونوں سے براءت ہوگئی۔ غیر مالیہ مثلاً کفالت بالنفس[3] قصاص حد قذف۔ حقوق مالیہ خواہ دَین ہوں جو مال کے بدلے میں واجب ہوئے ہوں مثلاً ثمن، اُجرت یا غیر مال کے بدلے میں ہوں مثلاً مَہر۔ جنایت کی دیت اور حقوق مالیہ خواہ عین مضمونہ ہوں جیسے غصب یا امانت ہوں مثلاً ودیعت، عاریت، اجارہ بالجملہ اس کہنے کے بعد اب وہ کسی حق کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر یہ لفظ کہا کہ فلاں پر میرا کوئی حق نہیں تو صرف مضمون کا اقرار ہے امانت سے براءت نہیں اور اگر یہ کہا کہ فلاں کے پاس میرا کوئی حق نہیں یہ امانت سے براءت ہے صرف شے مضمون سے براءت نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: ایک شخص نے دو گواہوں سے مدعیٰ علیہ[5] کے ذمہ ہزار روپے ثابت کیے اور مدعیٰ علیہ نے یہ گواہ پیش کیے کہ مدعی نے ہزار روپے اس سے معاف کر دیے ہیں اسکی چند صورتیں ہیں اگر وجوب مال کی تاریخ ہو[6] اور براءت (معافی) کی بھی تاریخ ہو اور تاریخ معافی بعد میں ہو معافی کا حکم دیا جائے گا اور اگر دستاویز کی تاریخ بعد میں ہے اور معافی کی پہلے ہو تو وجوب مال کا حکم دیا جائے گا اور اگر دونوں کی تاریخ نہ ہو یا دستاویز کی تاریخ ہو معافی کی نہ ہو یا معافی کی ہو مال کی نہ ہو ان سب صورتوں میں معافی کا حکم دیا جائے گا۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب الثاني عشر في اسناد الإقرار...إلخ، ج٤، ص٢٠٠.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب الثالث عشر فيمايكون إقراراًبالشركة...إلخ، ج٤، ص٢٠٠.

[3] ......یعنی جس شخص کے ذمہ مطالبہ ہے اسے حاضر کرنے کی ضمانت دینا۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب الرابع عشر فيمايكون إقراراًبالإبراء...إلخ، ج٤، ص٢٠٤.

[5] ......جس پر دعویٰ کیا گیا۔

[6] ......یعنی اگر مال کے لازم ہونے کی تاریخ ہو۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب الرابع عشر فيمايكون إقراراًبالإبراء...إلخ، ج٤، ص٢٠٥.

صلح کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ لَا خَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَیْنَ النَّاسِؕ ﴾[1]

''اُن کی بہتیری سرگوشیوں میں بھلائی نہیں ہے مگر اُس کی سرگوشی جو صدقہ یا اچھی بات یا لوگوں کے مابین صلح کا حکم کرے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًاؕ وَ الصُّلْحُ خَیْرٌؕ ﴾[2]

''اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے بدخلقی اور بے توجہی کا اندیشہ ہو تو اُن دونوں پر یہ گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح اچھی چیز ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ اِنْ طَآىٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَاۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْاؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ(۹) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ(۱۰) ﴾[3]

''اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ لڑ جائیں تو اُن میں صلح کرا دو پھر اگر ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے تو اُس بغاوت کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پھر جب وہ لوٹ آیا تو دونوں میں عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرو بیشک انصاف کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ مسلمان بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کے مابین کچھ مناقشہ[4] تھا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ اُن میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تھے نماز کا وقت آگیا

[1] ......پ ۵، النسآء: ۱۱۴.

[2] ......پ ۵، النسآء: ۱۲۸.

[3] ......پ ۲۶، الحجرات: ۹، ۱۰.

[4] ......اختلاف، جھگڑا۔

اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) تشریف نہیں لائے حضرت بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے اذان کہی اور اب بھی تشریف نہیں لائے حضرت بلال نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس آ کر یہ کہا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) وہاں رُک گئے اور نماز طیار ہے کیا آپ امامت کریں گے فرمایا اگر تم کہو تو پڑھا دوں گا حضرت بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے اقامت کہی اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) آگے آ گئے کچھ دیر بعد حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) تشریف لائے اور صفوں سے گزر کر صف اول میں تشریف لے جا کر قیام فرمایا لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ادھر متوجہ ہوں مگر وہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو کسی طرف متوجہ نہ ہوتے مگر جب لوگوں نے بکثرت ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے ادھر توجہ کی دیکھا کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ان کے پیچھے تشریف فرما ہیں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے لیے آگے تشریف لے جانے کا اشارہ کیا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تم نماز جیسے پڑھا رہے ہو پڑھاؤ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے ہاتھ اٹھا کر اللہ (عزوجل) کی حمد کی اور اُلٹے پاؤں چل کر صف میں شامل ہو گئے۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) آگے بڑھے اور نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے فرمایا: ''اے لوگو! نماز میں کوئی بات پیش آجائے تو تم نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کر دیا یہ کام عورتوں کے لیے ہے اگر کوئی چیز نماز میں کسی کو پیش آجائے تو سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ کہے امام جب اس کو سُنے گا متوجہ ہو جائے گا۔ اور ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا، اے ابوبکر جب میں نے اشارہ کر دیا تھا پھر تمہیں نماز پڑھانے سے کون سا امر مانع آیا عرض کی ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکر) کو یہ سزاوار نہیں [1] کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھے (امام بنے)۔ [2]

حدیث ۲: صحیح بخاری میں ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے کہ اچھی بات پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے''۔ [3]

حدیث ۳: بخاری شریف وغیرہ میں مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ تعالٰی اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا''۔ [4]

حدیث ۴: صحیح بخاری میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دروازہ پر جھگڑا

---

1 ......مناسب نہیں، لائق نہیں۔

2 ......"صحیح البخاري"، کتاب الصلح، باب ماجاء في الاصلاح بین الناس، الحدیث: ۲۶۹۰، ج۲، ص۲۰۹.

3 ......المرجع السابق، باب لیس الکاذب... إلخ، الحدیث: ۲۶۹۲، ج۲، ص۲۱۰.

4 ......المرجع السابق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن رضی اللہ تعالٰی عنہ ... إلخ، الحدیث: ۲۷۰۴، ج۲، ص۲۱۴.

کرنے والوں کی آواز سنی اُن میں ایک دوسرے سے کچھ معاف کرانا چاہتا تھا اور اُس سے آسانی کرنے کی خواہش کرتا تھا اور دوسرا کہتا تھا خدا کی قسم ایسا نہیں کروں گا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) باہر تشریف لائے فرمایا کہاں ہے وہ جو اللہ کی قسم کھاتا ہے کہ نیک کام نہیں کرے گا اُس نے عرض کی میں حاضر ہوں یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ جو چاہے مجھے منظور ہے۔[1]

حدیث ۵: صحیح بخاری میں ہے کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابن ابی حدرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر میرا دَین تھا میں نے تقاضا کیا اس میں دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کاشانۂ اقدس میں ان کی آوازیں سنیں، تشریف لائے اور حجرہ کا پردہ ہٹا کر کعب بن مالک کو پکارا عرض کی لبیک یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا دَین معاف کردو کعب نے کہا میں نے معاف کیا دوسرے صاحب سے فرمایا: ''اب تم اٹھو اور ادا کردو''۔[2]

حدیث ۶: صحیح مسلم وغیرہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص نے دوسرے سے زمین خریدی مشتری کو اُس زمین میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا اس نے بائع سے کہا یہ سونا تم لےلو کیوں کہ میں نے زمین خریدی ہے سونا نہیں خریدا ہے بائع نے کہا میں نے زمین اور جو کچھ زمین میں تھا سب کو بیع کردیا ان دونوں نے یہ مقدمہ ایک شخص کے پاس پیش کیا اُس حاکم نے دریافت کیا تم دونوں کی اولادیں ہیں ایک نے کہا میرے لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے حاکم نے کہا ان دونوں کا نکاح آپس میں کردو اور یہ سونا اُن پر خرچ کردو اور مہر میں دے دو۔[3]

حدیث ۷: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کے مابین ہر صلح جائز ہے مگر وہ صلح کہ حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کردے''۔[4]

مسائل فقهيه

نزاع[5] دور کرنے کے لیے جو عقد کیا جائے اُس کو صلح کہتے ہیں۔ وہ حق جو باعث نزاع تھا اوس کو مصالح عنہ اور جس پر صلح ہوئی اُس کو بدل صلح اور مصالح علیہ کہتے ہیں۔ صلح میں ایجاب ضروری ہے اور معین چیز میں قبول بھی ضروری ہے

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الصلح، باب هل يشير الإمام بالصلح، الحديث: ٢٧٠٥، ج٢، ص٢١٤.

2 ......"صحيح البخاري"، كتاب الصلح، باب الصلح بالدَّين والعَين، الحديث: ٢٧١٠، ج٢، ص٢١٦.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب الاقضية، باب استحباب اصلاح الحاكم بين الخصمين، الحديث: ٢١-(١٧٢١)، ص٩٤٧.

4 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأقضية، باب في الصلح، الحديث: ٣٥٩٤، ج٣، ص٤٢٥.

5 ......اختلاف، جھگڑا۔

اور غیر معین میں قبول ضروری نہیں۔ مثلاً مدعی نے معین چیز کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے کہا اتنے روپے پر اس معاملہ میں مجھ سے صلح کرلو مدعی نے کہا میں نے کی جب تک مدعیٰ علیہ قبول نہ کرے صلح نہیں ہوگی۔ اور اگر روپے اشرفی کا دعویٰ ہے اور صلح کسی دوسری جنس پر ہوئی تو اس میں بھی قبول ضرور ہے کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع میں قبول ضروری ہے اور اُسی جنس پر ہوئی مثلاً سو روپے کا دعویٰ تھا پچاس پر صلح ہوئی یہ جائز ہے اگرچہ مدعیٰ علیہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے قبول کیا یعنی پہلے مدعیٰ علیہ نے صلح کو خود کہا کہ اتنے میں صلح کرلو اس کے بعد مدعی نے کہا کہ میں نے کی صلح ہوگئی اگرچہ مدعیٰ علیہ نے قبول نہ کیا ہو کہ یہ اسقاط ہے یعنی اپنے حق کو چھوڑ دینا۔[1] (عالمگیری، درمختار)

صلح کے لیے شرائط حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) عاقل ہونا۔ بالغ اور آزاد ہونا شرط نہیں لہٰذا نابالغ کی صلح بھی جائز ہے جب کہ اُس کی صلح میں کھلا ہوا ضرر[2] نہ ہو۔ غلام ماذون اور مکاتب کی صلح بھی جائز ہے جب کہ اس میں نفع ہو۔ نشہ والے کی صلح بھی جائز ہے۔

(۲) مصالح علیہ کے قبضہ کرنے کی ضرورت ہو تو اس کا معلوم ہونا مثلاً اتنے روپے پر صلح ہوئی یا مدعیٰ علیہ فلاں چیز مدعی کو دیدے گا اور اگر اُس کے قبضہ کی ضرورت نہ ہو تو معلوم ہونا شرط نہیں مثلاً ایک شخص نے دوسرے کے مکان میں ایک حق کا دعویٰ کیا تھا کہ میرا اس میں کچھ حصہ ہے دوسرے نے اُس کی زمین کے متعلق دعویٰ کیا کہ میرا اس میں کچھ حق ہے اور صلح یوں ہوئی کہ دونوں اپنے اپنے دعوے سے دست بردار ہو جائیں۔

(۳) مصالح عنہ کا عوض لینا جائز ہو یعنی مصالح عنہ مصالح کا حق ہو اپنے محل میں ثابت ہو عام ازیں کہ مصالح عنہ مال ہو یا غیر مال مثلاً قصاص و تعزیر جب کہ تعزیر حق العبد[3] کی وجہ سے ہو اور اگر حق اللہ کی وجہ سے ہو تو اس کا عوض لینا جائز نہیں مثلاً کسی اجنبیہ[4] کا بوسہ لیا اور کچھ دے کر صلح کرلی یہ جائز نہیں۔ اور اگر مصالح عنہ کے عوض میں کچھ لینا جائز نہ ہو تو صلح جائز نہیں مثلاً حق شفعہ کے بدلے میں شفیع کا کچھ لے کر صلح کرلینا یا کسی نے زِنا کی تہمت لگائی تھی اور کچھ مال لے کر صلح ہوگئی یا زانی اور چور یا شراب خوار کو پکڑا تھا اُس نے کہا مجھے حاکم کے پاس پیش نہ کرو اور کچھ لے کر چھوڑ دیا یہ ناجائز ہے۔ کفالت بالنفس[5] میں مکفول عنہ نے کفیل[6] سے مال لے کر صلح کرلی۔ یہ صُلحیں تو ناجائز ہی ہیں اس صلح سے شفعہ بھی باطل ہو جائے گا

---

[1] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلح، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً... إلخ، ج٤، ص٢٢٨، ٢٢٩.
و"الدر المختار"، کتاب الصلح، ج٨، ص٤٦٦.

[2] ......نقصان۔
[3] ......بندے کا حق۔
[4] ......غیر محرم عورت۔
[5] ......جس شخص پر مطالبہ ہو اس کو حاضر کرنے کی ذمہ داری لے لینا۔
[6] ......ضامن، ذمہ دار۔

اور کفالت بھی جاتی رہی اسی طرح حدقذف بھی اگر قاضی کے یہاں پیش کرنے سے پہلے صلح ہوگئی۔ حدزنا اور حدشرب خمر میں بھی صلح اگرچہ ناجائز ہے مگر صلح کی وجہ سے حد باطل نہیں ہوتی۔ چور نے مکان سے مال نکال لیا اس نے پکڑا چور نے کسی اپنے مال کے عوض میں مصالحت کی یہ صلح ناجائز ہے مال دینا چور پر واجب نہیں اور چوری کا مال چور نے واپس دیدیا ہے تو مقدمہ بھی نہیں چل سکتا اور اگر چور کو قاضی کے پاس پیش کرنے کے بعد مصالحت کی اور اُسے معاف کر دیا تو معافی صحیح نہیں اور اگر اُس کو مال ہبہ کر دیا تو حد سرقہ یعنی ہاتھ کاٹنا اب نہیں ہوسکتا۔ گواہ سے مصالحت کر لی کہ گواہی نہ دے یہ صلح باطل ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

(۴) نابالغ کی طرف سے کسی نے صلح کی تو اس صلح میں نابالغ کا کھلا ہوا نقصان نہ ہو مثلاً نابالغ پر دعویٰ تھا اُس کے باپ نے صلح کی اگر مدعی کے پاس گواہ تھے اور اوتنے ہی پر مصالحت ہوئی جتنا حق تھا یا کچھ زیادہ پر تو صلح جائز ہے اور غبن فاحش پر صلح ہوئی یا مدعی کے پاس گواہ نہ تھے تو صلح ناجائز ہے اور اگر باپ نے اپنا مال دے کر صلح کی ہے تو بہرحال جائز ہے کہ اس میں نابالغ کا کچھ نقصان نہیں۔

(۵) نابالغ کی طرف سے صلح کرنے والا وہ شخص ہو جو اُس کے مال میں تصرُّف کرسکتا ہو[2] مثلاً باپ دادا وصی۔

(۶) بدل صلح مال متقوم ہو اگر مسلمان نے شراب کے بدلے میں صلح کی یہ صلح صحیح نہیں۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ا: بدل صلح کبھی مال ہوتا ہے اور کبھی منفعت مثلاً مدعی علیہ نے اس پر صلح کی کہ میرا غلام مدعی کی سال بھر خدمت کرے گا یا وہ میری زمین میں ایک سال کاشت کرے گا یا میرے مکان میں اتنے دنوں رہے گا۔[4] (درر، غرر)

مسئلہ ۲: صلح کا حکم یہ ہے کہ مدعیٰ علیہ دعویٰ سے بری ہوجائے گا اور مصالح علیہ مدعی کی مِلک ہوجائے گا چاہے مدعی علیہ حقِ مدعی سے منکر ہو یا اِقراری ہو اور مصالح عنہ مِلکِ مدعی علیہ ہوجائے گا اگر مدعی علیہ اقراری تھا بشرطیکہ وہ قابلِ تملیک بھی ہو یعنی مال ہو اور اگر وہ قابلِ مِلک ہی نہ ہو مثلاً قصاص یا مدعی علیہ اس امر سے انکاری تھا کہ یہ حقِ مدعی ہے تو ان دونوں صورتوں میں مدعی علیہ کے حق میں فقط دعوے سے براءت ہوگی۔[5] (درمختار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٦٦ـ٤٦٨، وغیرہ.

[2] ......عمل دخل، یعنی اخراجات وغیرہ میں استعمال کرسکتا ہو۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٦٦، وغیرہ.

[4] ......"دررالحکام" و"غررالاحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص٣٩٦.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٦٨.

مسئلہ ۳: صلح کی تین صورتیں ہیں کبھی یوں ہوتی ہے کہ مدعیٰ علیہ حق مدعی کا مقر ہوتا ہے اور کبھی یوں کہ منکر تھا اور کبھی یوں کہ اُس نے سکوت کیا تھا اقرار انکار کچھ نہیں کیا تھا۔ پہلی قسم یعنی اقرار کے بعد صلح، اس کی چند صورتیں ہیں اگر مال کا دعویٰ تھا اور مال پر صلح ہوئی تو یہ صلح بیع کے حکم میں ہے۔ اس صلح پر بیع کے تمام احکام جاری ہوں گے مثلاً مکان وغیرہ جائداد غیر منقولہ پر صلح ہوئی یعنی مدعیٰ علیہ نے یہ چیزیں دے دیں تو اس میں شفیع کو شفعہ کرنے کا حق حاصل ہوگا اور اگر بدل صلح میں کوئی عیب ہو تو واپس کرنے کا حق ہے خیار رؤیت بھی ہے خیار شرط بھی ہوسکتا ہے اور مصالح علیہ یعنی بدل صلح مجہول ہے تو صلح فاسد ہے مصالح عنہ کا مجہول ہونا صلح کو فاسد نہیں کرتا کیونکہ اُس کو ساقط کرتا ہے اُسکی جہالت سبب نزاع نہیں ہوسکتی بدل صلح کی تسلیم پر قدرت بھی شرط ہے۔ مصالح عنہ یعنی جس کا دعویٰ تھا اگر اُس میں کسی نے اپنا حق ثابت کر دیا تو مدعی کو بدل صلح اُس کے عوض میں پھیرنا ہوگا[1] کل کا استحقاق ہوا کل پھیرنا ہوگا اور بعض کا ہوا بعض پھیرنا ہوگا اور بدل صلح میں استحقاق ہو جائے تو اُس کے مقابل میں مدعی مصالح عنہ سے لے گا یعنی کل میں استحقاق ہوا تو کل لے گا اور بعض میں ہوا تو بعض یعنی بقدر حصہ۔[2] (متون)

مسئلہ ۴: جو صلح بیع کے حکم میں ہے اُس میں دو باتوں میں بیع کا حکم نہیں ہے۔ دَین کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ اقراری تھا ایک غلام دے کر مصالحت ہوئی اور مدعی نے اس پر قبضہ کرلیا اس غلام کا مرابحہ وتولیہ اگر کرنا چاہے گا تو بیان کرنا ہوگا کہ مصالحت میں یہ غلام ہاتھ آیا ہے بغیر بیان جائز نہیں۔ صلح کے بعد دونوں بالاتفاق یہ کہتے ہیں کہ دَین تھا ہی نہیں صلح باطل ہو جائے گی۔ جس طرح حق وصول پانے کے بعد بالاتفاق یہ کہتے ہیں کہ دَین تھا ہی نہیں جو کچھ لیا ہے دے دینا ہوگا اور اگر دَین کے بدلے میں کوئی چیز خریدی پھر دونوں یہ کہتے ہیں کہ دَین نہیں تھا تو خریداری باطل نہیں اور اگر ہزار کا دعویٰ تھا اور دوسری چیز مثلاً غلام لے کر صلح کی پھر دونوں کہتے ہیں کہ دَین نہیں تھا تو مدعی کو اختیار ہے کہ غلام واپس کرے یا ہزار روپے دے۔[3] (عالمگیری، بحرالرائق)

مسئلہ ۵: بیع کے حکم میں اُس وقت ہے جب خلاف جنس پر مصالحت ہوئی مثلاً دعویٰ تھا روپے کا اور صلح ہوئی اشرفی یا

---

[1] ......واپس کرنا ہوگا۔

[2] ......"تنویر الأبصار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٦٨.
و"الهداية"، کتاب الصلح، ج۲، ص ١٩٠.
و"کنز الدقائق"، کتاب الصلح، ص ٣٣٢، ٣٣٣.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدَّین... إلخ، ج٤، ص ٢٣٢.
و"البحر الرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص ٤٣٤، ٤٣٥.

کسی اور چیز پر اور اگر اسی جنس پر مصالحت ہو جس کا دعویٰ تھا یعنی روپے کا دعویٰ تھا اور روپے ہی پر مصالحت ہوئی اور کم پر ہوئی یعنی سو کا دعویٰ تھا پچاس پر صلح ہوئی تو یہ ابرا ہے یعنی معاف کر دینا اور اگر اوتنے ہی پر صلح ہوئی جتنے کا دعویٰ تھا تو استیفا ہے یعنی اپنا حق وصول پالیا اور اگر زیادہ پر صلح ہوئی تو ربا یعنی سود ہے۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۶: مال کا دعویٰ تھا اور روپے پر صلح ہوئی اور اسکی میعاد یہ قرار پائی کہ کھیت کٹے گا تو روپیہ دیا جائے گا یعنی مدت مجہول ہے یہ صلح جائز نہیں کہ بیع میں مدت مجہول ہونا ناجائز ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷: مال کا دعویٰ تھا اور منفعت پر مصالحت ہوئی یہ صلح اجارہ کے حکم میں ہے اور اس میں اجارہ کے احکام جاری ہوں گے اگر منفعت کی تعیین وقت سے ہوتی ہو تو وقت بیان کرنا ضروری ہوگا مثلاً اس پر صلح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ کا غلام مدعی کی خدمت کرے گا یا مدعی، مدعیٰ علیہ کے مکان میں سکونت کرے گا ایسی چیزوں میں وقت بیان کرنا ضرور ہوگا کیونکہ بغیر اس کے اجارہ صحیح نہیں اور اگر کوئی عمل معقود علیہ ہے تو وقت بیان کرنے کی ضرورت نہیں مثلاً اس پر صلح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ مدعی کا یہ کپڑا رنگ دے گا۔ اور چونکہ یہ اجارہ کے حکم میں ہے لہٰذا اندرون مدت[3] اگر دونوں میں سے کوئی مرگیا صلح باطل ہو جائے گی۔ یوہیں اندرون مدت محل[4] ہلاک ہو جائے جب بھی صلح باطل ہے مثلاً وہ غلام مرگیا جس کی خدمت بدل صلح تھی۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸: دعویٰ منفعت کا تھا اور صلح مال پر ہوئی مثلاً یہ دعویٰ تھا کہ میرے مکان کا پانی اس کے مکان سے ہو کر جاتا ہے یا میری چھت کا پانی اس کی چھت پر سے بہتا ہے یا اس نہر سے میرے کھیت کی آبپاشی ہوتی ہے اور مال لے کر صلح کر لی یا ایک قسم کی منفعت کا دعویٰ تھا دوسری قسم کی منفعت پر مصالحت ہوئی مثلاً دعویٰ تھا کہ یہ مکان میرے کرایہ میں ہے اتنے دنوں کے لیے اور صلح اس پر ہوئی کہ اتنے دن مدعیٰ علیہ کا غلام مدعی کی خدمت کرے گا یہ دونوں صورتیں بھی اجارہ کے حکم میں ہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۹: انکار و سکوت کے بعد جو صلح ہوتی ہے وہ مدعی کے حق میں معاوضہ ہے یعنی جس چیز کا دعویٰ تھا اُس کا عوض پالیا اور مدعیٰ علیہ کے حق میں یہ بدل صلح یمین اور قسم کا فدیہ ہے یعنی اس کے ذمہ جو یمین تھی اُس کے فدیہ میں یہ مال دے دیا اور قطع نزاع ہے یعنی جھگڑے اور مقدمہ بازی کی مصیبتوں میں کون پڑے یہ مال دے کر جھگڑا کاٹا ہے لہٰذا ان دونوں

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص ٤٣٤، ٤٣٥.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٨٣.

[3] ......مدت کے اندر۔

[4] ......محل یعنی وہ چیز جو بدل صلح ہے۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٦٩، وغیرہ.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٧٠.

صورتوں میں اگر مکان کا دعویٰ تھا اور مدعیٰ علیہ منکر یا ساکت تھا اور کوئی چیز دے کر مصالحت کی اس مدعیٰ علیہ پر شفعہ نہیں ہو سکتا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں نہیں ہے بلکہ مدعیٰ علیہ کا خیال تو یہ ہے کہ یہ میرا ہی مکان تھا میں نے اس کو صلح کے ذریعہ سے اپنے پاس سے جانے نہ دیا اور مدعی کی خصومت [1] کو مال کے ذریعہ سے دفع کر دیا پھر اس نے جب مکان خریدا نہیں ہے تو شفعہ کیسا اور مدعی کا یہ خیال کہ مکان میرا تھا مال لے کر دے دیا اس خیال کی پابندی مدعیٰ علیہ کے ذمہ نہیں ہے تاکہ شفعہ کیا جاسکے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: مکان پر صلح ہوئی یعنی مدعی نے کسی چیز کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ نے انکار یا سکوت کے بعد اپنا مکان دے کر پیچھا چھوڑایا اُس سے صلح کر لی اس مکان پر شفعہ ہوسکتا ہے کیونکہ اس صورت میں مکان مدعی کو ملتا ہے اور اس کا گمان یہ ہے کہ میں اس کو اپنے حق کے عوض میں لیتا ہوں لہٰذا اس کے لحاظ سے یہ صلح بیع کے معنی میں ہے تو اس پر شفعہ بھی ہوگا۔[3] (بحر)

مسئلہ ۱۱: انکار یا سکوت کے بعد جو صلح ہوتی ہے اگر واقع میں مدعی کا غلط دعویٰ تھا جس کا مدعی کو بھی علم تھا تو صلح میں جو چیز ملی ہے اُس کا لینا جائز نہیں اور اگر مدعیٰ علیہ جھوٹا ہے تو اس صلح سے وہ حق مدعی سے بری نہیں ہوگا یعنی صلح کے بعد قضاءً تو کچھ نہیں ہوسکتا دنیا کا مؤاخذہ ختم ہوگیا مگر آخرت کا مؤاخذہ باقی ہے مدعی کے حق ادا کرنے میں جو کمی رہ گئی ہے اوس کا مؤاخذہ ہے مگر جب کہ مدعی خود ما بقی سے معافی دیدے۔[4] (بحر) لہٰذا صلح ہونے کے بعد اگر حقوق سے اِبرا و معافی ہوجائے تو مواخذۂ اُخروی [5] سے بھی نجات ہوجائے عین کے علاوہ کیونکہ عین کا اِبرا درست نہیں۔

مسئلہ ۱۲: جس چیز کا دعویٰ تھا بعد صلح کے اُس کا کوئی حق دار پیدا ہوگیا تو مدعی کو اُس مستحق [6] سے خصومت اور مقدمہ بازی کرنی ہوگی اور مستحق نے حق ثابت ہی کر دیا تو اُس کے عوض میں مدعی کو بدل صلح واپس کرنا ہوگا اور اگر بدل صلح میں کوئی دوسرا شخص حقدار نکلا اور اُس نے کل یا جز لے لیا تو مدعی پھر دعوے کی طرف رجوع کرے گا کل میں کل کا دعویٰ بعض میں بعض کا دعویٰ کر سکتا ہے ہاں اگر غیر متعین چیز یعنی روپے اشرفی کا دعویٰ تھا اور اسی پر مصالحت ہوئی یعنی جس چیز کا دعویٰ تھا اُسی جنس پر مصالحت ہوئی اور حقدار نے اپنا حق ثابت کر کے لے لیا تو صلح باطل نہیں ہوگی بلکہ مستحق نے جتنا لیا اوتنا ہی یہ مدعیٰ علیہ سے لے

---

[1] ......مقدمہ۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٧٠، وغیرہ.

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص ٤٣٥ .

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......آخرت کی پکڑ، گرفت۔

[6] ......حقدار۔

مثلاً ہزار کا دعویٰ تھا اور سو روپے میں صلح ہوئی مستحق نے کہا یہ روپے میرے ہیں تو مدعی دوسرے سو روپے مدعیٰ علیہ سے لے سکتا ہے۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۳: انکار یا سکوت کے بعد صلح ہوئی اور اس صلح میں لفظ بیع استعمال کیا مدعیٰ علیہ نے کہا اتنے میں یا اُس کے عوض بیع کی یا خریدی اور بدل صلح کا کوئی حقدار پیدا ہوگیا اور لے گیا تو مدعی[2] مدعیٰ علیہ[3] سے وہ چیز لے گا جس کا دعویٰ تھا یہ نہیں کہ پھر دعوے کی طرف رجوع کرے کیونکہ مدعیٰ علیہ کا بیع کرنا مدعی کی ملک تسلیم کر لینا ہے لہٰذا اس صورت میں انکار یا سکوت نہیں ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: بدل صلح ابھی تک مدعی کو تسلیم[5] نہیں کیا گیا ہے اور ہلاک ہوگیا اس کا حکم وہی ہے جو استحقاق کا ہے خواہ وہ صلح اقرار کے بعد ہو یا انکار و سکوت کے بعد دونوں صورتوں میں فرق نہیں۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ بدل صلح معین ہونے والی چیز ہو اور اگر غیر معین چیز ہو تو ہلاک ہونے سے صلح پر کچھ اثر نہیں پڑے گا مدعیٰ علیہ سے اوتنا لے سکتا ہے جو مقرر ہوا۔[6] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۵: یہ دعویٰ تھا کہ اس مکان میں میرا حق ہے کسی چیز کو دے کر صلح ہوگئی پھر اس مکان کے کسی جز میں استحقاق ہوا اگرچہ مستحق کا یہ دعویٰ ہے کہ ایک ہاتھ کے سوا باقی یہ سارا مکان میرا ہے اور مستحق نے لے لیا مدعیٰ علیہ، مدعی سے کچھ واپس نہیں لے سکتا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ ایک ہاتھ جو بچا ہے وہی مدعی کا ہو اور اگر مستحق نے پورے مکان کو اپنا ثابت کیا تو جو کچھ مدعی کو دیا گیا ہے واپس لیا جائے گا۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: جس عین کا دعویٰ تھا اُسی کے ایک جز پر مصالحت ہوئی مثلاً مکان کا دعویٰ تھا اُسی مکان کا ایک کمرہ یا کوٹھری دے کر صلح کی گئی یہ صلح جائز نہیں کیونکہ مدعی نے جو کچھ لیا یہ تو خود مدعی کا تھا ہی اور مکان کے باقی اجزاء و حِصَص کا اِبرا کر دیا[8] اور عین میں اِبرا درست نہیں ہاں اس کے جواز کی صورت یہ بن سکتی ہے کہ مدعی کو علاوہ اُس جز و مکان کے ایک

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۵.

[2] ......دعویدار، دعویٰ کرنے والا۔ [3] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۰.

[5] ......سپرد۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۰.
و"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۵.

[7] ......"الهداية"، کتاب الصلح، ج۲، ص۱۹۱.

[8] ......یعنی باقی حصوں سے بری کر دیا۔

روپیہ یا کپڑا یا کوئی چیز بدل صلح میں اضافہ کی جائے کہ یہ چیز بقیہ حصص مکان کے عوض میں ہو جائے گی دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک جز پر صلح ہوئی اور باقی اجزا کے دعوے سے دست برداری دے دے۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۷: مکان کا دعویٰ تھا اور اس بات پر صلح ہوئی کہ وہ اُس کے ایک کمرے میں ہمیشہ یا عمر بھر سکونت کرے گا یہ صلح بھی صحیح نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: دَین کا دعویٰ تھا اور اُس کے ایک جز پر مصالحت ہوئی مثلاً ہزار کا دعویٰ تھا پانسو پر صلح ہوگئی یا عین کا دعویٰ ہو اور دوسری عین کے جز پر صلح ہوئی مثلاً ایک مکان کا دعویٰ تھا دوسرے مکان کے ایک کمرہ کے عوض میں مصالحت ہوئی یہ صلح جائز ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: مال کے دعوے میں مطلقاً صلح جائز ہے چاہے مال پر صلح ہو یا منفعت پر ہو اقرار کے بعد یا انکار و سکوت کے بعد کیونکہ یہ صلح بیع یا اجارہ کے معنی میں ہے اور جہاں وہ جائز یہ بھی جائز۔ دعوائے منفعت میں بھی صلح مطلقاً جائز ہے مال کے بدلے میں بھی ہوسکتی ہے اور منفعت کے بدلہ میں بھی مگر منفعت کو اگر بدل صلح قرار دیں تو ضرور ہے کہ دونوں منفعتیں دو طرح کی ہوں ایک ہی جنس کی نہ ہوں مثلاً مکان کرایہ پر لیا ہے اور صلح خدمت غلام پر ہوئی یہ جائز ہے اور اگر ایک ہی جنس کی ہوں مثلاً مکان کی سکونت کا دعویٰ تھا اور سکونتِ مکان ہی کو بدلِ صلح قرار دیا یہ جائز نہیں مثلاً وارث پر دعویٰ کیا کہ تیرے مورث نے اس مکان کی سکونت کی میرے لیے وصیّت کی ہے وارث نے اقرار کیا یا انکار پھر مال پر صلح ہو یا دوسری جنس کی منفعت پر صلح ہو جائز ہے۔[4] (درر، غرر)

مسئلہ ۲۰: ایک مجہول الحال شخص[5] پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اُس نے مال دے کر مصالحت کی یہ صلح جائز ہے اور اس کو مال کے عوض میں عتق[6] قرار دیں گے۔ پھر اگر اقرار کے بعد صلح ہوئی تو مدعی کو وَلا ملے گا ورنہ نہیں ہاں اگر بیّنہ سے[7] اُس کا غلام ہونا ثابت کردے تو اگرچہ مدعیٰ علیہ منکر ہے مدعی کو وَلا ملے گا بیّنہ سے ثابت کرنے کی وجہ سے وہ غلام نہیں بنایا جاسکتا یہی

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۶.
و"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ۴۷۱.

[2] ......"الدرالمختار"، المرجع السابق، ص۴۸۳.

[3] ......المرجع السابق، ص ۴۷۱، ۴۷۴.

[4] ......"دررالحکام" و"غررالاحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۳۹۸.

[5] ......ایسا شخص جس کے آزاد یا غلام ہونے کا لوگوں کو علم نہ ہو۔

[6] ......آزاد کرنا۔

[7] ......گواہوں سے۔

حکم سب جگہ ہے یعنی صلح کے بعد اگر مدعی گواہوں سے اپنا حق ثابت کرے اور یہ چاہے کہ میں اُس چیز کو لے لوں یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ چیز اگر اُس کی ہے تو معاوضہ اُس چیز کا لے چکا پھر مطالبہ کے کیا معنی۔[1] (درر، درمختار)

مسئلہ ۲۱: مرد نے ایک عورت پر جو شوہر والی نہیں ہے نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے مال دے کر صلح کی، یہ صلح خلع کے حکم میں ہے مگر مرد نے اگر جھوٹا دعویٰ کیا تھا تو اس مال کو لینا حلال نہیں اور عورت کو اُسی وقت دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یعنی اُس پر عدّت نہیں ہے کیونکہ دخول پایا نہیں گیا اور اگر عورت نے مرد پر نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے مال دے کر صلح کی یہ صلح ناجائز ہے کیونکہ اس صلح کو کسی عقد کے تحت میں داخل نہیں کرسکتے۔[2] (درر)

مسئلہ ۲۲: غلام ماذون نے کسی کو عمداً قتل کیا تھا اور ولیِ مقتول سے خود غلام نے صلح کی یعنی قصاص نہ لو اُس کے عوض میں یہ مال لو یہ صلح جائز نہیں مگر اس صلح کا یہ اثر ہوگا کہ قصاص ساقط ہوجائے گا اور غلام جب آزاد ہوگا اُس وقت بدل صلح وصول کیا جائے گا اور ماذون کے غلام نے اگر کسی کو قتل کیا تھا اُس ماذون نے مال پر صلح کی یہ صلح جائز ہے کیونکہ یہ اُس کی تجارت کی چیز ہے اور خود تجارت کی چیز نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: مال مغصوب ہلاک ہوگیا مالک نے غاصب سے مصالحت کی اس کی چند صورتیں ہیں اگر مغصوب مثلی ہے اور جس چیز پر مصالحت ہوئی وہ اُسی جنس کی ہے تو زیادہ پر صلح جائز نہیں اور اگر دوسری جنس کی چیز پر صلح ہوئی تو جائز ہے اور اگر وہ چیز قیمی ہے اور جتنی قیمت اُس کی ہے اُس سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے یعنی کم و برابر پر تو جائز ہی ہے زیادہ پر بھی جائز ہے اور اگر کسی متاع[4] پر صلح ہو یہ بھی جائز ہے مثلاً ایک غلام غصب کیا جس کی قیمت ایک ہزار تھی اور ہلاک ہوگیا دو ہزار روپے پر مصالحت کی یا کپڑے کے تھان پر صلح ہوئی جائز ہے اور اگر غاصب نے خود ہلاک کیا ہے جب بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر اس کے متعلق قاضی کا حکم مثلاً ایک ہزار ضمان کا ہوچکا یا اتنا ہی کہ قیمت تاوان میں دے تو زیادہ پر صلح نہیں ہوسکتی۔[5] (درمختار، درر)

---

[1] ......"دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۳۹۸.
و"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۵.

[2] ......"دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۳۹۸.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷٦.

[4] ......سامان۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷٦.
و"دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۳۹۹.

مسئلہ۲۴: صورتِ مذکورہ میں کہ قیمت سے زیادہ پر یا متاع پر صلح ہوئی غاصب گواہ پیش کرنا چاہتا ہے کہ اُس مغصوب کی قیمت اُس سے کم ہے جس پر صلح ہوئی ہے یہ گواہ مقبول نہ ہوں گے اور اگر دونوں متفق ہو کر بھی یہ کہیں کہ قیمت کم تھی جب بھی غاصب مالک سے کچھ واپس نہیں لے سکتا۔[1] (بحر)

مسئلہ۲۵: غلام مشترک کو ایک شریک نے آزاد کر دیا اور یہ آزاد کرنے والا مالدار ہے تو حکم یہ ہے کہ نصف قیمت دوسرے کو ضمان دے[2] اب اس صورت میں اگر نصف قیمت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ جائز نہیں کہ شرع نے[3] جب نصف قیمت مقرر کر دی ہے تو اُس پر زیادتی نہیں ہوسکتی جس طرح مغصوب کی قیمت کا تاوان قاضی نے مقرر کر دیا تو اب زیادہ پر صلح نہیں ہوسکتی کہ قاضی کا مقرر کرنا بھی شرع کا مقرر کرنا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ۲۶: مغصوب چیز کو غاصب کے سوا کسی دوسرے نے ہلاک کر دیا اور مالک نے غاصب سے قیمت سے کم پر صلح کرلی یہ جائز ہے اور غاصب اُس ہلاک کنندہ سے[5] پوری قیمت وصول کرسکتا ہے۔ مگر جتنا زیادہ لیا ہے اُس کو صدقہ کردے اور مالک کو یہ بھی اختیار ہے کہ ہلاک کنندہ ہی سے قیمت سے کم پر صلح کرلے۔[6] (بحر)

مسئلہ۲۷: جنایت عمد جس میں قصاص واجب ہوتا ہے خواہ وہ قتل ہو یا اس سے کم مثلاً قطعِ عضو[7] اس میں اگر دِیَت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ جائز ہے اور جنایتِ خطا میں دیت سے زیادہ پر صلح ناجائز ہے کہ اس میں شرع کی طرف سے دیت مقرر ہے اُس پر زیادتی نہیں ہوسکتی ہاں دیت میں جو چیزیں مقرر ہیں اون کے علاوہ دوسری جنس پر صلح ہو اور یہ چیز قیمت میں زیادہ ہو تو یہ صلح جائز ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ۲۸: مدعیٰ علیہ نے کسی کو صلح کے لیے وکیل کیا اُس وکیل نے صلح کی اگر دعویٰ دَین کا تھا اور دَین کے بعض حصہ پر صلح ہوئی یا خونِ عمد کا دعویٰ تھا اور صلح ہوئی اس صورت میں یہ وکیل سفیر محض ہے مدعی اس سے بدل صلح کا مطالبہ نہیں کرسکتا بلکہ وہ بدلِ صلح موکل پر لازم ہے اُسی سے مطالبہ ہوگا ہاں اگر وکیل نے بدلِ صلح کی ضمانت کرلی ہے تو وکیل سے اس ضمانت کی وجہ سے

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۹.
[2] ......تاوان دے۔
[3] ......شریعت نے۔
[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۷.
[5] ......ہلاک کرنے والے یعنی ضائع کرنے والے سے۔
[6] ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۹.
[7] ......کوئی عضو کاٹنا۔
[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۷.

مطالبہ ہوگا۔ یوہیں مال کا دعویٰ تھا اور مال پر صلح ہوئی اور مدعیٰ علیہ اقراری تھا تو وکیل سے مطالبہ ہوگا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع کا وکیل سفیر محض نہیں ہوتا بلکہ حقوق اُسی کی طرف عائد ہوتے ہیں اور اگر مدعیٰ علیہ منکر ہوتو وکیل سے مطلقاً مطالبہ نہیں مال پر صلح ہو یا کسی اور چیز پر۔[1] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۲۹: مدعیٰ علیہ نے اس سے صلح کے لیے نہیں کہا اس نے خود صلح کر لی یعنی فضولی ہو کر اگر مال کا ضامن ہوگیا ہے یا صلح کو اپنے مال کی طرف نسبت کی یا کہہ دیا اس چیز پر یا کہا اتنے پر مثلاً ہزار روپے پر صلح کرتا ہوں اور دے دیے تو صلح جائز ہے اور یہ فضولی ان صورتوں میں مُتَبَرِّع[2] ہے مدعیٰ علیہ سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر اسکے حکم سے مصالحت کرتا تو واپس لیتا اور اگر فضولی نے کہہ دیا کہ اتنے پر صلح کرتا ہوں اور دیا نہیں تو یہ صلح اجازت مدعیٰ علیہ پر موقوف ہے وہ جائز کر دے گا جائز ہو جائے گی اور مال لازم آجائے گا ورنہ جائز نہیں ہوگی۔ فضولی نے خلع کیا اُس میں بھی یہی پانچ صورتیں ہیں اور یہی احکام۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: ایک زمین کے وقف کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ مُنکِر ہے اور مدعی کے پاس ثبوت کے گواہ نہیں ہیں مدعی علیہ نے کچھ دے کر قطع منازعت کے لیے[4] مصالحت کر لی یہ صلح جائز ہے اور اگر مدعی اپنے دعوے میں صادق[5] ہے تو بدل صلح بھی اُس کے لیے حلال ہے اور بعض علما فرماتے ہیں کہ حلال نہیں۔[6] (درمختار) اور یہی قول من حیث الدلیل[7] قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور وقف کی بیع درست نہیں بلکہ یہ صلح صحیح بھی نہ ہونا چاہیے کیونکہ وقف اس کا حق نہیں جس کا معاوضہ لینا درست ہو۔

مسئلہ ۳۱: صلح کے بعد پھر دوسری صلح ہوئی وہ پہلی ہی صحیح ہے اور دوسری باطل یہ جب کہ وہ صلح اسقاط ہو[8] اور اگر معاوضہ ہو جو بیع کے معنی میں ہو تو پہلی صلح فسخ ہوگئی[9] اور دوسری صحیح جس طرح بیع کا حکم ہے جب کہ بائع نے مبیع کو اُسی مشتری کے ہاتھ بیع کیا۔[10] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج٨، ص٤٧٨.
و"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج٧، ص٤٤٠.

2 ......احسان کرنے والا۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج٨، ص٤٧٩.

4 ......جھگڑا ختم کرنے کے لئے۔

5 ......سچا۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج٨، ص٤٨٠.

7 ......دلیل کی حیثیت سے، دلیل کے لحاظ سے۔

8 ......یعنی پہلی صلح ختم کرنے والی ہو۔

9 ......ختم ہوگئی۔

10 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلح، ج٨، ص٤٨٠.

مسئلہ ۳۲: مدعیٰ علیہ[1] نے دعوے سے انکار کردیا تھا اس کے بعد صلح ہوئی اب وہ گواہ پیش کرتا ہے کہ مدعی[2] نے صلح سے پہلے یہ کہا تھا کہ میرا اُس مدعیٰ علیہ پر کوئی حق نہیں ہے وہ صلح بدستور قائم رہے گی اور اگر مدعی نے صلح کے بعد یہ کہا کہ میرا اُس کے ذمہ کوئی حق نہ تھا تو صلح باطل ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: امین کے پاس امانت تھی جب تک اُس کے ہلاک کا دعویٰ نہ کرے صلح نہیں ہوسکتی۔ اور ہلاک کا دعویٰ کرنے کے بعد مصالحت ہوسکتی ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: امین نے امانت سے ہی انکار کیا کہتا ہے میرے پاس امانت رکھی نہیں اور مالک امانت رکھنے کا مدعی ہے صلح ہوسکتی ہے۔ امین امانت کا اقرار کرتا ہے اور مالک مطالبہ کرتا ہے مگر امین خاموش ہے مالک کہتا ہے اس نے میری چیز ہلاک کردی صلح ہوسکتی ہے اور اگر مالک ہلاک کرنے کا دعویٰ کرتا ہے اور امین کہتا ہے میں نے واپس کردی یا وہ چیز ہلاک ہوگئی اس صورت میں صلح جائز نہیں اور اگر امین کہتا ہے میں نے چیز واپس کردی یا ہلاک ہوگئی اور مالک کچھ نہیں کہتا اس میں صلح جائز نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: مدعیٰ علیہ کا صلح کی خواہش کرنا یا یہ کہنا کہ دعوے سے مجھے بری کردو یہ دعوے کا اقرار نہیں ہے اور یہ کہنا کہ جس مال کا دعویٰ ہے اُس سے صلح کرلو یا اُس سے مجھے بری کردو یہ مال کا اقرار ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: مبیع میں[7] عیب کا دعویٰ کیا اور صلح ہوگئی بعد میں ظاہر ہوا کہ عیب تھا ہی نہیں یا عیب زائل ہوگیا تھا صلح باطل ہوگئی جو کچھ لیا ہے واپس کرے۔ یوہیں دَین کا دعویٰ تھا اور صلح ہوگئی پھر معلوم ہوا کہ دَین نہیں تھا صلح باطل ہوگئی جو کچھ لیا ہے واپس کردے۔[8] (درمختار)

---

1 ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔
2 ......دعویدار، دعویٰ کرنے والا۔
3 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸،ص ۴۸۱ .
4 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸،ص ۴۸۱ .
5 ......"ردالمحتار"، کتاب الصلح، ج۸،ص ۴۸۳ .
6 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸،ص ۴۸۵ .
7 ......فروخت کی گئی چیز میں۔
8 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸،ص ۴۸۵ .

دعوائے دَین میں صلح کا بیان

مسئلہ ۱: مدعیٰ علیہ پر جودَین[1] ہے یا اُس نے کوئی چیز غصب کی ہے اگر صلح اُسی جنس کی چیز پر ہوئی تو بعض حق کو لے لینا اور باقی کو چھوڑ دینا ہے اس کو معاوضہ قرار دینا درست نہیں ورنہ سود ہو جائے گا لہٰذا صلح کے جائز ہونے میں بدل صلح پر قبضہ کرنا ضروری نہیں مثلاً ہزار روپے حال یعنی غیر میعادی تھے سو روپے پر جو فوراً لیے جائیں گے صلح ہوئی یہ درست ہے اگرچہ مجلس صلح میں اون پر قبضہ نہ کیا ہو یا ہزار غیر میعادی تھے صلح ہوئی ہزار روپے پر جن کی کوئی میعاد مقرر ہوئی یا ہزار روپے کھرے تھے اور سو روپے کھوٹے پر صلح ہوئی پہلی صورت میں مقدار کم کر دی دوسری میں میعاد بڑھا دی یعنی فوراً لینے کا حق ساقط کر دیا تیسری صورت میں مقدار اور وصف دو چیزیں ساقط کر دیں۔ مدعیٰ علیہ کے ذمہ روپے تھے اور اشرفی پر صلح ہوئی اور اس کے ادا کرنے کی میعاد مقرر ہوئی یہ صلح ناجائز ہے کہ غیر جنس پر صلح عقد معاوضہ ہے اور چاندی کی سونے سے بیع ہو تو مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہزار روپے میعادی تھے اور صلح ہوئی کہ پانسو فوراً ادا کر دے یہ صلح بھی ناجائز ہے کہ پانسو کے بدلے میں میعاد کو بیع کرنا ہے اور یہ ناجائز ہے یا ہزار روپے کھوٹے تھے پانسو کھرے پر صلح ہوئی یہ صلح بھی ناجائز ہے کہ وصف کو پانسو کے بدلے میں بیع کرنا ہے اور یہ جائز نہیں۔ قاعدہ کُلیہ یہ ہے کہ دائن کی طرف اگر احسان ہو تو اسقاط ہے اور صلح جائز ہے اور دونوں کی طرف سے ہو تو معاوضہ ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲: ایک ہزار کا دعویٰ تھا اور مدعیٰ علیہ انکاری ہے پھر سو روپے پر صلح ہوئی اگر مدعی نے یہ کہا کہ سو روپے پر میں نے صلح کی اور باقی معاف کر دیے تو قضاءً و دیانۃً ہر طرح مدعیٰ علیہ بقیہ سے بری ہو گیا اور اگر یہ کہا کہ سو روپے پر صلح کی اور یہ نہیں کہا کہ بقیہ میں نے معاف کیے تو مدعیٰ علیہ قضاءً بری ہو گیا دیانۃً بری نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: مدیون[4] سے کہا تمہارے ذمہ ہزار روپے ہیں کل پانسو ادا کر دو اس شرط پر کہ باقی پانسو سے تم بری، اگر ادا کر دیے بری ہو گیا ورنہ پورے ہزار اُس کے ذمہ ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وقت کا ذکر نہ کرے اس صورت میں پانسو بالکل معاف ہو گئے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ آدھے دَین پر مصالحت ہوئی کہ کل ادا کر دے گا اور باقی سے بری ہو جائے گا اور

---

1 ......قرض۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص۴۸۵.

3 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدَّین...إلخ، ج۴، ص۲۳۴.

4 ......مقروض۔

شرط یہ ہے کہ کل اگرادانہ کیے تو پورا دَین بدستور اُس کے ذمہ ہوگا اس صورت میں جیسا کہا ہے وہی ہے۔ چوتھی صورت یہ ہے پانسو سے مَیں نے تجھے بری کر دیا اس بات پر کہ پانسو کل ادا کر دے پانسو معاف ہوگئے کل کے روز ادا کرے یا نہ کرے۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ یوں کہا کہ اگر تو پانسو کل کے دن ادا کر دے گا تو باقی سے بری ہو جائے گا اس صورت میں حکم یہ ہے کہ ادا کرے یا نہ کرے بری نہ ہوگا۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: مدیون پر ایک سو روپے اور دس اشرفیاں باقی ہیں ایک سو دس روپے پر صلح ہوئی اگر ادا کے لیے میعاد ہے صلح ناجائز ہے اور اگر اُسی وقت دے دیے صلح جائز ہے اور اگر دس روپے فوراً دیے اور سو باقی رہے جب بھی جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: ایک شخص پر ہزار روپے باقی ہیں اور یوں صلح ہوئی کہ مہینے کے اندر دو گے تو سو روپے اور ایک ماہ کے اندر نہ دیے تو دو سو روپے دینے ہوں گے یہ صلح صحیح نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ایک نے دوسرے پر کچھ روپیہ کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے انکار کر دیا پھر دونوں میں مصالحت ہوگئی کہ اتنے روپے اس وقت دیے جائیں گے اور اتنے آئندہ فلاں تاریخ پر یہ صلح جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: سو روپے باقی ہیں اور دس من گیہوں[5] پر صلح ہوئی ان کے دینے کی میعاد مقرر ہو یا نہ ہو اگر اُس مجلس میں قبضہ نہ کیا صلح باطل ہے اور اگر گیہوں معین ہوگئے یعنی یوں صلح ہوئی کہ یہ گیہوں دوں گا تو قبضہ کرے یا نہ کرے صلح جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: پانچ من گیہوں مدیون کے ذمہ باقی ہیں اور دس روپے پر صلح ہوئی اگر روپے پر اُسی وقت قبضہ ہوگیا صلح جائز ہے اور بغیر قبضہ دونوں جدا ہوگئے صلح ناجائز اور اگر پانچ روپے پر قبضہ کرلیا اور پانچ پر نہیں تو آدھے گیہوں کے مقابل صلح صحیح ہے اور نصف کے مقابل باطل۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح،فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص۴۸۶، وغیرہ.

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدَّین...إلخ، ج٤، ص۲۳۲.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......گندم۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدَّین...إلخ، ج٤، ص۲۳۲.

[7] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۹: دس من گیہوں اُس کے ذمہ ہیں پانچ من گیہوں اور پانچ من جَو پر صلح ہوئی اور جَو کے لیے میعاد مقرر کی یہ صلح ناجائز ہے اور جَو کو معین کر دیا ہو صلح جائز ہے اگرچہ گیہوں معین نہ ہوں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: روپے کا دعویٰ تھا اور صلح یوں ہوئی کہ مدیون اس مکان میں ایک سال رہ کر دائن کو دیدے یا یہ غلام ایک سال تک مدیون کی خدمت کرے پھر مدیون اسے دائن کو دیدے یہ صلح ناجائز ہے کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع میں ایسی شرط بیع کو فاسد کر دیتی ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: مدیون نے روپے ادا کر دیے ہیں مگر دائن انکار کرتا ہے پھر سو روپے پر صلح ہوئی اگر دائن کے علم میں وصول ہونا ہے تو لینا جائز نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲: دَین کا کوئی گواہ نہیں ہے دائن[4] یہ چاہتا ہے کہ مدیون سے دَین کا اقرار کرالے تا کہ وقت پر کام آئے مدیون نے کہا میں اقرار نہیں کروں گا جب تک تو دَین کی میعاد نہ کر دے یا اُس میں سے اتنا کم نہ کر دے دائن نے ایسا ہی کر دیا یہ میعاد کا مقرر کرنا یا معاف کر دینا صحیح ہے یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اِکراہ کے ساتھ ایسا ہوا ہے یہ اکراہ نہیں ہے اور اگر مدیون نے وہ بات علانیہ کہہ دی کہ جب تک ایسا نہ کرو گے میں اقرار نہ کروں گا تو اُس سے کُل مطالبہ فوراً وصول کیا جائے گا کیونکہ دَین کا اقرار ہو چکا۔[5] (درر)

مسئلہ ۱۳: دَین مشترک کا حکم یہ ہے کہ ایک شریک نے مدیون سے جو کچھ وصول کیا دوسرا بھی اُس میں شریک ہے مثلاً سو میں سے پچاس روپے ایک شریک نے وصول کیے تو دوسرے شریک سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اپنے حصہ کے میں نے پچاس وصول کر لیے اپنے حصہ کے تم وصول کرلو بلکہ دوسرا ان پچاس میں سے پچیس لے سکتا ہے اس کو انکار کا حق نہیں ہے ہاں اگر دوسرا خود مدیون ہی سے وصول کرنا چاہتا ہے اس وجہ سے شریک سے مطالبہ نہیں کرتا تو اُس کی خوشی مگر چاہے تو شریک سے مطالبہ کر سکتا ہے یعنی اگر فرض کرو مدیون دیوالیہ ہو گیا یا کوئی اور صورت ہو گئی تو یہ اپنے شریک سے وصول شدہ میں سے آدھا لے سکتا ہے۔[6] (ہدایہ وغیرہا)

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الصلح،الباب الثاني في الصلح في الدَّين...إلخ، ج٤،ص٢٣٢.

[2] ......المرجع السابق،ص٢٣٣.

[3] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الصلح،باب الصلح عن الدَّين،فصل في الصلح عن الدَّين ،ج٢،ص١٨٤.

[4] ......قرض دینے والا۔

[5] ......"دررالحكام"شرح"غررالأحكام"، كتاب الصلح،الجزء الثاني،ص٤٠١.

[6] ......"الهداية"، كتاب الصلح،باب الصلح في الدَّين، فصل في الدَّين المشترك ،ج٢،ص١٩٧،وغيرها.

مسئلہ ۱۴: دَینِ مشترک کی یہ صورت ہے کہ ایک ہی سبب سے دونوں کا دَین ثابت ہو مثلاً دونوں نے ایک عقد میں بیع کی اس کا ثمن دَینِ مشترک ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ایک چیز دونوں کی شرکت میں تھی اور ایک ہی عقد میں اس کو بیع کیا یہ ثمن دَینِ مشترک ہے دوسری یہ کہ دونوں کی دو چیزیں تھیں مگر ایک ہی عقد میں دونوں کو بغیر تفصیلِ ثمن بیع کیا یہ کہہ دیا کہ ان دونوں کو اتنے میں بیچا یہ نہیں کہ اتنے میں اس کو اتنے میں اس کو۔ اور اگر دو عقد میں چیز بیع کی گئی تو ثمن کو دَین مشترک نہیں کہہ سکتے مثلاً دونوں نے اپنی اپنی چیزیں اُس مشتری کے ہاتھ بیع کیں یا چیز دونوں میں مشترک ہے مگر اس نے کہا میں نے اپنا حصہ تمھارے ہاتھ پانسو میں بیچا دوسرے نے کہا میں نے اپنا حصہ پانسو میں بیچا تو یہ دَین مشترک نہیں اگرچہ شے مشترک کا ثمن ہے۔ یوہیں تفصیلِ ثمن کر دینے میں بھی ثمن دَین مشترک نہیں مثلاً دو چیزیں ایک عقد میں دس روپے میں بیچیں اور یہ کہا کہ اس کا ثمن چار روپے ہے اور اس کا چھ روپے یہ دَین مشترک نہیں۔ دوسری صورت دَینِ مشترک کی یہ ہے کہ مورِث کا کسی پر دَین تھا اُس کے مرنے کے بعد یہ دونوں وارث ہوئے وہ دَین ان میں مشترک ہے تیسری صورت یہ کہ ایک مشترک چیز کو کسی نے ہلاک کر دیا جس کی قیمت کا ضمان اوس پر واجب ہوا یہ ضمان دَینِ مشترک ہے۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۵: دَینِ مشترک میں ایک شریک نے مدیوں سے اپنے حصہ میں خلافِ جنس پر مصالحت کر لی مثلاً اپنے حصہ کے بدلے میں اُس نے ایک کپڑا مدیون سے لے لیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ اپنا حصہ مدیون سے وصول کرے یا اسی کپڑے میں سے آدھا لے لے اگر کپڑے میں سے نصف لینا چاہتا ہے تو وصول کنندہ[2] دینے سے انکار نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ اصل دَین کی چہارم کا ضامن[3] ہو جائے تو کپڑے میں نصف کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: مدیون سے مصالحت نہیں کی ہے بلکہ اپنے نصف دَین کے بدلے میں اُس سے کوئی چیز خریدی تو یہ شریک دوسرے کے لیے چہارم دَین کا ضامن ہو گیا کیونکہ بیع کے ذریعہ سے ثمن و دَین میں مقاصہ[5] ہو گیا شریک اس میں سے نصف یعنی چہارم دَین وصول کر سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مدیون سے اپنے حصّہ کو وصول کرے۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"البحر الرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، ج۷، ص۴۴۱، ۴۴۲.
و"الدر المختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص۴۸۸.

[2] ......وصول کرنے والا۔

[3] ......قرض کے چوتھائی حصے کا ضامن۔

[4] ......"الهداية"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، فصل فی الدَّین المشترك، ج۲، ص۱۹۷.

[5] ......ادلا بدلا۔

[6] ......"الدر المختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص۴۸۹.

مسئلہ ۱۷: ایک شریک نے مدیون کو اپنا حصہ معاف کر دیا دوسرا شریک اس معاف کرنے والے سے مطالبہ نہیں کر سکتا کیونکہ وصول نہیں کیا ہے بلکہ چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح ایک کے ذمہ مدیون کا پہلے سے دَین تھا پھر مدیون پر دَین مشترک ہوا ان دونوں نے مقاصہ (ادلا بدلا) کر لیا دوسرا شریک اس سے کچھ مطالبہ نہیں کر سکتا اور اگر ایک شریک نے اپنے حصہ میں سے کچھ معاف کر دیا یا دَین سابق سے مقاصہ کیا تو باقی دَین سہام [1] پر تقسیم کیا جائے گا مثلاً بیس روپے تھے ایک نے پانچ روپے معاف کر دیے تو جو کچھ وصول ہوگا اُس میں ایک تہائی ایک کی اور دو تہائیاں اُس کی جس نے معاف نہیں کیا ہے۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: ان دونوں شریکوں میں سے ایک پر مدیون کا اب جدید دَین ہوا اس دَین سے مقاصہ دَین وصول کرنے کے حکم میں ہے دوسرا اس کا نصف اس سے وصول کرے گا مثلاً مدیون نے کوئی چیز دائن کے ہاتھ بیع کی اس ثمن اور دَین میں مقاصہ ہوا اور اگر عورت مدیون تھی ایک شریک نے اس سے نکاح کیا اور مطلق روپے کو دَینِ مہر کیا یہ نہیں کہ دَین کے حصہ کو مہر قرار دیا ہو پھر دَینِ مہر اور اُس دَین میں مقاصہ ہوا اس کا نصف دوسرا شریک اس نکاح کرنے والے سے لے سکتا ہے اور اگر نکاح اُس حصۂ دَین پر ہوا تو شریک کو اس سے لینے کا اختیار نہیں۔ [3] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۹: شریک نے مدیون کی کوئی چیز غصب کر لی یا اُس کی کوئی چیز کرایہ پر لی اور اجرت میں دَین کا حصہ قرار پایا یہ دَین پر قبضہ ہے۔ مدیون کی کوئی چیز تلف کر دی یا قصداً جنایت کر کے اپنے حصۂ دَین پر مصالحت کی یہ قبضہ نہیں ہے یعنی اس صورت میں دوسرا شریک اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ [4] (بحر)

مسئلہ ۲۰: ایک نے میعاد مقرر کی اگر یہ دَین ان کے عقد کے ذریعہ سے نہ ہو مثلاً دَین مؤجل [5] کے یہ دونوں وارث ہوئے تو اس کا میعاد مقرر کرنا باطل ہے مثلاً مورث کے ہزار روپے باقی تھے ایک وارث نے یوں صلح کی کہ ایک سو اس وقت دے دو باقی چار سو کے لیے سال بھر کی میعاد ہے یہ میعاد مقرر کرنا باطل ہے یعنی ان سو روپے میں سے دوسرا وارث پچاس لے سکتا ہے اور اگر دوسرے وارث نے سال کے اندر مدیون سے کچھ وصول کیا تو اس میں سے نصف پہلا وارث لے سکتا ہے یہ دوسرا اُس

---

1 ......حصوں۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدّین، ج۸، ص۴۸۹.

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدّین، ج۷، ص۴۴۲.
و"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدّین، ج۸، ص۴۸۹.

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدّین، ج۷، ص۴۴۲.

5 ......وہ قرض جس کی ادائیگی کا وقت مقرر کیا گیا ہو۔

سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم نے ایک سال کی میعاد دی ہے تمھارا حق نہیں اور اگر ان میں سے ایک نے مدیون سے عقد مداینہ کیا[1] اس وجہ سے مدت واجب ہوئی تو اگر یہ شرکت شرکتِ عنان ہے اور جس نے عقد کیا ہے اُسی نے اجل[2] مقرر کی تو جمیع دَین[3] میں اجل صحیح ہے اور اگر اُس نے اجل مقرر کی جس نے عقد نہیں کیا ہے تو خاص اُس کے حصّہ میں بھی اجل صحیح نہیں اور اگر ان دونوں میں شرکت مفاوضہ ہے تو جو کوئی اجل مقرر کردے صحیح ہے۔[4] (بحر، خانیہ)

مسئلہ ۲۱: دو شخصوں نے بطور شرکت عقد سلم کیا ہے ان میں سے ایک نے اپنے حصہ میں مسلم الیہ[5] سے صلح کرلی کہ راس المال[6] جو دیا گیا ہے اُس میں سے جو میرا حصہ ہے اُس پر صلح کرتا ہوں یہ صلح دوسرے شریک کی اجازت پر موقوف ہے اُس نے جائز کردی جائز ہوگئی جو مال مل چکا ہے یعنی حصۂ مصالح[7] وہ دونوں میں منقسم ہوجائے گا اور جو سَلم باقی ہے وہ دونوں میں مشترک ہے یعنی جو کچھ مسلم فیہ باقی ہے مثلاً وہ غلہ جو نصف سَلم کا باقی ہے یہ دونوں میں مشترک ہے اور اگر اس کے شریک نے رد کردیا تو صلح باطل ہوجائے گی ہاں اگر ان دونوں میں شرکت مفاوضہ ہو تو یہ صلح مطلقاً جائز ہے۔[8] (درر، بحر)

مسئلہ ۲۲: دو شخصوں کے دو قسم کے مال ایک شخص پر باقی ہیں مثلاً ایک کے روپے ہیں دوسرے کی اشرفیاں ہیں دونوں نے ایک ساتھ سو روپے پر صلح کی یہ جائز ہے ان سو روپوں کو اشرفیوں کی قیمت اور روپوں پر تقسیم کیا جائے یعنی سو میں سے جتنا روپوں کے مقابل ہو وہ روپے والا لے اور جتنا اشرفیوں کی قیمت کے مقابل ہو وہ اشرفیوں والا لے مگر اشرفیوں والے کے حصہ میں جتنے روپے آئیں اون میں بیع صرف قرار پائے گی یعنی ان پر اُسی مجلس میں قبضہ شرط ہے اور روپے والے کے حصہ میں جتنے روپے آئیں او تنے کی وصولی ہے باقی جو رہ گئے اُن کو ساقط کردیا۔[9] (عالمگیری)

---

[1] ......قرض کا لین دین کیا۔ [2] ......ادئیگی کی مدت۔ [3] ......تمام قرض۔

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدّین، ج۷، ص۴۴۲.

و"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدّین، فصل فی الصلح عن الدّین، ج۲، ص۱۸۴.

[5] ......بیع سلم میں بائع کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔ [6] ......بیع سلم میں ثمن کو راس المال کہتے ہیں۔

[7] ......وہ حصہ جس میں صلح ہوچکی ہے۔

[8] ......"دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۴۰۳.

و"البحرالرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدّین، ج۷، ص۴۴۲، ۴۴۳.

[9] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدّین...إلخ، ج۴، ص۲۳۳.

تخارج کا بیان

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک وارث بالمقطع[1] اپنا کچھ حصہ لے کر ترکہ سے نکل جاتا ہے کہ اب وہ کچھ نہیں لے گا اس کو تخارج کہتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی صلح ہے۔

مسئلہ ۱: ترکہ عقار یعنی جائداد غیر منقولہ ہے یا عرض ہے یعنی نقود[2] کے علاوہ دوسری چیزیں اور جس وارث کو نکالا اُس کو کچھ مال دیدیا اگرچہ جتنا دیا ہے وہ اُس کے حصہ کی قیمت سے کم یا زیادہ ہے یا ترکہ سونا ہے اور اُس کو چاندی دی یا ترکہ چاندی ہے اُس کو سونا دیا یا ترکہ میں دونوں چیزیں ہیں اور اُس کو بھی دونوں چیزیں دیں یہ سب صورتیں جائز ہیں اور اس کو مبادلہ پر محمول کیا جائے گا اور جنس کو غیر جنس سے بدلنا قرار دیا جائے گا۔ اُس کو جو کچھ دیا ہے وہ اُس کے حق سے کم ہے یا زیادہ دونوں صورتیں جائز ہیں مگر جو صورت بیع صرف کی ہے اوس میں تقابضِ بدلین ضروری ہے مثلاً چاندی ترکہ ہے اور اُس کو سونا دیا یا بالعکس یا ترکہ میں دونوں ہیں اور اُس کو دونوں دیں یا ایک دیا کہ یہ سب صورتیں بیع صَرف کی ہیں قبضہ اس میں شرط ہے۔[3] (بحر، درمختار، درر)

مسئلہ ۲: ترکہ میں سونا چاندی دونوں ہیں اور نکل جانے والے کو صرف ان میں سے ایک چیز دی یا ترکہ میں سونا چاندی اور دیگر اشیا ہیں اور اُس کو صرف سونا یا صرف چاندی دی اس کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ اس جنس میں جتنا اس کا حصہ ہے اس سے وہ زائد ہو جو دی گئی ہے مثلاً فرض کرو کہ ترکہ میں روپے اشرفی اور ہر قسم کے سامان ہیں اور اس کا حصہ سو روپیہ ہے اور کچھ اشرفیاں بھی اس کے حصہ کی ہیں اور کچھ دوسری چیزیں بھی اگر اس کو صرف روپے دیے اور وہ سو ہی ہوں یا کم یہ ناجائز ہے کہ باقی ترکہ کا اس کو کچھ معاوضہ نہیں دیا گیا اور اگر ایک سو پانچ روپے مثلاً دے دیے یہ صورت جائز ہوگئی کیونکہ سو روپے تو روپے میں کا حصہ ہے اور باقی پانچ روپے اشرفیوں اور دوسری چیزوں کا بدلہ ہے یہ بھی ضروری ہے کہ سونا چاندی کی قسم سے جو چیزیں ہوں وہ سب بوقت تخارج حاضر ہوں اور اُس کو یہ بھی معلوم ہو کہ میرا حصہ اتنا ہے۔[4] (ہدایہ وغیرہا)

---

[1] ...... یعنی کل حصہ کے بدلے۔

[2] ...... درہم، دینار، روپے وغیرہ۔

[3] ......"البحرالرائق"، كتاب الصلح،فصل في صلح الورثة ،ج۷،ص ۴۴۳.
و"الدرالمختار"، كتاب الصلح،فصل في التخارج،ج۸،ص ۴۹۰.
و"دررالحكام" شرح "غررالأحكام"، كتاب الصلح،الجزء الثاني،ص ۴۰۳.

[4] ......"الهداية"، كتاب الصلح،باب الصلح في الدَّين، فصل في التخارج ،ج ۲،ص ۱۹۸،وغيرها.

مسئلہ ۳: عروض [1] دے کر اُسے ترکہ سے جدا کر دیا یہ صورت مطلقاً جائز ہے۔ یوہیں اگر ورثہ اوس کی وراثت سے ہی منکر ہیں اور کچھ دے کر اُسے ٹالنا چاہتے ہیں کہ جھگڑا دفع ہو تو جو کچھ دے دیں گے جائز ہے اور اس میں اون شرائط کی پابندی نہیں ہوگی جو مذکور ہوئیں۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۴: ایک وارث کو خارج کیا اور ترکہ میں دیون ہیں یعنی لوگوں کے ذمہ دَین ہیں اور شرط یہ ٹھہری کہ بقیہ ورثہ اس دَین کے مالک ہیں وصول کر کے خود لے لیں گے یہ صورت ناجائز ہے اس کے جواز کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ تخارج میں یہ شرط ہو کہ دَین میں جتنا اس کا حصہ ہے اُس کو مدیونین [3] سے معاف کر دے اس کا حصہ معاف ہو جائے گا اور بقیہ ورثہ اپنا حصہ اون لوگوں سے وصول کر لیں گے۔ دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ اُس دَین میں جتنا حصہ اس کا ہوتا ہے وہ بقیہ ورثہ اپنی طرف سے تبرعاً اسے دے دیں اور باقی میں مصالحت کر کے اسے خارج کر دیں مگر ان دونوں صورتوں میں ورثہ کا نقصان ہے کہ پہلی صورت میں مدیونین سے اوتنا دَین معاف ہو گیا اور دوسری صورت میں بھی اپنی طرف سے دینا پڑا لہٰذا تیسری صورت جواز کی یہ ہے کہ بقیہ ورثہ اُس کے حصہ کی قدر اُسے بطور قرض دے دیں اور دَین کے علاوہ باقی ترکہ میں مصالحت کر لیں اور یہ وارث جس کو حصہ دَین کی قدر قرض دیا گیا ہے یہ بقیہ ورثہ کو مدیونین پر حوالہ کر دے [4] (ہدایہ) ایک حیلہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی مختصر سی چیز مثلاً ایک مٹھی غلہ اُس کے ہاتھ اُتنے داموں میں بیع کیا جائے جتنا دَین میں اُس کا حصہ ہوتا ہے اور ثمن کو وہ مدیونین پر حوالہ کر دے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۵: ترکہ میں دَین نہیں ہے مگر جو چیزیں ترکہ میں ہیں وہ معلوم نہیں اور صلح مکیل [6] وموزون [7] پر ہو یہ جائز ہے اور اگر ترکہ میں مکیل وموزون چیزیں نہیں ہیں مگر کیا کیا چیزیں ہیں وہ معلوم نہیں اس میں بھی تخارج کے طور پر صلح ہوسکتی ہے۔ [8] (ہدایہ) یہ اُس صورت میں ہے کہ ترکہ کی سب چیزیں بقیہ ورثہ کے ہاتھ میں ہوں کہ اُس صلح کرنے والے سے کچھ لینا نہیں

---

[1] ......عرض کی جمع، نقد کے علاوہ دوسری چیزیں۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص ۴۹۱.

[3] ......مدیون کی جمع، مقروض لوگ۔

[4] ......"الهداية"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدّین، فصل فی التخارج، ج ۲، ص ۱۹۸.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص ۴۹۲.

[6] ......وہ چیز جو ماپ کر بیچی جاتی ہے۔

[7] ......وہ چیز جو تول کر بیچی جاتی ہے۔

[8] ......"الهداية"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدّین، فصل فی التخارج، ج ۲، ص ۱۹۸.

ہے لہٰذا اس میں جھگڑے کی کوئی صورت نہیں ہے اور اگر ترکہ کی کُل چیزیں یا بعض چیزیں اُس کے ہاتھ میں ہوں تو جب تک اُن کی تفصیل معلوم نہ ہو مصالحت درست نہیں کہ اون کی وصولی میں نزاع[1] کی صورت ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶: میّت پر اتنا دَین ہے کہ پورے ترکہ کو مستغرق ہے[3] تو مصالحت اور تقسیم درست ہی نہیں کہ دَین حق میّت ہے اور یہ میراث پر مقدم ہے ہاں اگر وہ وارث صلح کرنے والا ضامن ہو جائے کہ جو کچھ دَین ہوگا اُس کا ذمہ دار میں ہوں میں ادا کروں گا اور تم سے واپس نہیں لوں گا یا کوئی اجنبی شخص تمام دیون[4] کا ضامن ہو جائے کہ میّت کا ذمہ بری ہو جائے یا یہ لوگ دوسرے مال سے میّت کا دَین ادا کردیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۷: میّت پر کچھ دَین ہے مگر اتنا نہیں کہ پورے ترکہ کو مستغرق ہو تو جب تک دَین ادا نہ کرلیا جائے تقسیمِ ترکہ و مصالحت کو موقوف رکھنا چاہیے کیونکہ ادائے دَین میراث پر مقدم ہے پھر بھی اگر ادا کرنے سے پہلے تقسیم و مصالحت کرلیں اور دَین ادا کرنے کے لیے کچھ ترکہ جدا کردیں تو یہ تقسیم و مصالحت صحیح ہے مگر فرض کرو کہ وہ مال جو دَین ادا کرنے کے لیے رکھا تھا اگر ضائع ہو جائے گا تو تقسیم توڑ دی جائے گی اور ورثہ سے ترکہ واپس لے کر دَین ادا کیا جائے گا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: ایک وارث کو کچھ دے کر ترکہ سے اُس کو علٰحدہ کردیا اُس میں دو صورتیں ہیں ترکہ ہی سے وہ مال دیا ہے یا اپنے پاس سے دیا ہے اگر اپنے پاس سے دیا ہے تو اُس وارث کا حصہ یہ سب ورثہ برابر برابر تقسیم کرلیں اور اگر ترکہ سے دیا ہے تو بقدر میراث اُس کے حصہ کو تقسیم کریں یعنی اُس وارث کو "کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ"[7] فرض کر کے ترکہ کی تقسیم کی جائے میّت نے جس کے لیے وصیت کی ہے اوس کو بھی کچھ دے کر خارج کر سکتے ہیں اور اس کے لیے تمام وہی احکام ہیں جو وارث کے لیے بیان کیے گئے۔[8] (درمختار)

---

[1] ......اختلاف، جھگڑے۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۲.

[3] ......یعنی وہ قرض پوری میراث کو گھیرے ہوئے ہے۔ [4] ......دین کی جمع، قرضے۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۳.

[6] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۳.

[7] ......یعنی گویا کہ وہ وارث ہی نہیں ہے۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۳.

مسئلہ ۹: ایک وارث سے دیگر ورثہ نے مصالحت کی اور اُس کو خارج کر دیا اس کے بعد ترکہ میں کوئی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو اون ورثہ کو معلوم نہ تھی خواہ از قبیلِ دَین ہو یا عین آیا وہ چیز صلح میں داخل مانی جائے گی یا نہیں اس میں دو قول ہیں زیادہ مشہور یہ ہے کہ وہ داخل نہیں بلکہ اُس کے حقدار تمام ورثہ ہیں۔[1] (بحر)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص اجنبی نے ترکہ میں دعویٰ کیا اور ایک وارث نے دوسرے ورثہ کی عدم موجودگی میں صلح کر لی یہ صلح جائز ہے مگر دوسرے ورثہ کے لیے متبرع[2] ہے اون سے معاوضہ نہیں لے سکتا۔[3] (بحر)

مسئلہ ۱۱: عورت نے میراث کا دعویٰ کیا ورثہ نے اُس سے اُسکے حصہ سے کم پر یا مہر پر صلح کر لی یہ جائز ہے مگر ورثہ کو یہ بات معلوم ہو تو ایسا کرنا حلال نہیں اور اگر عورت گواہوں سے اسکو ثابت کر دے گی تو صلح باطل ہو جائے گی۔[4] (بحر)

مہرونکاح وطلاق ونفقہ میں صلح

مسئلہ ۱: مہر غلام تھا اور بکری پر مصالحت ہوئی اگر معین ہے جائز ہے ورنہ ناجائز اور مکیل یا موزون پر صلح ہوئی اگر معین ہے جائز ہے اور غیر معین ہے تو دو صورتیں ہیں اس کے لیے میعاد ہے یا نہیں اگر میعاد ہے تو ناجائز ہے اور میعاد نہیں ہے اور اُسی مجلس میں دے دیا جائز ہے ورنہ ناجائز اور روپے پر مصالحت ہوئی جائز ہے اگرچہ فوراً دینا قرار نہیں پایا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: سو روپے مہر پر نکاح ہوا بجائے اُس کے پانچ من غلہ پر مصالحت ہوئی اگر غلہ معین ہے جائز ہے اور غیر معین ہے ناجائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: مرد نے عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے سو روپے دے کر صلح کی کہ مجھے اس سے بری کر دے مرد نے قبول کر لیا یہ صلح جائز ہے اس کے بعد مرد اگر نکاح کے گواہ پیش کرنا چاہے نہیں پیش کر سکتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: عورت نے دعوٰی کیا کہ میرے شوہر نے تین طلاقیں دے دیں ہیں اور شوہر منکر ہے پھر سو روپے پر صلح ہوگئی

---

[1] ......"البحرالرائق"، كتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، ج۷، ص٤٤٦.

[2] ......یعنی بھلائی کرنے والا۔

[3] ......"البحرالرائق"، كتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، ج۷، ص٤٤٦.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الثالث فی الصلح عن المَهر...إلخ، ج٤، ص٢٣٥.

[6] ......المرجع السابق. [7] ......المرجع السابق.

کہ عورت دعوے سے دست بردار ہو جائے یہ صلح صحیح نہیں شوہر اپنے روپے عورت سے واپس لے سکتا ہے اور عورت کا دعویٰ بدستور ہے ایک طلاق اور دوطلاقیں اور خلع کا بھی یہی حکم ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: عورت نے طلاق بائن کا دعویٰ کیا اور مرد منکر ہے سو روپے پر مصالحت ہوئی کہ مرد عورت کو طلاق بائن دیدے یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر سو روپے دینا اس بات پر ٹھہرا کہ مرد اُس طلاق کا اقرار کرلے جس کا عورت نے دعویٰ کیا ہے یہ بھی جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: عورت نے مرد پر دعویٰ کیا کہ میں اُس کی زوجہ ہوں اور ہزار روپے مہر کے شوہر کے ذمہ ہیں اور یہ بچہ اسی شوہر کا ہے اور مرد ان سب باتوں سے منکر ہے دونوں میں یہ صلح ہوئی کہ مرد عورت کو سو روپے دے اور عورت اپنے تمام دعاوی سے دست بردار ہو جائے شوہر بری نہیں ہوگا بلکہ اس کے بعد اگر عورت نے سب باتیں گواہوں سے ثابت کردیں تو نکاح بھی ثابت اور بچہ کا نسب بھی ثابت اور سو روپے جو مرد نے دیے تھے یہ صرف مہر کے مقابل میں ہیں یعنی ہزار روپے مہر کا دعویٰ تھا سو میں صلح ہوگئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: نفقہ کا دعویٰ تھا اور ایسی چیز پر صلح ہوئی جس کو قاضی نفقہ مقرر کرسکتا ہو مثلاً روپیہ یا غلہ یہ معاوضہ نہیں ہے بلکہ اس صلح کا حاصل یہ ہے کہ یہ چیز نفقہ میں مقرر ہوئی اور اگر ایسی چیز پر صلح ہوئی جس کو نفقہ میں مقرر نہیں کیا جاسکتا ہو مثلاً غلام یا جانور اس کو معاوضہ قرار دیا جائے گا اس کا حاصل یہ ہوگا کہ عورت نے اس چیز کو لے کر شوہر کو نفقہ سے بری کردیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: نفقہ کا دعویٰ تھا تین روپے ماہوار پر صلح ہوئی اب شوہر یہ کہتا ہے مجھ میں اتنا دینے کی طاقت نہیں اُس کو دینا پڑے گا ہاں اگر عورت یا قاضی اُسے بری کردیں تو بری ہوسکتا ہے اور اگر چیزوں کا نرخ ارزاں ہو جائے شوہر کہتا ہے کہ اس سے کم میں گزارہ ہوسکتا ہے تو کم کیا جاسکتا ہے۔ یوہیں عورت کہتی ہے کہ تین روپے کفایت نہیں کرتے زیادہ دلایا جائے اور مرد مالدار ہے تو زیادہ دلایا جاسکتا ہے۔ قاضی نے نفقہ کی مقدار مقرر کی ہے اس صورت میں بھی عورت دعویٰ کرکے زیادہ کراسکتی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: مطلقہ کے زمانۂ عدت کے نفقہ میں چند روپے پر مصالحت ہوئی کہ بس شوہر اتنے ہی دے گا اس سے زیادہ نہیں دے گا اگر عدت مہینوں سے ہے یہ مصالحت جائز ہے اور عدت حیض سے ہے تو جائز نہیں کیونکہ تین حیض کبھی دو مہینے بلکہ کم

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثالث فی الصلح عن المَهر...إلخ، ج٤، ص٢٣٦.

2 ......المرجع السابق.

3 ......المرجع السابق.

4 ......المرجع السابق.

5 ......المرجع السابق، ص٢٣٧.

میں پورے ہوتے ہیں اور کبھی دس ماہ میں بھی پورے نہیں ہوتے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰: جس عورت کو طلاق بائن دی ہے زمانۂ عدت تک اُس کے رہنے کے لیے مکان دینا ضروری ہے مکان کی جگہ روپے پر مصالحت ہوئی کہ اتنے روپے لے لے یہ صلح ناجائز ہے۔[2] (خانیہ)

ودیعت وہبہ واجارہ ومضاربت ورہن میں صلح

مسئلہ ۱: یہ دعویٰ کیا کہ میں نے اس کے پاس ودیعت رکھی ہے مودَع کہتا ہے تو نے میرے پاس ودیعت نہیں رکھی ہے اس صورت میں کسی معلوم چیز پر صلح ہوئی جائز ہے اور اگر مالک نے مودَع سے ودیعت طلب کی مودَع ودیعت کا اقرار کرتا ہے یا خاموش ہے کچھ نہیں کہتا اور مالک کہتا ہے اس نے ودیعت ہلاک کردی اس صورت میں بھی معلوم چیز پر صلح جائز ہے اور اگر مالک کہتا ہے اس نے ہلاک کردی اور مودع کہتا ہے میں نے واپس دیدی یا ہلاک ہوگئی اس صورت میں صلح ناجائز ہے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲: مستعیر[4] عاریت سے منکر ہے کہتا ہے میں نے عاریت لی ہی نہیں اس کے بعد صلح ہوئی جائز ہے اور اگر عاریت لینے کا اقرار کرتا ہے اور واپس کرنے یا ہلاک ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اور مالک کہتا ہے کہ اس نے خود ہلاک کردی صلح جائز ہے اور مستعیر کہتا ہے ہلاک ہوگئی اور مالک کہتا ہے اس نے خود ہلاک کردی ہے تو صلح جائز نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: جو چیز ودیعت رکھی ہے وہ بعینہٖ مودَع[6] کے پاس موجود ہے مثلاً دو سو روپے ہیں اگر مودَع اقرار کرتا ہے یا انکار کرتا ہے مگر گواہوں سے ودیعت ثابت ہے ان دونوں صورتوں میں سو روپے پر صلح ناجائز ہے اور اگر مودع منکر ہو اور گواہ سے ودیعت ثابت نہ ہو تو کم پر صلح جائز ہے مگر مودع کے لیے یہ رقم جو بچی ہے دیانۃً جائز نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ایک شخص کے پاس دوسرے کی کچھ چیزیں ہیں اُس نے اون کو کسی کے پاس ودیعت رکھ دیا پھر اُس سے لے کر کسی اور کے پاس ودیعت رکھ دیا اس سے بھی وہ چیزیں لے لیں اب تلاش کرتا ہے تو ان میں کی ایک چیز نہیں ملتی اون دونوں سے کہا کہ فلاں چیز تمھارے یہاں سے ضائع ہوگئی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کس کے یہاں سے گئی وہ دونوں کہتے ہیں ہم نے غور سے

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدَّین، فصل فی الإبراء عن البعض...إلخ، ج۲، ص۱۸۶.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب صلح الأعمال...إلخ، ج۲، ص۱۸۷.

[4] ......عاریت پر لینے والا۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ، ج۴، ص۲۳۸.

[6] ......امانت دار۔

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ، ج۴، ص۲۳۸.

دیکھا بھی نہیں کہ کیا کیا چیزیں ہیں تم نے جو کچھ دیا برتن سمیت ہم نے بحفاظت رکھ دیا اور تم نے جب مانگا دے دیا۔ یہ شخص جس نے دوسرے کے پاس ودیعت رکھی ہے ضامن ہے مالک کو تاوان دے۔ اس میں اور دونوں مودَع میں صلح جائز ہے پھر اگر مالک کے تاوان لینے کے بعد صلح ہوئی تو خواہ گم شدہ کی مثل قیمت پر صلح ہوئی یا کم پر بہر حال جائز ہے۔ اور اگر تاوان لینے سے پہلے صلح ہوئی اور مثل قیمت یا کچھ کم پر جس کو غبن یسیر کہتے ہیں صلح ہوئی یہ صلح جائز ہے اور یہ دونوں ضمان سے بری ہیں یعنی اگر مالک نے گواہوں سے اُس گم شدہ شے کو ثابت کر دیا تو ان دونوں سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر غبن فاحش پر مصالحت ہوئی ہے تو صلح ناجائز ہے اور مالک کو اختیار ہے کہ اُس پہلے شخص سے تاوان لے یا ان دونوں سے، ان سے اگر لے گا تو یہ پہلے سے اُس چیز کو واپس لے سکتے ہیں جو انھوں نے مصالحت میں دی ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے مدعیٰ علیہ نے کہا یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے اس کے بعد دونوں میں مصالحت ہوگئی مدعی کے ثبوت گزرنے کے بعد صلح ہوئی یا اس کے پہلے بہر حال یہ صلح جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: جانور عاریت لیا تھا وہ ہلاک ہوگیا مالک کہتا ہے میں نے عاریت نہیں دیا تھا مستعیر نے کچھ مال دے کر صلح کر لی یہ جائز ہے اس کے بعد مستعیر اگر گواہوں سے عاریت ثابت کرے اور یہ کہے کہ جانور ہلاک ہوگیا صلح باطل ہو جائے گی اور مستعیر چاہے تو مالک پر حلف بھی دے سکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مضارب نے مضاربت سے انکار کرنے کے بعد اقرار کر لیا یا اقرار کے بعد انکار کیا اس کے بعد اس میں اور رب المال[4] میں صلح ہوگئی یہ جائز ہے اور اگر مضارب نے مال مضاربت سے کسی کے ساتھ عقد مداینہ[5] کیا تھا اور مضارب و مدیون میں صلح ہوگئی یہ صلح جائز ہے مگر اس صلح میں جو کچھ کمی ہوئی ہے اتنے کا رب المال کے لیے مضارب تاوان دے اور اگر کم پر صلح اس لیے کی ہے کہ مبیع میں کچھ عیب تھا تو مضارب ضامن نہیں بلکہ یہ کمی رب المال کے ذمہ ہوگی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز مجھے ہبہ کر دی ہے اور میں نے قبضہ بھی کر لیا اور وہ چیز واہب[7] کے قبضہ میں ہے

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الوديعة...إلخ، ج٤، ص٢٣٨، ٢٣٩.

[2] ......المرجع السابق، ص٢٣٩.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......مضاربت پر مال دینے والا۔

[5] ......اُدھار کے ساتھ خرید و فروخت کا عقد۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الوديعة...إلخ، ج٤، ص٢٣٩.

[7] ......ہبہ کرنے والا۔

اورواہب ہبہ سے منکر ہے یوں مصالحت ہوئی کہ اُس چیز میں سے نصف واہب لے اور نصف موہوب لہ[1] یہ صلح جائز ہے اس کے بعد موہوب لہ ہبہ اور قبضہ کو گواہوں سے ثابت کرنا چاہے گواہ مقبول نہیں یعنی نصف جو مدعیٰ علیہ[2] کے قبضہ میں ہے مدعی[3] اُسے نہیں لے سکتا۔ اور اگر صلح میں ایک نے کچھ روپے دینے کی بھی شرط کرلی ہے یعنی وہ چیز بھی آدھی دے گا اور اتنے روپے بھی یہ صلح بھی جائز ہے۔ اور اگر یوں صلح ہوئی کہ چیز پوری فلاں شخص لے گا اور وہ دوسرے کو اتنے روپے دے گا یہ بھی جائز ہے اور اگر موہوب لہ نے ہبہ کا دعویٰ کیا اور یہ اقرار بھی کرلیا کہ قبضہ نہیں کیا تھا اور واہب ہبہ سے انکار کرتا ہے اس کے بعد صلح ہوئی یوں کہ چیز دونوں میں نصف نصف ہو جائے یہ صلح باطل ہے اور اس صورت میں موہوب لہ کے ذمہ کچھ روپے بھی ہیں تو جائز ہے اور واہب کے ذمہ روپے ٹھہرے ہوں تو صلح ناجائز ہے۔ اور اگر یوں صلح ہوئی کہ پوری چیز ایک کو دی جائے اور یہ دوسرے کو اتنے روپے دے اگر واہب کے ذمہ روپے قرار پائے صلح باطل ہے اور موہوب لہ کے ذمہ ہوں تو باطل نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: ایک شخص کے پاس مکان ہے وہ کہتا ہے کہ زید نے مجھے یہ مکان صدقہ کردیا ہے اور میں نے قبضہ کیا اور زید کہتا ہے میں نے ہبہ کیا ہے اور میں واپس لینا چاہتا ہوں دونوں میں صلح ہوگئی کہ وہ شخص زید کو سو روپے دے اور مکان اُسی کے پاس رہے یہ صلح جائز ہے اور اب مکان واپس نہیں لے سکتا صلح کے بعد وہ شخص جس کے قبضہ میں مکان ہے اگر ہبہ کا اقرار کرے یا صلح سے پہلے زید نے ہبہ وصدقہ دونوں سے انکار کیا ہو جب بھی صلح بدستور قائم رہے گی۔ اور اگر یوں صلح ہوئی کہ جس کے پاس مکان ہے وہ زید کو سو روپے دے اور مکان دونوں کے مابین نصف نصف رہے یہ صلح بھی جائز ہے اور شیوع کی وجہ سے صلح باطل نہیں ہوگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص کو معین گیہوں[6] پر اجیر[7] رکھا یعنی وہ گیہوں اجرت میں دیے جائیں گے اس کے بعد یوں صلح ہوئی کہ گیہوں کی جگہ اتنے روپے دیے جائیں گے یہ صلح ناجائز ہے کہ جب گیہوں معین تھے تو مبیع ہوئے اور مبیع کی بیع قبل قبضہ ناجائز ہے۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......جسے ہبہ کیا گیا۔
[2] ......جس پر دعوی کیا گیا۔
[3] ......دعوی کرنے والا۔
[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ،ج٤،ص٢٣٩.
[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ،ج٤،ص٢٤٠.
[6] ......گندم۔
[7] ......اجرت پر کام کرنے والا، ملازم،نوکر،مزدور۔
[8] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ،ج٤،ص٢٤٠.

مسئلہ ۱۱: کرایہ پر مکان لیا اور مدت کے متعلق اختلاف ہے مالک مکان کہتا ہے کہ دس روپے کرایہ پر دو مہینے کو دیا ہے اور کرایہ دار کہتا ہے کہ دس روپے میں تین ماہ کے لیے دیا ہے۔ صلح یوں ہوئی کہ دس روپے میں ڈھائی ماہ کرایہ دار مکان میں رہے یہ جائز ہے اور اگر یوں صلح ہوئی کہ تین ماہ مکان میں رہے مگر ایک روپیہ اجرت میں زیادہ کردے یہ بھی جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: کسی جگہ جانے کے لیے گھوڑا کرایہ پر لیا اور اجرت بھی مقرر ہو چکی گھوڑے کا مالک کہتا ہے کہ فلاں جگہ جانے کی دس روپے اجرت ٹھہری ہے اور مستاجر کہتا ہے دوسری جگہ جانا ٹھہرا ہے جو اُس جگہ سے دور ہے اور اجرت آٹھ روپے طے ہونا کہتا ہے۔ اس میں صلح یوں ہوئی کہ اجرت وہ دی جائے جو گھوڑے والا کہتا ہے۔ اور وہاں تک سوار ہو کر جائے گا جہاں تک مستاجر بتاتا ہے یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر جگہ وہ رہی جو مالک کہتا ہے اور کرایہ وہ رہا جو مستاجر کہتا ہے یہ صلح بھی جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: یہ کہتا ہے کہ زید کے پاس جو فلاں چیز ہے مثلاً مکان وہ میرا ہے زید کے میرے ذمہ سو روپے تھے وہ میں نے اُس کے پاس رہن[3] رکھ دیا ہے زید کہتا ہے کہ وہ مکان میرا ہے میرے پاس کسی نے رہن نہیں رکھا ہے اور میرے سو روپے تم پر باقی ہیں اس معاملہ میں یوں صلح ہوئی کہ زید وہ سو روپے چھوڑ دے اور پچاس اور دے اور مکان کے متعلق اب دوسرا شخص دعویٰ نہ کرے گا یہ صلح جائز ہے اگر صلح کے بعد زید نے رہن کا اقرار کر لیا جب بھی صلح باطل نہیں ہوگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: راہن[5] مر گیا ایک شخص کہتا ہے کہ شے مرہون[6] میری مِلک ہے راہن کو رہن رکھنے کے لیے میں نے بطورِ عاریت دی تھی اس میں اور مرتہن[7] میں اس پر صلح ہوگئی کہ مرتہن اس کی مِلک کا اقرار کرلے راہن کے ورثہ کے مقابل میں مرتہن کا اقرار کوئی چیز نہیں۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع في الصلح في الوديعة...إلخ، ج٤، ص٢٤٠.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......گروی۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع في الصلح في الوديعة...إلخ، ج٤، ص٢٤٠، ٢٤١.

[5] ......گروی رکھنے والا۔

[6] ......گروی رکھی ہوئی چیز۔

[7] ......جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہے۔

[8] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع في الصلح في الوديعة...إلخ، ج٤، ص٢٤١.

غصب و سرقہ و اکراہ میں صلح

مسئلہ ۱: ایک چیز غصب کی جس کی قیمت سو روپے ہے اور سو روپے سے زیادہ میں صلح ہوئی یہ صلح جائز ہے یعنی اگر صلح کے بعد غاصب نے گواہوں سے ثابت کیا کہ وہ چیز اوتنے کی نہیں تھی جس پر صلح ہوئی ہے یہ گواہ مقبول نہیں ہوں گے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: غصب کا دعویٰ ہوا قاضی نے حکم دے دیا کہ مغصوب کی قیمت[2] غاصب ادا کرے اس فیصلہ کے بعد قیمت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ ناجائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: کپڑا غصب کیا تھا غاصب کے پاس کسی دوسرے نے اُس کو ہلاک کردیا مالک نے غاصب سے کم قیمت پر صلح کرلی یہ جائز ہے۔ اور غاصب اُس ہلاک کرنے والے سے پوری قیمت وصول کرسکتا ہے مگر صلح کی رقم سے جتنا زیادہ لیا ہے وہ صدقہ کردے۔ اور اگر مالک نے اس ہلاک کرنے والے سے کم قیمت پر صلح کرلی یہ بھی جائز ہے اور اس صورت میں غاصب بری ہوجائے گا یعنی مالک اُس سے تاوان نہیں لے سکتا بلکہ کسی وجہ سے اگر ہلاک کنندہ سے رقمِ صلح وصول نہ ہوسکے جب بھی غاصب سے کچھ نہیں لے سکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: گیہوں غصب کیے تھے اور صلح روپے یا اشرفی پر ہوئی یہ صلح جائز ہے اگر غاصب کے پاس وہ گیہوں موجود ہوں اور روپے یا اشرفیاں[5] فوراً دینا قرار پایا ہو یا انکے دینے کی کوئی میعاد ہو دونوں صورتوں میں صلح جائز ہے اور اگر وہ گیہوں ہلاک ہوچکے اور روپے کے لیے کوئی میعاد مقرر ہوئی تو صلح ناجائز ہے اور فوراً دینا ٹھہرا ہے تو جائز ہے جب کہ قبضہ بھی ہوجائے اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہوگئے صلح باطل ہوگئی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: ایک من گیہوں اور ایک من جَو غصب کیے اور دونوں کو خرچ کرڈالا اس کے بعد ایک من جَو پر صلح ہوئی اس طور پر کہ گیہوں معاف کردے یہ جائز ہے اور ان دونوں میں ایک موجود ہے اور اُسی پر صلح ہوئی یوں کہ جو خرچ کرڈالا ہے

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج٤،ص٢٤١.

[2] ......غصب کی ہوئی چیز کی قیمت۔

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج٤،ص٢٤٢.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......سونے کے سکے۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج٤،ص٢٤٢.

اُسے معاف کردیا یہ بھی جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ایک من گیہوں غصب کر کے غائب کر دیے اور انھیں گیہوں کے نصف من پر صلح کی یہ ناجائز ہے اور دوسرے گیہوں کے نصف من پر صلح ہوئی یہ جائز ہے مگر غاصب کے پاس اگر غصب کیے ہوئے گیہوں اب تک موجود ہیں تو نصف من سے جتنے زیادہ ہیں ان کو صَرف کرنا حلال نہیں بلکہ واجب ہے کہ مالک کو واپس دیدے۔ اور اگر دوسری جنس پر صلح ہوئی مثلاً کپڑے کا تھان مالک کو دے دیا یہ صلح بھی جائز ہے اور گیہوں کو کام میں لانا بھی جائز۔ اور اگر ایسی چیز غصب کی ہے جو تقسیم کے قابل نہیں مثلاً جانور اور صلح اُسی کے نصف پر ہوئی یعنی اُس جانور میں نصف غاصب کا اور نصف مغصوب منہ[2] کا قرار پایا یہ صلح ناجائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: ایک ہزار روپے غصب کیے اور ان کو چھپادیا اور پانسو میں صلح ہوئی غاصب نے اونھیں میں سے پانسو مالک کو دے دیے یا دوسرے روپے دیے قضاءً یہ صلح جائز ہے مگر دیانۃً غاصب پر واجب ہے کہ باقی روپے بھی مالک کو واپس دے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۸: ایک شخص نے دوسرے کا چاندی کا برتن ضائع کردیا قاضی نے حکم دیا کہ اُس کی قیمت تاوان دے مگر اوس قیمت پر قبضہ کرنے سے پہلے دونوں جدا ہوگئے وہ فیصلہ باطل نہ ہوگا اور باہم اون دونوں نے قیمت پر مصالحت کی اور قبضہ سے قبل جدا ہوگئے یہ صلح بھی باطل نہیں اور اگر روپے ضائع کردیے اور اُس سے کم پر مصالحت ہوئی اور ادا کرنے کی میعاد مقرر ہوئی یہ صلح بھی جائز ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۹: موچی کی دکان پر لوگوں کے جوتے رکھے تھے چوری گئے چور کا پتہ چل گیا موچی نے چور سے صلح کرلی اگر جوتے موجود ہوں بغیر اجازت مالک صلح جائز نہیں اور چور کے پاس جوتے باقی نہ رہے تو بغیر اجازت مالک بھی صلح جائز ہے بشرطیکہ روپے پر صلح ہوئی ہو اور زیادہ کمی پر صلح نہ ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: صلح کرنے پر مجبور کیا گیا یہ صلح ناجائز ہے۔ دو مدعی ہیں حاکم نے مدعیٰ علیہ کو ایک سے صلح کرنے پر مجبور کیا

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ،ج٤،ص٢٤٢.

[2] ......جس کی چیز غصب کی گئی۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ،ج٤،ص٢٤٢،٢٤٣.

[4] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الصلح،باب الصلح عن الدَّين،فصل فی الصلح عن الدَّين،ج٢،ص١٨٥.

[5] ......المرجع السابق،ص١٨٤.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ،ج٤،ص٢٤٤.

اُس نے دونوں سے صلح کرلی جس کے لیے مجبور کیا گیا اُس سے صلح ناجائز ہے دوسرے سے جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

کام کرنے والوں سے صلح

مسئلہ ۱: دھوبی کو کپڑا دھونے کے لیے دیا اُس نے زورزور سے پاٹے[2] پر پیٹ کر پھاڑ ڈالا صلح یوں ہوئی کہ دھوبی کپڑا لے لے اور اتنے روپے دے یا یوں کہ دھوبی سے اتنے روپے لے گا اور اپنا کپڑا بھی لے گا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اگر مکیل وموزون پر صلح ہوئی اور یہ معین ہیں جب بھی صلح جائز ہے کپڑا دھوبی لے گا یا مالک لے گا دونوں صورتیں جائز ہیں۔اور اگر مکیل وموزون غیر معین ہوں اور یہ طے ہوا کہ کپڑا دھوبی لے گا تو مکیل یا موزون کا جتنا حصہ کپڑے کے مقابل ہوگا اُس میں صلح جائز ہے اور جو حصہ کپڑا اپھٹنے کی قیمت کے مقابل ہوا اُس میں ناجائز اور اگر یہ طے ہوا کہ مکیل یا موزون بھی لے گا اور اپنا کپڑا بھی توصلح ناجائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: دھوبی کہتا ہے میں نے کپڑا دے دیا مالک کہتا ہے نہیں دیا اس میں صلح ناجائز ہے اور اس صورت میں دھلائی بھی مالک کے ذمہ واجب نہیں۔اور اگر دھوبی کہتا ہے میں نے کپڑا دے دیا اور دھلائی کا مطالبہ کرتا ہے اور مالک انکار کرتا ہے آدھی دھلائی پر مصالحت ہوئی یہ جائز ہے۔یوہیں اگر مالک کپڑا وصول ہونے کا اقرار کرتا ہے مگر کہتا ہے دھلائی دے چکا ہوں اور دھوبی دھلائی پانے سے انکار کرتا ہے آدھی دھلائی پر مصالحت ہوگئی یہ صلح بھی جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: اجیر مشترک[5] یہ کہتا ہے چیز میرے پاس سے ہلاک ہوگئی مالک نے کچھ روپے لے کر اُس سے صلح کرلی۔ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک یہ صلح ناجائز ہے کیونکہ اجیر مشترک امین ہے چیز اُس کے پاس امانت ہوتی ہے اور امین کے پاس سے چیز ضائع ہوجائے تو معاوضہ نہیں لیا جاسکتا اور اجیر خاص میں یہ صورت پیش آئے تو بالاتفاق صلح ناجائز ہے۔ چرواہا اگر دوسرے لوگوں کے بھی جانور چراتا ہو تو اجیر مشترک ہے اور تنہا اسی کے جانور چراتا ہو تو اجیر خاص (نوکر) ہے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج٤،ص٢٤٤.

2 ......وہ سل یا لکڑی کا تختہ جس پر دھوبی کپڑے دھوتے ہیں۔

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح،الباب السادس فی صلح العمال...إلخ، ج٤،ص٢٤٤،٢٤٥.

4 ......المرجع السابق،٢٤٥.

5 ......اجرت پر مختلف لوگوں کے کام کرنے والا۔

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح،الباب السادس فی صلح العمال...إلخ، ج٤،ص٢٤٥.

مسئلہ۴: کپڑا بُننے والے کو سُوت[1] دیا کہ اس کا سات ہاتھ لنبا اور چار ہاتھ چوڑا کپڑا بُن دے اُس نے کم کر دیا پانچ ہاتھ لنبا چار ہاتھ چوڑا بُن دیا یا زیادہ کر دیا اس کا حکم یہ ہے کہ سوت والا کپڑا لے لے اور اُس کو اجرت مثل دیدے یا کپڑا اُسی کو دیدے اور جتنا سوت دیا تھا ویسا ہی اوتنا سوت اُس سے لے لے سوت والے نے دوسری صورت اختیار کی یعنی کپڑا دیدیا اور سوت لینا ٹھہرالیا اس کے بعد یوں مصالحت کرلی کہ سوت کی جگہ اتنے روپے لے گا اور روپے کی میعاد مقرر کرلی یہ صلح ناجائز ہے اور اگر پہلی صورت اختیار کی کہ کپڑا لے گا اور اجرت مثل دے گا اس کے بعد یوں صلح ہوئی کہ کپڑا دے دیا اور روپے لینا ٹھہرالیا اور اس کی مدت مقرر کرلی یہ صلح جائز ہے۔[2] (خانیہ) اور اگر صلح اس طرح ہوئی کہ کپڑا لے گا اور اجرت میں اتنا کم کردے گا یہ صلح بھی جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۵: رنگنے کے لیے کپڑا دیا اور یہ ٹھہرا کہ اتنا رنگ ڈالنا اور ایک روپیہ رنگائی دی جائے گی اوس نے دو چند رنگ ڈال دیا اس میں کپڑے والے کو اختیار ہے کہ اپنا کپڑا لے لے اور ایک روپیہ دے اور جو رنگ زیادہ ڈالا ہے وہ دے یا اپنے سپید کپڑے کی قیمت لے لے اور کپڑا رنگریز کے پاس چھوڑ دے اس میں صلح یوں ہوئی کہ اتنے روپے لے گا یہ صلح جائز ہے اگرچہ روپے کے لیے میعاد ہو اور اگر یوں صلح ہوئی کہ اپنا کپڑا لے گا اور یہ معین گیہوں رنگائی میں دے گا یہ صلح بھی جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

بیع میں صلح

مسئلہ۱: ایک چیز خریدی اُس چیز پر یا اُس کے کسی جز پر کسی نے دعویٰ کردیا کہ میری ہے مشتری نے اُس سے صلح کرلی یہ صلح جائز ہے مگر مشتری یہ چاہے کہ جو کچھ دینا پڑا ہے بائع سے واپس لوں یہ نہیں ہوسکتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۲: ایک چیز خریدی اور مبیع پر قبضہ بھی کرلیا اب دعویٰ کرتا ہے کہ وہ بیع فاسد ہوئی تھی مگر گواہ میسر نہیں ہوئے کہ فساد ثابت کرتا دعوائے فساد کے متعلق دونوں میں مصالحت ہوگئی یہ صلح ناجائز ہے صلح کے بعد اگر گواہ میسر آئیں پیش کرسکتا ہے گواہ لیے جائیں گے۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ......روئی یا اُون سے بنا ہوا دھاگہ۔

[2] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح،باب صلح الأعمال...إلخ، ج۲،ص۱۸۶،۱۸۷.

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب السادس فی صلح العمال...إلخ، ج۴،ص۲۴۵.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ، ج۴،ص۲۴۶.

[6] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۳: رب السلم [1] نے مسلم الیہ [2] سے راس المال [3] پر صلح کر لی جائز ہے اور دوسری جنس پر صلح کرے مثلاً اتنے من گیہوں [4] کی جگہ اتنے من جَو دیدے یہ صلح ناجائز ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مسلم الیہ کے ذمہ سلم کے دس من گیہوں ہیں اور ہزار روپے بھی رب السلم کے اُس کے ذمہ ہیں دونوں کے مقابل میں سو روپے پر صلح ہوگئی جائز ہے۔ [6] (بدائع)

مسئلہ ۵: سلم میں یوں صلح ہوئی کہ نصف راس المال لے گا اور نصف مسلم فیہ یہ جائز ہے۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: پانچ من گیہوں میں سلم کیا تھا جس کی میعاد ایک ماہ تھی پھر اُسی شخص سے پانچ من جَو میں سلم کی اور اس کی میعاد دو ماہ مقرر ہوئی ایک ماہ کا زمانہ گزرا اور گیہوں کی وصولی کا وقت آگیا دونوں میں یہ مصالحت ہوئی کہ رب السلم گیہوں اس وقت لے لے اور جَو کی میعاد میں اضافہ ہوجائے یہ جائز ہے اور اگر یوں صلح ہوئی کہ جَو اس وقت لے لے اور گیہوں کی میعاد مؤخر ہوجائے یہ ناجائز ہے۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: کپڑے کے عوض میں گیہوں میں سلم کیا اور مسلم الیہ کو وہ کپڑا دے دیا پھر مسلم الیہ نے اُسی کپڑے سے کسی دوسرے شخص سے سلم کیا رب السلم اول نے مسلم الیہ اول سے راس المال پر مصالحت کی اس کی دو صورتیں ہیں اگر مسلم الیہ اول کے پاس وہ کپڑا آگیا اس کے بعد صلح ہوئی اور اس طور پر آیا جو من کل الوجہ فسخ ہے [9] مثلاً مسلم الیہ ثانی نے خیار رویت کی وجہ سے واپس کردیا یا خیار عیب کی وجہ سے حکم قاضی سے واپس کیا یا دوسری سلم میں راس المال پر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہوگئے اس کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ رب السلم کو وہی کپڑا واپس کردے کپڑے کی قیمت واپس دینے کا حکم نہیں ہوسکتا۔ یوہیں اگر مسلم الیہ نے وہ کپڑا کسی کو ہبہ کردیا تھا پھر واپس لے لیا قاضی کے حکم سے واپس لیا ہے یا بغیر قضائے قاضی [10] اس صورت میں بھی رب

---

1 ...... بیع سلم میں خریدار کو رب السلم کہتے ہیں۔
2 ...... بیع سلم میں بائع کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔
3 ...... بیع سلم میں ثمن کو راُس المال کہتے ہیں۔
4 ...... گندم۔
5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ، ج٤،ص٢٤٦.
6 ......"البدائع الصنائع"، کتاب الصلح،فصل:شرائط التی ترجع إلی المصالح، ج٥،ص٥٣.
7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ، ج٤،ص٢٤٦.
8 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ، ج٤،ص٢٤٦.
9 ......یعنی ہر صورت میں فسخ ہے۔
10 ......قاضی کے فیصلے کے بغیر۔

السلم کو کپڑا واپس کردے۔ اور اگر وہ کپڑا مسلم الیہ اول کو ایسی وجہ سے حاصل ہوا کہ من کل الوجہ ملکِ جدید[1] ہو مثلاً اس نے مسلم الیہ ثانی سے خرید لیا یا اوس نے اسے ہبہ کردیا یا بطور میراث اس کو ملا ان صورتوں میں رب السلم اول کو کپڑے کی قیمت ملے گی وہ کپڑا نہیں ملے گا۔ اور اگر اس طرح واپس ہوا کہ ایک وجہ سے فسخ اور ایک وجہ سے تملیک[2] ہے مثلاً دونوں نے سلم ثانی کا اقالہ کرلیا یا عیب کی وجہ سے بغیر قضائے قاضی واپس لے لیا تو رب السلم کا حق کپڑے کی قیمت ہے خود وہ کپڑا نہیں ہے اور اگر مسلم الیہ اول کے پاس کپڑا آنے سے قبل دونوں نے راس المال پر صلح کی اور قاضی نے مسلم الیہ اول کو قیمت ادا کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد اس کے پاس وہی کپڑا آگیا تو یہ دونوں قیمت کی جگہ پر کپڑا واپس کرنے پر مصالحت نہیں کرسکتے مسلم الیہ کے پاس اُس کی واپسی جس صورت سے بھی ہو مگر صرف اس صورت میں کہ عیب کی وجہ سے بحکمِ قاضی واپس ہوا ہو اور اگر قاضی نے قیمت واپس دینے کا حکم ابھی نہیں دیا ہے کہ وہی کپڑا مسلم الیہ کے پاس اس طرح آیا کہ وہ ہر وجہ سے سلم ثانی کا فسخ ہے تو رب السلم کو کپڑا ادے گا ورنہ قیمت۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: دو شخصوں نے مل کر تیسرے سے سلم کیا تھا اون میں ایک نے اپنے حصہ میں راس المال پر صلح کرلی یہ صلح شریک کی اجازت پر موقوف ہے اُس نے اگر رد کردی صلح باطل ہوگئی اور سلم بدستور باقی رہی اور شریک نے جائز کردی تو صلح دونوں پر نافذ ہوگی یعنی نصف راس المال میں دونوں شریک ہوں گے اور نصف مسلم فیہ میں بھی دونوں کی شرکت ہوگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: ایک شخص سے سلم کیا ہے مسلم الیہ کی طرف سے کسی نے کفالت کی[5] ہے کفیل[6] نے رب السلم سے راس المال پر صلح کرلی یہ صلح اجازت مسلم الیہ پر موقوف ہے جائز کردی جائز ہے رد کردی باطل ہے اگر کفیل نے بغیر حکم مسلم الیہ کفالت کی ہے جب بھی یہی حکم ہے۔ اجنبی نے راس المال پر مصالحت کی اور راس المال کا ضامن ہوگیا جب بھی یہی حکم ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: کفیل نے رب السلم سے جنس مسلم فیہ[8] پر مصالحت کی مگر سلم میں عمدہ گیہوں قرار پائے اور اُس نے کم

---

[1] ......نئی ملکیت۔

[2] ......مالک بنانا۔

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ، ج٤، ص٢٤.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......ذمہ داری لی۔

[6] ......ضامن۔

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ، ج٤، ص٢٤٧، ٢٤٨.

[8] ......بیع سلم میں مبیع (بیچی جانے والی چیز) کو مسلم فیہ کہتے ہیں۔

درجہ کا دینا ٹھہرالیا یہ صلح جائز ہے اور کفیل مسلم الیہ سے کھرے گیہوں لے گا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص نے دوسرے کو سلم کرنے کا حکم دیا تھا (وکیل بنایا تھا) اُس نے سلم کیا پھر راس المال پر صلح کرلی یہ صلح اس وکیل پر نافذ ہوگی موکل پر نافذ نہیں ہوگی یعنی وکیل اُس مسلم الیہ سے راس المال لے سکتا ہے مسلم فیہ نہیں لے سکتا مگر اس پر لازم ہے کہ موکل کو مسلم فیہ اپنے پاس سے دے اور اگر خود موکل نے مسلم الیہ سے صلح کرلی اور راس المال پر قبضہ کرلیا تو صلح جائز ہے یعنی وکیل بھی مسلم فیہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

صلح میں خیار

مسئلہ ۱: ایک چیز کا دعویٰ ہے اور دوسری جنس پر صلح ہوئی یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اس میں خیار شرط صحیح ہے مثلاً سو روپے کا دعویٰ تھا اور غلام یا جانور پر صلح ہوئی اور مدعیٰ علیہ نے اپنے لیے یا مدعی کے لیے تین دن کا خیار شرط رکھا صلح بھی جائز ہے اور خیار شرط بھی، مدعیٰ علیہ دعویٰ کا اقرار کرتا ہو یا انکار دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: ایک ہزار کا دعویٰ تھا غلام پر صلح ہوئی یوں کہ مدعی ایک ماہ کے اندر دس اشرفیاں مدعیٰ علیہ کو دے گا اور اس میں خیار شرط بھی ہے اگر عقد واجب ہوگیا یعنی خیار شرط کی وجہ سے فسخ نہیں کیا تو مدعیٰ علیہ ہزار سے بری ہوگیا اور مدعی کے ذمہ اُس کی دس اشرفیاں واجب ہوگئیں اور اُن کی میعاد یوم وجوب عقد سے ایک ماہ تک ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ دس روپے ہیں اور کپڑے کے تھان پر خیار شرط کے ساتھ صلح ہوئی اور تھان مدعی کو دے دیا مگر تین دن پورے ہونے سے پہلے ہی تھان ضائع ہوگیا مدعی تھان کی قیمت کا ضامن ہے اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ وہی دس روپے بدستور واجب ہیں اور اگر خیار مدعی کے لیے تھا اور اندرون مدت مدعی کے پاس سے ضائع ہوگیا تو دس روپے کے بدلے میں ضائع ہوا یعنی اب کوئی دوسرے سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر اندرون مدت جس کے لیے خیار تھا وہی مرگیا تو صلح تمام ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: دَین کے بدلے میں غلام پر بشرط خیار مصالحت ہوئی اور خیار کی مدت تین دن قرار پائی مدت پوری ہونے

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدَّین، فصل فی الإبراء عن البعض...إلخ، ج۲، ص۱۸۵.

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ، ج٤، ص۲٤۸.

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص۲٤۹.

4 ......المرجع السابق.　5 ......المرجع السابق.

کے بعد صاحب خیار کہتا ہے میں نے اندرون مدت فسخ کردیا تھا اور دوسرا منکر ہے تو فسخ کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور اگر اس نے فسخ کے گواہ پیش کیے اور دوسرے نے اس کے گواہ پیش کیے کہ اس نے عقد کو نافذ کردیا ہے تو فسخ کے گواہ معتبر ہیں اور اگر اندرون مدت یہ اختلاف ہوا تو صاحب خیار کا قول معتبر ہے اور دوسرے کے گواہ۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: دو شخصوں کا ایک شخص پر دَین ہے مدیون نے غلام پر دونوں سے مصالحت کی اور دونوں کے لیے خیار شرط رکھا ان میں سے ایک صلح پر راضی ہے اور دوسرا فسخ کرنا چاہتا ہے یہ نہیں ہوسکتا فسخ کرنا چاہیں تو دونوں مل کر فسخ کریں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: مدعیٰ علیہ نے دعوے سے انکار کیا اس کے بعد خیار شرط کے ساتھ صلح کی پھر بمقتضائے خیار[3] عقد کو فسخ کردیا تو مدعی کا دعویٰ بدستور لوٹ آئے گا اور مدعیٰ علیہ کا صلح کرنا اقرار نہیں متصور ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: جس چیز پر صلح ہوئی اُس کو مدعی نے نہیں دیکھا ہے دیکھنے کے بعد اُس کو خیار حاصل ہے پسند نہیں ہے واپس کردے اور صلح جاتی رہی۔ جس پر صلح ہوئی اُس کو مدعی نے دیکھا مگر مدعی پر کسی دوسرے نے دعویٰ کیا اُسی چیز پر اس نے اُس دوسرے سے صلح کرلی اُس نے دیکھ کر واپس کردی اب مدعی اس چیز کو مدعیٰ علیہ پر واپس نہیں کرسکتا اور اگر خیار عیب کی وجہ سے دوسرا شخص حکم قاضی سے واپس کرتا تو مدعی مدعیٰ علیہ کو واپس کرسکتا تھا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: مدعی کے لیے صلح میں خیار عیب اُس وقت ہوتا ہے جب مال کا دعویٰ ہوا اور اس کا وہی حکم ہے جو بیع کا ہے کہ اگر حکم قاضی سے فسخ ہو تو صلح فسخ ہوگی اور مدعیٰ علیہ اُس چیز کو اپنے بائع پر واپس کرسکتا ہے اور بغیر حکم قاضی ہو تو بائع پر رد نہیں کرسکتا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: جس پر مصالحت ہوئی اُس میں عیب پایا مگر چونکہ چیز ہلاک ہوچکی ہے یا اُس میں کمی یا بیشی ہوچکی ہے اس وجہ سے واپس نہیں کرسکتا تو بقدر عیب مدعیٰ علیہ پر رجوع کرے گا اگر یہ صلح اقرار کے بعد ہے تو عیب کا جتنا حصہ اُس کے حق کے

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الثامن فی الخيار فی الصلح...إلخ، ج٤،ص٢٤٩.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......یعنی اختیار کی وجہ سے۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الثامن فی الخيار فی الصلح...إلخ، ج٤،ص٢٤٩.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......المرجع السابق،ص٢٥٠.

مقابل ہوا وتنا مدعیٰ علیہ سے وصول کرسکتا ہے اور انکار کے بعد صلح ہوئی تو حصۂ عیب کے مقابل میں جو کمی ہوئی اُس کا دعویٰ کرسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مکان کا دعویٰ تھا غلام دے کر مدعیٰ علیہ نے صلح کرلی اس غلام میں کسی نے اپنا حق ثابت کیا اگر مستحق صلح کو جائز نہ رکھے تو مدعی اوس مدعیٰ علیہ پر پھر دعویٰ کرسکتا ہے اور اگر مستحق نے صلح کو جائز کردیا تو غلام مدعی کا ہے اور مستحق بقدر قیمت غلام مدعیٰ علیہ سے وصول کرسکتا ہے اور اگر نصف غلام میں مستحق نے اپنی مِلک ثابت کی ہے تو مدعی کو اختیار ہے نصف غلام جو باقی ہے یہ لے اور نصف حق کا مدعیٰ علیہ پر دعویٰ کرے یا یہ نصف بھی واپس کردے اور پورے مطالبہ کا دعویٰ کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: روپے سے ایک چیز خریدی اور تقابُض بدلین ہوگیا[3] اس کے بعد مشتری نے مبیع میں عیب پایا۔ بائع عیب کا اقرار کرتا ہو یا انکار اس معاملہ میں اگر روپے پر صلح ہوگئی یہ جائز ہے روپے کے لیے میعاد مقرر ہوئی یا فوراً دینا قرار پایا بہر حال جائز ہے اور اشرفی پر صلح ہوئی اور ان پر قبضہ بھی ہوگیا جائز ہے اور معین کپڑے پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے معین گیہوں پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے اور غیر معین گیہوں پر صلح ہوئی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہوگئے یہ ناجائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: کپڑا خریدا اُسے قطع کرا کے[5] سلوالیا اب عیب پر مطلع ہوا اور روپیہ پر صلح ہوئی یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر کپڑے کو سرخ رنگ دیا اور عیب پر مطلع ہوا صلح جائز ہے اور اگر کپڑا قطع کرایا ہے ابھی سلا نہیں اور بیع کرڈالا پھر عیب پر مطلع ہوا اُس عیب کے بارے میں صلح ناجائز ہے۔ کپڑے کو سیاہ رنگا اس کا بھی یہی حکم ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: کپڑا قطع کرڈالا اور ابھی سلا نہیں ہے کہ مشتری کو عیب پر اطلاع ہوئی اور بائع اقرار کرتا ہے کہ یہ عیب اُس کے یہاں موجود تھا صلح یوں ہوئی کہ بائع کپڑا واپس لے لے اور ثمن میں سے دو روپے کم مشتری واپس لے یہ جائز ہے یہ روپے اُس عیب کے مقابل میں ہوں گے جو مشتری کے فعل سے پیدا ہوا یعنی قطع کرنے سے۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الثامن فی الخيار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٠.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......یعنی بائع کا ثمن پر اور مشتری کا مبیع پر قبضہ ہوگیا۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الثامن فی الخيار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٠.

[5] ......کٹنگ کرواکر

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الثامن فی الخيار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٠، ٢٥١.

[7] ......المرجع السابق، ص٢٥٢.

مسئلہ ۱۴: ایک چیز سو روپے میں خریدی مشتری نے اُس میں عیب پایا یوں صلح ہوئی کہ مشتری چیز پھیر دے [1] اور بائع نوے روپے واپس کر دے گا اگر بائع اقرار کرتا ہے کہ وہ عیب اُس کے یہاں تھا یا وہ عیب اس قسم کا ہے کہ معلوم ہے کہ مشتری کے یہاں پیدا نہیں ہوا ہے تو باقی دس روپے بھی واپس دینے ہوں گے اور اگر بائع کہتا ہے کہ یہ عیب میرے یہاں نہیں تھا یا بائع نہ اقرار کرتا ہے نہ انکار اور مشتری کے یہاں پیدا ہو سکتا ہے تو باقی روپے واپس کرنا لازم نہیں۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ایک چیز سو روپے میں خریدی اور تقابض بدلین ہو گیا اُس میں عیب ظاہر ہوا یوں مصالحت ہوئی کہ مشتری بھی پانچ روپے کم کر دے اور بائع بھی اور یہ چیز تیسرا شخص لے لے جو نوے روپے میں لینے پر راضی ہے اس تیسرے کا خریدنا بھی جائز ہے اور مشتری کا پانچ روپے کم کرنا بھی جائز ہے مگر بائع کا پانچ روپے کم کرنا جائز نہیں لہٰذا اس شخص ثالث کو اختیار ہے کہ پچانوے میں لے یا چھوڑ دے۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: ہزار روپے میں چیز خریدی اور تقابض بدلین ہو گیا پھر اس چیز کو دو ہزار میں بیع کیا اور اس بیع میں بھی تقابض بدلین ہو گیا مشتری دوم نے اُس چیز میں عیب پایا یوں صلح ہوئی کہ بائع اول ڈیڑھ ہزار میں اس چیز کو واپس لے لے یہ جائز ہے اور جدید بیع ہے بائع دوم سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دس روپے میں کپڑا خریدا اور طرفین [5] نے قبضہ کر لیا مشتری اُس میں عیب بتاتا ہے اور بائع انکار کرتا ہے ایک تیسرا شخص کہتا ہے کہ میں یہ کپڑا آٹھ روپے میں خرید لیتا ہوں اور بائع مشتری سے ایک روپیہ کم کر دے یہ جائز ہے اس شخص کو آٹھ روپے دینے ہوں گے۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: دس روپے میں کپڑا خریدا اور دھوبی کو دے دیا دھوبی دھو کر لایا تو پھٹا ہوا نکلا مشتری کہتا ہے معلوم نہیں بائع کے یہاں پھٹا ہوا تھا یا دھوبی نے پھاڑا ہے ان میں اس طرح صلح ہوئی کہ بائع ثمن سے ایک روپیہ کم کر دے اور ایک روپیہ دھوبی مشتری کو دے اور اپنی دھلائی مشتری سے لے یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر یوں صلح ہوئی کہ کپڑا بائع واپس لے یہ بھی جائز ہے

---

[1] ......واپس کر دے۔

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥١.

[3] ......المرجع السابق، ص٢٥٢.

[4] ......المرجع السابق، ص٢٥٢.

[5] ......یعنی بائع اور مشتری۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٢.

اور اگر مصالحت نہ ہوئی بلکہ دعویٰ کرنے کی نوبت ہوئی تو مشتری کو اختیار ہے بائع پر دعویٰ کرے یا دھوبی پر مگر بائع پر دعویٰ کرے گا تو دھوبی بری ہوگیا کیونکہ جب بائع کے یہاں پھٹا ہونا بتایا تو دھوبی سے تعلق نہ رہا اور دھوبی پر دعویٰ کیا تو بائع بری ہے کہ جب دھوبی کا پھاڑنا کہا تو معلوم ہوا بائع کے یہاں پھٹا نہ تھا۔[1] (عالمگیری)

جائداد غیر منقولہ میں صلح

مسئلہ ۱: ایک مکان کا دعوی کیا اور اس طرح صلح ہوئی کہ مدعی[2] یہ کمرہ لے لے اگر وہ کمرہ دوسرے مکان کا ہے جو مدعیٰ علیہ کی مِلک ہے[3] تو صلح جائز ہے اور اگر اسی مکان کا کمرہ ہے جس کا دعویٰ تھا جب بھی صلح جائز ہے اور مدعی کو یہ حق حاصل نہ رہا کہ اس مکان کا پھر دعویٰ کرے ہاں اگر مدعیٰ علیہ اقرار کرتا ہے کہ یہ مکان مدعی ہی کا ہے تو اُسے حکم دیا جائے گا کہ مدعی کو دیدے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: یہ دعویٰ کیا کہ اس مکان میں اتنے گز زمین میری ہے اور صلح ہوئی کہ مدعی اتنے روپے لے لے یہ جائز ہے اور اگر اس طرح صلح ہوئی کہ فلاں کے پاس جو مکان ہے اُس میں مدعیٰ علیہ کا حق ہے مدعی اُسے لے لے اگر مدعی کو معلوم ہے کہ اُس مکان میں مدعیٰ علیہ کا اتنا حصہ ہے تو صلح جائز ہے اور معلوم نہیں ہے تو ناجائز ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۳: مکان کے متعلق دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے انکار کردیا پھر کچھ روپیہ دے کر مصالحت کرلی اس کے بعد مدعیٰ علیہ نے حق مدعی کا اقرار کیا مدعی چاہتا ہے کہ صلح توڑ دے اور یہ کہتا ہے کہ میں نے صلح اس لیے کی تھی کہ تم نے انکار کیا تھا مدعی کے اس کہنے سے صلح نہیں توڑی جائے گی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مکان کا دعویٰ کیا اور صلح اس طرح ہوئی کہ ایک شخص مکان لے لے اور دوسرا اُس کی چھت۔ اگر چھت پر کوئی عمارت نہیں ہے تو صلح جائز نہیں اور اگر چھت پر عمارت ہے اور یہ ٹھہرا کہ ایک نیچے کا مکان لے اور

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الثامن في الخيار في الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٢.

[2] ......دعویٰ کرنے والا، دعویدار۔ [3] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے اُس کی ملکیت میں ہے۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب العاشر في الصلح في العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٤.

[5] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الصلح، باب الصلح عن العقار...إلخ، فصل في الصلح عن دعوى العقار، ج٢، ص١٩١.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب العاشر في الصلح في العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٥.

دوسرا بالاخانہ [1] لے یہ صلح جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۵: مکان میں حق کا دعویٰ کیا اور صلح یوں ہوئی کہ مدعی اُس کے ایک کمرہ میں ہمیشہ یا تازِیست [3] سکونت رکھے یہ صلح جائز نہیں۔[4] (خانیہ)

مسئلہ۶: زمین کا دعویٰ کیا اور صلح اس طرح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ (جس کے قبضہ میں زمین ہے) اُس میں پانچ برس تک کاشت کرے گا مگر زمین مدعی کی مِلک رہے گی یہ جائز ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ۷: ایک مکان خرید کر اُس کو مسجد بنایا پھر ایک شخص نے اوس کے متعلق دعویٰ کیا جس نے مسجد بنائی اُس نے یا اہلِ محلّہ نے مدعی سے صلح کی یہ صلح جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۸: دو شخصوں نے ایک مکان کا دعویٰ کیا کہ یہ ہم کو اپنے باپ سے ترکہ میں ملا ہے ان میں سے ایک نے مدعیٰ علیہ سے اپنے حصہ کے مقابل میں سو روپے پر صلح کر لی دوسرا ان سو میں سے کچھ نہیں لے سکتا اور مکان میں سے بھی کچھ نہیں لے سکتا جب تک گواہوں سے ثابت نہ کر دے اور اگر ایک نے پورے مکان کے مقابل میں سو روپے پر صلح کی ہے اور اپنے بھائی کے تسلیم کر لینے کا ضامن ہو گیا ہے اگر اس کے بھائی نے تسلیم کر لی صلح جائز ہے اور سو میں سے پچاس لے لے گا اور اس نے انکار کر دیا تو اسکے حق میں صلح ناجائز ہے اسکا دعویٰ بدستور باقی ہے اور جس نے صلح کی ہے وہ سو میں پچاس مدعیٰ علیہ کو واپس کر دے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۹: دو شخصوں کے پاس دو مکان ہیں ہر ایک نے دوسرے پر اُس کے مکان میں اپنے حق کا دعویٰ کیا اور صلح یوں ہوئی کہ میں تمھارے مکان میں رہوں تم میرے مکان میں یہ جائز ہے اور یوں صلح ہوئی کہ ہر ایک کے قبضہ میں

---

[1] ......مکان کی اوپری منزل۔

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٥.

[3] ......یعنی جب تک زندہ ہے۔

[4] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب الصلح عن العقار...إلخ، فصل فی الصلح عن دعوی العقار، ج٢، ص١٩٠.

[5] ......المرجع السابق، ص١٩١.

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٥.

[7] ......المرجع السابق، ص٢٥٦.

جو مکان ہے وہ دوسرے کو دیدے یہ بھی جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: دروازہ یا روشندان کے بارے میں جھگڑا ہے پروسی کو کچھ روپے دے کر صلح کر لی کہ دروازہ یا روشندان بند نہیں کیا جائے گا یہ صلح ناجائز ہے۔ یوہیں اگر پروسی نے مالک مکان کو کچھ روپے دے کر صلح کر لی کہ تم دروازہ یا روشندن بند کر لو یہ صلح بھی درست نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص کی زمین ہے جس میں زراعت ہے دوسرے نے زراعت کا دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے مالکِ زمین نے کچھ روپے دے کر اُس سے صلح کر لی یہ جائز ہے۔ اور اگر زمین دو شخصوں کی ہے تیسرے نے یہ دعویٰ کیا کہ اس میں جو زراعت ہے وہ میری ہے اور وہ دونوں اس سے انکار کرتے ہیں ایک مدعیٰ علیہ نے صلح کر لی کہ مدعی سو روپے دیدے اور نصف زراعت میں مدعی کو دے دوں گا اگر زراعت طیار ہے صلح جائز ہے اور طیار نہیں ہے تو بغیر دوسرے مدعیٰ علیہ کی رضا مندی کے صلح جائز نہیں اور اگر ایک مدعیٰ علیہ نے سو روپے پر یوں مصالحت کی کہ نصف زمین مع زراعت دیتا ہوں تو صلح بہر حال جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: شارع عام[4] پر ایک شخص نے سائبان[5] ڈال لیا ہے ایک شخص نے اسکے ہٹا دینے کا دعوی کیا اُس نے اسے کچھ روپے دے کر صلح کر لی کہ سائبان نہ ہٹایا جائے یہ صلح ناجائز، خود یہی شخص جس نے دعویٰ کیا تھا یا دوسرا شخص اسے ہٹوا سکتا ہے اور اگر حکومت ہٹانا چاہتی ہے اور اس نے کچھ روپیہ دے کر چاہا کہ ہٹایا نہ جائے اور روپیہ لے کر بیت المال میں داخل کرنا ہی عامہ مسلمین[6] کے حق میں مفید ہو اور سائبان سے عامہ مسلمین کو ضرر[7] نہ ہو تو صلح جائز ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: درخت کی شاخ پروسی کے مکان میں پہنچ گئی وہ کاٹنا چاہتا ہے مالکِ درخت نے اُسے کچھ روپے دے کر صلح کر لی کہ شاخ نہ کاٹی جائے یہ صلح ناجائز ہے اور اگر مالکِ مکان نے مالکِ درخت کو روپے دے کر صلح کر لی کہ کاٹ ڈالی

---

[1] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار... إلخ، ج٤، ص٢٥٦.

[2] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار... إلخ، ج٤، ص٢٥٧.

[3] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار... إلخ، ج٤، ص٢٥٧، ٢٥٨.

[4] ...... عام گزرگاہ۔ [5] ...... چھپر وغیرہ۔

[6] ...... عام مسلمانوں۔ [7] ...... نقصان۔

[8] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار... إلخ، ج٤، ص٢٥٨.

جائے یہ صلح بھی باطل ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص نے درخت کا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے مدعی علیہ انکار کرتا ہے صلح یوں ہوئی کہ اس سال جتنے پھل آئیں گے سب مدعی کو دے دیے جائیں گے یہ صلح ناجائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: مکان خریدا شفیع نے شفعہ کا دعوی کیا مشتری نے اوسے کچھ روپے دے کر مصالحت کر لی کہ وہ شفعہ سے دست بردار ہو جائے شفعہ باطل ہو گیا اور مشتری پر وہ روپے لازم نہیں بلکہ اگر مشتری دے چکا ہے تو شفیع سے واپس لے۔[3] (خانیہ)

یمین کے متعلق صلح

مسئلہ ۱: ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ منکر ہے صلح یوں ہوئی کہ مدعیٰ علیہ حلف کر لے بری ہو جائے گا اُس نے قسم کھالی یہ صلح باطل ہے یعنی مدعی کا دعوی بدستور باقی ہے اگر گواہوں سے مدعی اپنا حق ثابت کر دے گا وصول کر لے گا اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں اور مدعیٰ علیہ سے پھر قسم کھلانا چاہتا ہے اگر پہلی مرتبہ قاضی کے پاس قسم نہیں کھائی تھی تو قاضی مدعیٰ علیہ پر دوبارہ حلف دیگا اور اگر پہلی قسم قاضی کے حضور تھی[4] تو دوبارہ حلف نہیں دے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: اس طرح صلح ہوئی کہ مدعی اپنے دعوے کے صحیح ہونے پر آج قسم کھائے گا اگر قسم نہ کھائے تو اسکا دعویٰ باطل ہے یہ صلح باطل ہے اگر وہ دن گزر گیا اور قسم نہیں کھائی اُس کا دعویٰ بدستور باقی ہے۔ یوہیں اگر صلح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ قسم کھائے گا اگر قسم نہ کھائے تو مال کا ضامن ہے یا مال اُس کے ذمہ ثابت ہے یا مال کا اقرار سمجھا جائے گا یہ صلح بھی باطل ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: مدعی کے پاس گواہ نہیں اُس نے مدعیٰ علیہ سے حلف کا مطالبہ کیا قاضی نے بھی حلف کا حکم دے دیا مدعیٰ علیہ نے مدعی کو کچھ روپے دے کر راضی کر لیا کہ مجھ سے قسم نہ کھلواؤ یہ صلح جائز ہے مدعیٰ علیہ حلف سے بری ہو گیا۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب العاشر فی الصلح فی العقار...إلخ،ج ٤،ص ٢٥٨.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الصلح،باب الصلح عن العقار...إلخ،ج ٢،ص ١٨٨.

[4] ......یعنی پہلی مرتبہ قاضی کے پاس قسم کھائی تھی۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الحادی عشر فی الصلح فی اليمين...إلخ،ج ٤،ص ٢٥٩.

[6] ......المرجع السابق،ص ٢٥٩، ٢٦٠.

[7] ......المرجع السابق،ص ٢٦٠.

دوسرے کی طرف سے صلح

مسئلہ ۱: فضولی اگر صلح کرے اُس کا آزاد و بالغ ہونا ضروری ہے یعنی غلام ماذون و نابالغ بچہ دوسرے کی طرف سے صلح نہیں کرسکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: ایک شخص نے دَین[2] کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ[3] دَین سے منکر ہے ایک اجنبی شخص نے مدعی[4] سے کہا تم نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اُس کے متعلق فلاں (مدعیٰ علیہ) سے ہزار روپے میں صلح کرلو مدعی نے کہا میں نے صلح کی یہ صلح مدعیٰ علیہ کی اجازت پر موقوف ہوگی اگر جائز کردے گا جائز ہوگی اور ہزار روپے مدعیٰ علیہ پر لازم ہوں گے اور رد کردے گا باطل ہوجائے گی اور اس صلح کو اجنبی سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور اگر اجنبی نے یہ کہا تھا کہ تم نے جو فلاں پر دعویٰ کیا ہے اُس کے متعلق میں نے تم سے ہزار روپے پر صلح کی اور مدعی نے وہی کہا اسکا بھی وہی حکم ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۳: مدعیٰ علیہ منکر ہے اُس نے کسی کو صلح کے لیے مامور کردیا ہے اُس مامور نے یہ کہا تم فلاں (مدعیٰ علیہ) سے ہزار پر صلح کرلو اُس نے کہا میں نے صلح کی مدعیٰ علیہ پر صلح نافذ ہوگی اور اُس پر ہزار روپے لازم ہوں گے اور اگر مامور نے کہا میں نے تم سے ہزار روپے پر صلح کی اسکا بھی وہی حکم ہے۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۴: اجنبی نے کہا مجھ سے ہزار روپے پر صلح کرویا فلاں (مدعیٰ علیہ) سے میرے مال سے ہزار روپے پر صلح کرلو یہ صلح مدعیٰ علیہ پر نافذ ہوگی مگر روپے اجنبی پر لازم ہوں گے اور اگر اجنبی نے یہ کہا فلاں سے ہزار روپے پر صلح کرلو اس شرط پر کہ میں ہزار کا ضامن ہوں یہ صلح بھی مدعیٰ علیہ پر نافذ ہوگی مگر مدعی کو اختیار ہے کہ بدل صلح[7] کا مطالبہ مدعیٰ علیہ سے کرے یا اُس اجنبی سے۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الرابع عشر في الصلح عن الغير،ج٤،ص٢٦٦.

[2] ......قرض۔

[3] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

[4] ......دعویٰ کرنے والا، دعویدار۔

[5] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الصلح،باب الصلح عن الدَين...إلخ،ج٢،ص١٨٢.

[6] ......المرجع السابق،ص١٨٣.

[7] ......وہ مال جس کے بدلے صلح ہوئی۔

[8] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الرابع عشر في الصلح عن الغير،ج٤،ص٢٦٦.

مسئلہ ۵: اجنبی نے مدعی سے سو روپے پر مصالحت کی پھر کہتا ہے میں نہیں دوں گا اگر صلح کی اضافت[1] اپنی طرف یا اپنے مال کی طرف کی ہے یا بدلِ صلح کا ضامن ہوا ہے تو ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر یہ باتیں نہیں ہیں تو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: اجنبی نے بغیر حکم مدعیٰ علیہ سے سو روپے پر یا کسی چیز کے بدلے میں صلح کی مدعی نے وہ روپے کھرے[3] نہ تھے اس وجہ سے واپس کر دیے یا اُس چیز میں عیب تھا واپس کر دی اُس صلح کرنے والے کے ذمہ کچھ لازم نہیں مدعی کا دعویٰ بدستور باقی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: فضولی نے مدعی سے مثلاً سو روپے پر صلح کی اس شرط پر کہ وہ چیز جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے فضولی کی ہوگی مدعیٰ علیہ کی نہیں ہوگی اور مدعیٰ علیہ دعوائے مدعی سے منکر ہے یہ صلح جائز ہے۔ فضولی نے صلح کی اپنے مال کی طرف اضافت کی ہو یا نہ کی ہو مال کا ضامن ہوا ہو یا نہ ہوا ہو بہر حال جائز ہے اور اب یہ فضولی مدعی سے اُس شے کی تسلیم کا مطالبہ کرسکتا ہے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا تھا پھر اگر مدعی کے لیے اُس چیز کی تسلیم ممکن ہے مثلاً مدعی نے گواہوں سے وہ چیز اپنی ثابت کر دی یا مدعیٰ علیہ نے مدعی کے حق کا اقرار کر لیا مدعی وہ چیز اُس فضولی کو دے اور اگر تسلیم ناممکن ہے تو فضولی صلح کو فسخ[5] کر کے بدل صلح مدعی سے واپس لے سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: فضولی نے مدعیٰ علیہ سے صلح کی کہ وہ مکان جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے اتنے میں اُسے دیدو یہ صلح جائز ہے اور اگر وہ شخص مامور ہے اُس نے صلح کی اور ضامن ہو گیا پھر ادا کیا تو مدعی سے وہ رقم واپس لے سکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

تَمَّ هٰذَا الْجُزْءُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن.

---

[1] ......یعنی نسبت۔

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغیر، ج٤، ص٢٦٧.

[3] ......خالص۔

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغیر، ج٤، ص٢٦٧.

[5] ......ختم۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغیر، ج٤، ص٢٦٧.

[7] ......المرجع السابق.

مآخذ و مراجع

کتب احادیث

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعات
1	الموطأ للامام مالك	امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۲۰ھ
2	المصنف لعبدالرزاق	امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی، متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۴ھ
3	المصنف لإبن أبي شيبه	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، متوفی ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
4	المسند للامام أحمد	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
5	سنن الدارمي	حافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ	دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ
6	صحيح البخاري	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۹ھ
7	صحيح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم بیروت، ۱۴۱۹ھ
8	سنن ابن ماجه	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۲۰ھ
9	سنن أبي داود	امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ
10	جامع الترمذي	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
11	البحر الزخار المعروف بمسندالبزار	امام ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ ۱۴۲۴ھ
12	سنن النسائي	امام ابوعبدالرحمٰن بن احمد شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۶ھ
13	مسند أبي يعلىٰ	شیخ الاسلام ابویعلیٰ احمد بن علی بن مثنی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۸ھ
14	المعجم الكبير	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۲ھ
15	المعجم الأوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۰ھ

16	سنن الدارقطنی	امام علی بن عمر دار قطنی، متوفی ۳۸۵ھ	مدینۃ الأولیاء ملتان
17	المستدرک	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشا پوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۱۸ھ
18	حلیۃ الاولیاء	امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی، متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۸ھ
19	السنن الکبری	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۴ھ
20	شعب الإیمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۱ھ
21	شرح السنۃ	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۴ھ
22	الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۷ھ
23	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۲۱ھ
24	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر، متوفی ۸۰۷ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۲۰ھ
25	شرح سنن أبی داود للعینی	امام ابو محمد محمود بن احمد بن موسی بدر الدین العینی متوفی ۸۵۵ھ	مکتبۃ الرشد الریاض، ۱۴۲۰ھ
26	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۹ھ
27	مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ

کتب فقہ حنفی

1	المختصر للقدوری	علامہ ابو الحسین احمد بن محمد بن احمد القدوری، متوفی ۴۲۸ھ	مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی
2	المبسوط	شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی متوفی ۴۸۳ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۲۱ھ
3	بدائع الصنائع	علامہ علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی، متوفی ۵۸۷ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ
4	الفتاوی الخانیۃ	علامہ حسن بن منصور قاضی خان، متوفی ۵۹۲ھ	پشاور
5	الهدایۃ	برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
6	کنز الدقائق	امام ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی، متوفی ۷۱۰ھ	باب المدینہ، کراچی، ۱۳۳۱ھ

7	تبيين الحقائق	امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی، متوفی ۷۴۳ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
8	الجوهرة النيرة	علامہ ابو بکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ	باب المدینہ، کراچی
9	الفتاوى البزازية	علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردری، متوفی ۸۲۷ھ	کوئٹہ، ۱۴۰۳ھ
10	شرح الوقاية	عبید اللہ بن مسعود بن محمود المعروف صدر الشریعۃ متوفی ۷۴۷ھ	باب المدینہ ۱۳۲۶ھ
11	فتح القدير	علامہ کمال الدین بن ہمام، متوفی ۸۶۱ھ	کوئٹہ، ۱۳۱۹ھ
12	غرر الأحكام	علامہ قاضی احمد بن فراموز ملا خسرو حنفی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ، کراچی
13	درر الحكام شرح غرر الأحكام	علامہ قاضی احمد بن فراموز ملا خسرو حنفی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ، کراچی
14	البحر الرائق	علامہ زین الدین بن ابراہیم، ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ	کوئٹہ، ۱۴۲۰ھ
15	نتائج الأفكار تكملة فتح القدير	شمس الدین احمد بن قودر المعروف بقاضی زادہ متوفی ۹۸۸ھ	کوئٹہ ۱۳۱۹ھ
16	تنوير الأبصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد تمر تاشی، متوفی ۱۰۰۴ھ	دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
17	نور الإيضاح	حسن بن عمار بن علی الوفائی الشرنبلالی الحنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ	مکتبہ برکات المدینہ کراچی
18	غنية ذوى الأحكام	حسن بن عمار بن علی الوفائی الشرنبلالی الحنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ	باب المدینہ، کراچی
19	الدر المختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
20	الفتاوى الهندية	ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، وعلمائے ہند	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۱ھ
21	منحة الخالق	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	کوئٹہ
22	رد المحتار	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۲۰ھ
23	الفتاوى الرضوية	مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ 180 کتب ورسائل

مع عنقریب آنے والی 15 کتب ورسائل

شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت

اردو کتب:

1......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ اول) (کل صفحات 250)

2......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (کِفلُ الْفَقِیہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحکَامِ قِرطَاسِ الدَّرَاھِمِ) (کل صفحات:199)

3......فضائل دعا (اَحسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَہٗ ذَیلُ الْمُدَّعَاءِ لِاَحسَنِ الْوِعَاءِ) (کل صفحات:326)

4......والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوقُ لِطَرحِ الْعُقُوقِ) (کل صفحات:125)

5......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْھَارُ الْحَقِّ الْجَلِیْ) (کل صفحات:100)

6......ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات:74)

7......ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ ھِلَالٍ) (کل صفحات:63)

8......ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْیَاقُوتَۃُ الْوَاسِطَۃُ) (کل صفحات:60)

9......شریعت وطریقت (مَقَالِ عُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرعٍ وَعُلَمَاء) (کل صفحات:57)

10......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْدِ) (کل صفحات:55)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں (اعجب الامداد) (کل صفحات 47)

12......معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

13......راہِ خدا عزّوجل میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعوَۃِ الْجِیرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

14......اولاد کے حقوق (مشعلۃ الارشاد) (کل صفحات 31)

15......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ دوم) (کل صفحات 226)

عربی کتب:

16، 17، 18، 19، 20......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّالْمُحْتَارِ (المجلد الاول والثانی والثالث والرابع والخامس) (کل صفحات:570، 672، 713، 650، 483)

21...... اَلزَّمْزَمَۃُ الْقُمْرِیَّۃِ (کل صفحات:93)

22...... تَمْھِیدُ الْاِیْمَان۔ (کل صفحات:77)

23......کِفلُ الْفَقِیہِ الْفَاھِمِ (کل صفحات:74)

24...... اَجْلَی الْاِعْلَامِ (کل صفحات:70)

25......اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃِ (کل صفحات:60)

26...... اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃ (کل صفحات:62)

27......اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِیُّ (کل صفحات:46)

عنقریب آنے والی کتب

1......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّالْمُحْتَارِ (المجلد السادس)

2......اولاد کے حقوق کی تفصیل (مشعلۃ الارشاد)

﴿شعبہ تراجمِ کتب﴾

عنقریب آنے والی کتب

﴿شعبہ درسی کتب﴾

11......عناية النحو فی شرح هداية النحو (کل صفحات:280)
12......تعریفاتِ نحویة (کل صفحات:45)
13......الفرح الكامل على شرح مئة عامل (کل صفحات: 158)
14......شرح مئة عامل (کل صفحات:44)
15......الاربعین النوویة فی الأحادیث النبویة (کل صفحات:155)
16...... المحادثة العربية (کل صفحات:101)
17......نصاب النحو (کل صفحات:288)
18...... نصاب المنطق (کل صفحات:168)
19......مقدمة الشیخ مع التحفة المرضية (کل صفحات:119)
20......تلخیص اصول الشاشی (کل صفحات144)
21......نور الایضاح مع حاشیة النور والضیاء (کل صفحات392)
22......نصاب اصولِ حدیث (کل صفحات95)
23......شرح العقائد مع حاشیة جمع الفرائد (کل صفحات:384)
24......خاصیات ابواب (کل صفحات:141)

عنقریب آنے والی کتب

1...... قصیدہ بردہ مع شرح خرپوتی
2......نصاب الادب
3...... انوار الحدیث (مع تخریج و تحقیق)

﴿شعبہ تخریج﴾

1......بہارشریعت، جلداوّل (حصہ اول تا ششم ،کل صفحات1360)
2......جنتی زیور (کل صفحات:679)
3......عجائب القران مع غرائب القران (کل صفحات:422)
4......بہارشریعت (سولہواں حصہ ،کل صفحات312)
5......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات:274)
6......علم القرآن (کل صفحات:244)
7......جہنم کے خطرات (کل صفحات:207)
8......اسلامی زندگی (کل صفحات:170)
9......تحقیقات (کل صفحات:142)
10......اربعین حنفیہ (کل صفحات:112)
11......آئینۂ قیامت (کل صفحات:108)
12......اخلاق الصالحین (کل صفحات:78)
13......کتاب العقائد (کل صفحات:64)
14......اُمہات المؤمنین (کل صفحات:59)
15...... اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات:56)
16...... حق وباطل کا فرق (کل صفحات:50)
17 تا 23......فتاوٰی اہل سنت (سات حصے)
24......بہشت کی کنجیاں (کل صفحات:249)
25......سیرت مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم (کل صفحات:875)
26......بہارشریعت حصہ ۷ (کل صفحات:133)
27......بہارشریعت حصہ ۸ (کل صفحات:206)
28......کراماتِ صحابہ علیہم الرضوان (کل صفحات:346)
29......سوانح کربلا (کل صفحات:192)
30......بہارشریعت حصہ ۹ (کل صفحات:218)
31......بہارشریعت حصہ ۱۰ (کل صفحات:169)
32......بہارشریعت حصہ ۱۱ (کل صفحات:280)
33......بہارشریعت حصہ ۱۲ (کل صفحات:222)
34......منتخب حدیثیں (کل صفحات:246)
35......بہارشریعت حصہ ۱۳ (کل صفحات:201)
36......بہارشریعت جلددوم (2) (کل صفحات:1304)

عنقریب آنے والی کتب

1......بہارِ شریعت حصہ ۱۴، ۱۵ | 2......معمولات الابرار | 3......جواہر الحدیث

شعبہ اصلاحی کتب

1......ضیائے صدقات (کل صفحات:408) | 2......فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325) | 3......رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات 255)
4......انفرادی کوشش (کل صفحات:200) | 5...... نصاب مدنی قافلہ (کل صفحات:196) | 6......تربیتِ اولاد (کل صفحات:187)
7......فکرِ مدینہ (کل صفحات:164) | 8......خوفِ خداعزوجل (کل صفحات:160) | 9......جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152)
10......توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124) | 11......فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات:120) | 12......غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات (کل صفحات 106)
13...... مفتیِ دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96) | 14......فرامین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات:87) | 15......احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66)
16......کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات تقریباً63) | 17......آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62) | 18......بدگمانی (کل صفحات:57)
19......کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43) | 20......نماز میں لقمہ کے مسائل (کل صفحات:39) | 21......تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)
22......ٹی وی اور مُووی (کل صفحات:32) | 23......امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32) | 24......طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30)
25......فیضانِ زکوٰۃ (کل صفحات:150) | 26......ریاکاری (کل صفحات:170) | 27......عشر کے احکام (کل صفحات:48)
28......اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات:49) | 29......نور کا کھلونا (کل صفحات:32)

شعبہ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ

1...... آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات 275) | 2......قومِ جنّات اور امیر اہلسنّت (کل صفحات:262)
3......دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات:220) | 4......شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات:215)
5......فیضان امیر اہلسنّت (کل صفحات:101) | 6......تعارفِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:100)
7...... گونگا مبلغ (کل صفحات:55) | 8......تذکرۂ امیر اہلسنت قسط (1) (کل صفحات:49)
9......تذکرۂ امیر اہلسنت قسط (2) (کل صفحات:48) | 10......قبر کھل گئی (کل صفحات:48)
11 ......غافل درزی (کل صفحات:36) | 12......میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات:33)
13......کرسچین مسلمان ہوگیا (کل صفحات:32) | 14......ہیروئنچی کی توبہ (کل صفحات:32)
15......ساس بہو میں صلح کا راز (کل صفحات:32) | 16......مردہ بول اٹھا (کل صفحات:32)
17......بدنصیب دولہا (کل صفحات:32) | 18......عطاری جن کا غسلِ میّت (کل صفحات:24)
19......حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات:32) | 20...... دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24)
21......قبرستان کی چڑیل (کل صفحات:24) | 22......تذکرۂ امیر اہلسنت قسط سوم (سنّت نکاح) (کل صفحات:86)
23......مدینے کا مسافر (کل صفحات:32) | 24...... فلمی اداکار کی توبہ (کل صفحات:32)
25......معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟ (کل صفحات:32) | 26......جنوں کی دنیا (کل صفحات:32)
27......25 کرسچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام (کل صفحات:33) | 28......صلوٰۃ وسلام کی عاشقہ (کل صفحات:33)
29......کرسچین کا قبولِ اسلام (کل صفحات:32) | 30......بے قصور کی مدد (کل صفحات:32)

31......سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام عطار کے نام (کل صفحات:49)
32......شرابی کی توبہ (کل صفحات:32)
33......نومسلم کی دردبھری داستان (کل صفحات:32)
34......خوفناک دانتوں والا بچہ (کل صفحات:32)
35......تذکرۂ امیراہلسنت قسط4 (کل صفحات:49)
35......کفن کی سلامتی (کل صفحات:33)
36......وضو کے بارے میں وسوسے اوران کا علاج (کل صفحات:48)
37......مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات:48)
38...... پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات:48)
39...... بُلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات:48)
40......کفن کی سلامتی (کل صفحات:33)
41......گمشدہ دولہا (کل صفحات:33)

عنقریب آنے والے رسائل

1......اعتکاف کی بہاریں (قسط1)
2......V.C.D کی مدنی بہاریں قسط3 (رکشہ ڈرائیور کیسے مسلمان ہوا؟)
3......اولیائے کرام کے بارے میں سوال جواب
4......دعوت اسلامی اصلاحِ امت کی تحریک

ثواب سے محرومی

طبرانی نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ **اللہ** عزوجل کے **محبوب**، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا:

کچھ لوگوں کو **جنت** کا حکم ہوگا، جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اوراس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنت میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لیے سامان تیار کر رکھا ہے، دیکھیں گے۔

پکارا جائے گا کہ انھیں واپس کرو، جنت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں۔ یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے، کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوئی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب! اگر تو نے ہمیں پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیا ہوتا، ہمیں تو نے ثواب اور جو کچھ اپنے اولیا کے لیے جنت میں مہیا کیا ہے نہ دکھایا ہوتا تو یہ ہم پر آسان ہوتا۔

ارشاد فرمائے گا: ''ہمارا مقصد ہی یہ تھا اے بدبختو! جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے، لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے، لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہیں کی، لوگوں کے لیے گناہ چھوڑے میرے لیے نہیں چھوڑے، لہٰذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا اور **ثواب** سے محروم کروں گا۔''

("المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ١٩٩، ج١٥، ص٨٥، و "مجمع الزوائد"، كتاب الزهد، باب ماجاء في الرياء، الحديث: ١٧٦٤٩، ج١٠، ص٣٧٧.)